

نوائے افغان جہاد

ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ فروری 2011ء

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وعزت کی خاطر!!!

دنیا بھر کے صلیبی لشکروں کو تہس نہس کردیں گے

اور خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر امت مسلمہ

کا بچہ بچہ کٹ مرے گا!!!

ان شاء اللہ

نبی ملحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی سامان کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا (ابن سعد: ص ۴۸۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۱۱ تلواریں تھیں: ۱۔ ماثور ۲۔ ذوالفقار ۳۔ قلعیہ ۴۔ البتار ۵۔ الحتف ۶ اور ۷۔ قبیلہ بنی طے سے حاصل ہوئی تھیں ۸۔ العضب ۹۔ القضیب ۱۰۔ الصمصامہ ۱۱۔ الحیف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر سونا اور چاندی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا (شمائل: ص ۷)

لوہے کی ٹوپی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو سر پر لوہے کی ٹوپی تھی۔ (بخاری: ص ۶۱۴)

ڈھال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس کا نام الجمع تھا۔ (سبل: ص ۳۷۰)

پٹکہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پٹکہ تھا جس میں ۳ چاندی کے حلقے تھے جسے کمر پر باندھا جاتا تھا۔ (سبل: ۷/ ۳۶۹)

کمان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کمان تھا جس کا نام السداس تھا۔ (سبل: ص ۳۶۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۶ کمان تھے۔ ۱۔ الروہا ۲۔ شوحط ۳۔ صفراد ۴۔ السداس ۵۔ الزوراو ۶۔ الکتوم (ابن سعد: ص ۴۸۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۵ تیر تھے ۱۔ المثوی ۲۔ المثنی ۳، ۴ اور ۵۔ بنی قینقاع سے حاصل ہوئے تھے (سبل: ص ۳۹۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیزے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۵ نیزے تھے۔ ۱۔ نبعہ ۲۔ بیضاء ۳۔ منزہ ۴۔ الھد ۵۔ القمرہ۔ (سبل: ۷/ ۳۶۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ احد میں ۲ زرہیں تھی۔ ۱۔ ذات الفضول ۲۔ فضہ اور خیبر کے موقعہ پر بھی ۲ زرہیں تھی ۱۔ ذات الفضول ۲۔ اسغدیہ (ابن سعد: ص ۴۸۷)

سات زرہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۷ زرہیں تھیں۔ ۱۔ ذات الفضول ۲۔ فضہ ۳۔ اسغدیہ ۴۔ ذات الوشاح ۵۔ ذات الحواشی ۶۔ البتراء ۷۔ الخرنق۔ (جمع الوسائل: ص ۱۵۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۴، شمارہ نمبر۲

ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ   فروری 2011ء



حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر یہ فرماتے ہوئے پایا کہ ''قرآنِ کریم کی آیت میں جو مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلے کے لیے قوت بہم پہنچانے کا حکم ہے، یہ قوت تیراندازی ہے''۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ مکرر فرمائی۔ (صحیح مسلم)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

دردِلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است

امتِ مسلمہ کے لیے حرمت رسول علیہ الصلوۃ والسلام موت اور زندگی کا معاملہ ہے۔اس نازک اور اہم مسئلے پر امت کا ایک ایک فرد اپنی جان لُٹا دینے کو فخر خیال کرتا ہے اور اس حساس ایمانی موضوع پر کفار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کو سعادت سمجھتا ہے۔تمام صلیبی جنگوں کا مرکزی عنوان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہی تھی اور ہے۔پہلی صلیبی جنگوں میں پوپ اربن دوم نے شکست کو نوشتۂ دیوار دیکھ کر مہتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں دریدہ دہنی کی تھی اور آج بھی صلیبی لشکر کے سپہ سالار محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی زبان نجس دراز کرتے ہیں۔

اس بار ماہ ربیع الاول عزتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کے جذبوں کی عملی عکاسی کرتے ہوئے طلوع ہو رہا ہے۔پاکستان میں ممتاز غازی کے عمل نے اس عنوان کے تحت نئے مباحث کو پیدا کیا ہے اور صلیبی لشکروں کو اس بار اس قدر شکست فاش ہوئی ہے کہ اُن کے مرتد فرنٹ لائن اتحادی بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ''اگر میرے سامنے کوئی توہینِ رسالت کرے گا تو میں اُسے قتل کر دوں گا''۔بس یہ خوش خبریاں ہیں کہ غلامانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں صلیبی لشکر ڈھیر ہونے کو ہیں۔

سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر امتی اُنؐ کے نقشِ ہائے قدم کی روشنی سے اپنے کردار کو نکھارے۔سیرت محمدیؐ ہی اس معرکہ حق و باطل کا مرکزی عنوان ہے اور اسی کی روشنی میں چلنے والے اپنے رب کی نصرت سے اس معرکے کو سر کر سکیں گے۔سیرت پر علمائے کرام کی لکھی ہوئی کتب سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (مولانا ادریس کاندھلویؒ)، اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ڈاکٹر عبدالحیؒ) الرحیق المختوم (مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوریؒ) کا دقتِ نظر سے مطالعہ سیرت کے گوشوں کو اپنی عملی زندگی میں سجانے کے لیے بہت موزوں ہو گا۔

آج صلیبی عساکر ہر محاذ پر ہزیمت کو گلے لگانے پر مجبور ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کو مجاہدین کو ہاتھوں ایسی ذلت آمیز ضربیں لگوائی ہیں کہ وہ مجاہدین کے ہاتھوں میدانوں میں تو ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں لیکن اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کرنے کے لیے وہ جنوبی سوڈان کو عیسائی ریاست بنانے کا اعلان کر رہے ہیں۔اسے عیسائی ریاست بنانے کا عمل پایہ تکمیل کو پہنچنے کو ہے۔صلیبی امریکہ اور اقوام متحدہ کی نگرانی میں اس مسلم خطے کو عیسائیوں کے تسلط میں دیا جا رہا ہے۔ملعون پوپ بنی ڈکٹ جہاں اسلام اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے حوالے سے زہر اگلتا ہے وہیں وہ عیسائیوں پر ہونے والے ''مظالم'' کا واویلا بھی کرتا ہے۔لیکن امتِ توحید کے فرزند یہود و نصاریٰ کے لشکروں کے مقابل موجود ہیں۔امت مسلمہ کے یہ بیٹے دنیا بھر میں اللہ کے باغیوں پر پیہم ضربیں لگا رہے ہیں۔یہ مجاہدین' نائیجیریا اور مصر میں نصاریٰ پر قہر بن کر ٹوٹ رہے ہیں۔

عراق، افغانستان، صومالیہ اور یمن سے امتیوں کو ٹھنڈے ہوا کے جھونکے آ رہے ہیں۔فدائی حملے کفر کی بربادی کو قریب سے قریب تر کر رہے ہیں اور پاکستان میں بھی ہر آنے والا دن صلیبی لشکروں کی شکست کی نوید لیے ہوئے ہے جبھی تو شمالی وزیرستان میں آپریشن کفر کے حلق کا کانٹا بنا ہوا ہے کہ نہ اگلے بنے نہ نگلے بنے۔اسی خطۂ اسلامی ہند کے بارے میں اقبالؒ نے کہا تھا

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جدھر سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے منزلوں کا پتہ لگانے والے خوش بخت قافلے کے راہی اپنے رب کی رضا اور جنتوں کی جانب لپک رہے ہیں۔عالمِ کفر کے لیے نامرادیوں کے الٰہی وعدے ہیں اور اللہ تعالیٰ آج یہ وعدے اِنہی مردانِ درویش صفت کے ہاتھوں پورے کروا رہا ہے۔ہر امتی کے لیے راستہ واضح ہو چکا ہے، حرمتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر کٹ مرنے کا راستہ اور انہی کٹے پھٹے جسموں کے ساتھ لقائے ربی اور آبِ کوثر کو ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں نوشِ جاں کرنے کا راستہ!!! جسے دامن بھرنے ہوں بھر لے کہ دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کی راہوں پر عشاق کے قافلے کشاں کشاں جانبِ منزل رواں ہیں۔

اللّٰھم صلی علیٰ سیدنا محمّد و علیٰ آل سیدنا محمّد کما صلیت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ آل سیدنا ابراھیم انّک حمید مجید اللّٰھم بارک علیٰ سیدنا محمّد و علیٰ آل سیدنا محمّد کما بارکت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ آل سیدنا ابراھیم انّک حمید مجید

قیامت کے ہولناک مناظر سے نجات دینے والے اعمال

علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح الانصاری قرطبی اندلسی متوفی: ۶۷۱ھ ساتویں صدی کے مشہور بزرگ، محقق، محدث، مفسر اور ائمہ کبار میں سے ہیں، آپ نے موت، احوالِ موت، مابعد الموت، حشر، نشر، جنت، جہنم، فتن اور علاماتِ قیامت پر ایک بہت ہی نفیس کتاب: ''التذکرہ باحوال الموتی وامور الآخرۃ'' کے نام سے تالیف فرمائی ہے، جسے بحمداللہ! ہر زمانہ کے اہلِ علم، علما و محققین کے ہاں نہ صرف قبولیت کا شرف حاصل ہوا، بلکہ ہر دور کے اکابر علما اور اہلِ تحقیق نے اس پر بھرپور اعتماد کیا، اور انذار و تبشیر کے مضامین میں اس سے استناد کیا۔

علامہ موصوف نے اپنی اسی تصنیف میں: ''ما ینجی من اھوال یوم القیامۃ ومن کربھا'' کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے، جس میں انہوں نے ترمذیؒ کی سند سے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ افادۂ عام کے لیے اس کو نقل کر کے اس سے حاصل ہونے والے نتائج کو مختصر طور پر قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ نقل کرتے ہیں کہ ''ایک دن ہم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ: میں نے گزشتہ رات خواب میں ایک عجیب و غریب منظر دیکھا ہے، پھر فرمایا:

۱۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آیا، مگر اس کا والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کا عمل آیا اس نے ملک الموت کو اس سے دور کر دیا۔

۲۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کے ایک آدمی پر عذابِ قبر مسلط ہوا چاہتا تھا، اتنے میں اس کے وضو کا عمل آیا، اس نے اس کو اس عذابِ قبر سے نجات دلا دی۔

۳۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کے ایک آدمی کو شیاطین نے گھیر رکھا تھا، اتنے میں اس کا ذکر اللہ کا عمل آیا، اس نے اس کو شیاطین کے چنگل سے چھڑا دیا۔

۴۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کے ایک آدمی کو ملائکۂ عذاب نے گھیر رکھا ہے، اتنے میں اس کی نمازیں آئیں اور اسے ان کے ہاتھوں سے رہائی دلا کر لے گئیں۔

۵۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کا ایک آدمی پیاس سے جاں بلب ہے اور اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے، جیسے ہی وہ حوضِ کوثر سے پانی پینے کو جاتا ہے، اسے وہاں سے ہٹا دیا جاتا ہے، اتنے میں اس کا روزہ آیا، اس نے اس کو پانی پلایا اور خوب سیراب کر دیا۔

۶۔ میں نے دیکھا کہ حضرات انبیا کرام علیہم السلام مختلف حلقوں میں تشریف فرما ہیں، میری امت کا ایک آدمی ان حلقوں میں سے کسی حلقہ کے قریب جانا چاہتا ہے، مگر اسے وہاں سے ہٹا دیا جاتا ہے، اتنے میں اس کے غسلِ جنابت کا عمل آیا، جس نے اس کو ہاتھ سے پکڑا اور لا کر میرے پہلو میں بٹھا دیا۔

۷۔ میں نے اپنی امت کے ایک ایسے آدمی کو دیکھا کہ اس کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے ہر طرف ظلمت ہی ظلمت اور اندھیرا ہی اندھیرا ہے، وہ ان اندھیروں میں گھرا ہوا سخت پریشان ہے، اتنے میں اس کے حج و عمرے آئے اور اس کو اس ظلمت سے نکال کر نور میں داخل کر دیا۔

۸۔ میں نے اپنی امت کا ایک ایسا آدمی دیکھا کہ وہ اہلِ ایمان سے بات کرنا چاہتا ہے، مگر اس سے کوئی بات کرنے کو تیار نہیں، اتنے میں صلہ رحمی کا عمل آیا، اس نے آتے ہی کہا: اے مومنین کی جماعت! اس سے کلام کرو، چنانچہ اہلِ ایمان اس سے کلام کرنے لگے۔

۹۔ میں نے اپنی امت کا ایک ایسا آدمی دیکھا جو اپنے ہاتھوں کے ذریعہ اپنے منہ سے آگ کے شعلوں اور اس کی لپٹوں کو ہٹا رہا ہے، اتنے میں اس کا صدقہ آیا، اس کے اور آگ کے درمیان حائل اور اس کے سر پر سایہ بن گیا۔

۱۰۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کے ایک آدمی کو جہنم کے فرشتوں نے ہر طرف سے گھیر کر پکڑ رکھا ہے، اتنے میں اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل آیا، جس نے اسے ملائکۂ عذاب سے چھڑا کر ملائکہ رحمت کے سپرد کر دیا۔

۱۱۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کا ایک آدمی گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ایک حجاب حائل ہے، پس اس کے حسنِ اخلاق کا عمل آیا، جس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور لا کر اسے بارگاہِ الٰہی میں کھڑا کر دیا۔

۱۲۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کے ایک آدمی کا نامۂ عمل اس کے بائیں ہاتھ کی طرف بڑھ رہا تھا، اتنے میں اس کا خوفِ الٰہی کا عمل آگے بڑھا اور اس کے نامۂ عمل کو اس کے داہنے ہاتھ میں دے دیا۔

۱۳۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کے ایک آدمی کی نیکیوں کا پلہ ہلکا اور گناہوں کا پلہ بھاری ہو رہا تھا، اتنے میں اس کا لوگوں کے ساتھ حسنِ معاملہ اور حق سے زیادہ دینے کا عمل آیا جس نے اس کے میزانِ عمل کو جھکا دیا۔

۱۴۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارہ پر کھڑا ہے، اتنے میں اللہ کے خوف سے اس کے دل کی کپکپاہٹ آئی اور اسے نجات دلا کر لے گئی۔

۱۵۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کا ایک آدمی جہنم میں گر رہا تھا، اتنے میں اس کے وہ آنسو، جو دنیا میں اللہ کے خوف سے بہے تھے، آگے بڑھے اور اسے جہنم سے باہر نکال کر لے گئے۔

۱۶۔ میں نے دیکھا کہ میری امت کا ایک آدمی پل صراط پر کھڑا ہے اور دوسرا جنت کے دروازے پر پہنچ چکا ہے، مگر آگے جنت کے دروازے بند ہو گئے، اتنے میں ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت کا عمل آیا، جس کی برکت سے اس کے لیے جنت کے دروازے کھل گئے اور وہ جنت میں داخل ہو گیا''۔ (التذکرہ: ص: ۲۷۷، ۲۷۸)

علامہ قرطبیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قلت ھذا حدیث عظیم ذکر فیه اعمالا خاصة تنجی من اھوال خاصة واللہ اعلم

''میں کہتا ہوں یہ عظیم حدیث ہے جس میں ایسے خاص اعمال کا تذکرہ ہے، جو مخصوص قسم کی قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا ذریعہ ثابت ہوں گے''۔

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

نوجوانوں کے نام پیغام

ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ

'الفوائد' امام ابن قیم رحمہ اللہ کی بہترین کتابوں میں سے ایک ہے۔ وہ اس طرح لکھی گئی ہے گویا ایک اسّی سال کا آدمی بیٹھا اپنی زندگی کے تجربات کے بارے میں باتیں کر رہا ہو۔ ابن قیم رحمہ اللہ کی تصنیفات اسلام کے لیے لکھی گئی بہترین تصنیفات میں سے ہیں۔ درحقیقت امام ابن قیم رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی محنتوں کا ثمرہ ہیں۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے وسیع فہم اور علم کی وجہ سے ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں، اور انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصّہ کبھی ایک معرکے میں، کبھی دوسرے معرکے میں ایک مجاہد کی حیثیت سے گزارا۔ ایک مرتبہ انہوں نے خود بھی جنگ کی قیادت کی جب شام کے امراء تاتاریوں کا مقابلہ کرنے سے پیچھے بیٹھ رہے اور کہا کہ ہم ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ امام ابن تیمیہؒ نے کہا کہ ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کی۔

امام ابن قیم اپنے دل کی گدازی اور عبادت گزار ہونے کی وجہ سے علما میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ ان کا گزر مکہ سے ہوا، اور مکہ کے لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ کس قدر عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور ہر دم اللہ کا ذکر ان کی زبان پر جاری رہتا ہے۔ ان کی مشہور تصانیف میں سے ایک 'الفوائد' ہے۔ تربیت کے حوالے سے ان کی دیگر مشہور کتب مدارج السالکین شرح منازل السائرین الیٰ رب العالمین' اور 'اعلام الموقعین عن رب العالمین' جس میں فقہ اور اصول دونوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 'زاد المعاد فی سیرۃ خیر العباد' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، روزے، حج، غزوات اور طبی طریقوں وغیرہ کے بارے میں ہے۔ نیز وہ 'الروح'، 'بدایع الفوائد' اور 'جواب الکافی فی السوال الدوا الشافی' کے بھی مصنف ہیں۔)

اپنی کتاب الفوائد میں وہ کہتے ہیں:

''دس بے کار امور ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں:

۱۔ وہ علم جس پر عمل نہ ہو۔

۲۔ ایسا عمل جو اخلاص سے خالی ہو اور اسوہ حسنہ پر مبنی نہ ہو۔

۳۔ وہ مال جو جمع کیا جائے، کیونکہ اس کا مالک نہ تو اس زندگی میں اسے استعمال کرتا ہے، نہ ہی اس کے ذریعے آخرت کا اجر حاصل کرتا ہے۔

۴۔ ایسا دل جو اللہ کی محبت، چاہت اور قربت کے شوق سے خالی ہو۔

۵۔ وہ جسم جو اللہ کی عبادت اور اطاعت نہیں کرتا۔

۶۔ اللہ کی رضا چاہے بغیر اس سے محبت کرنا۔

۷۔ وہ وقت جو گناہوں کو مٹانے یا نیکیوں کے مواقع ڈھونڈنے میں صرف نہیں ہوتا کہ جو اللہ کے قریب لے جاتی ہیں۔

۸۔ وہ دماغ جو ایسی باتیں سوچتے ہوں جن کا کوئی فائدہ نہیں۔

۹۔ ان لوگوں کی خدمت کرنا جو نہ تو آپ کو اللہ کے قریب کرتے ہیں نہ ہی زندگی میں آپ کو کوئی فائدہ دیتے ہیں۔

۱۰۔ کسی شخص سے امید اور خوف رکھنا جو اللہ کی حاکمیت کے تحت ہو، اور جس کی پیشانی اللہ کے ہاتھ میں ہو، جبکہ وہ اپنے آپ کو بھی کوئی نفع، نقصان نہیں پہنچا سکتا نہ ہی زندگی اور موت دینے یا موت کے بعد زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

لیکن ان میں سب سے بڑے امور دل کا ضیاع اور وقت کا ضیاع ہیں۔ دل کا ضیاع اس دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دے کر کیا جاتا ہے اور وقت کا ضیاع نہ ختم ہونے والی امیدیں لگا کر کیا جاتا ہے۔ ساری برائی اپنی خواہشات کی پیروی کرنے اور لمبی امیدیں باندھنے سے جُڑی ہے جبکہ ساری خیر صراط مستقیم پر چلنے اور اپنے آپ کو اللہ سے ملاقات کے لیے تیار کرنے میں ہے، اور اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔''

انہوں نے سارے شر کا خلاصہ ان دو امور کو بیان کیا ہے: دل کا ضیاع اور وقت کا ضیاع۔ دل کا ضیاع دنیوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینے سے ہوتا ہے اور وقت کا ضیاع لامتناہی امیدیں باندھنے سے ہوتا ہے، اور یہی دو یعنی لمبی امیدیں اور اپنی خواہشات کی پیروی سارے شر کا سرچشمہ ہیں۔ ہدایت کی پیروی اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری ہر خیر کی بنیاد ہیں۔

فَأَمَّا مَن طَغَىO وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَاO فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىO وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىOفَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى(النازعات: ۳۷۔۴۱)

''پس جس نے سرکشی کی اور اس دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، تو بے شک جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے۔ اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا، تو بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے''۔

دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینے سے دل خراب ہو جاتا ہے، اور جو شخص ڈرتا ہے وہ اس ملاقات کے لیے تیاری کرے گا اور اپنا وقت ضائع نہیں کرے گا۔ اعمال کی تصحیح کا دارومدار ان دو باتوں پر ہے: رب کے حضور کھڑے ہونے کا خوف، جس کے نتیجے میں انسان اس سے ملاقات کی تیاری کرتا ہے، اور اپنے وقت کو ضائع نہ کرنا۔ اس سے دل کو زندگی ملتی ہے، کیونکہ دلوں کی زندگی اسی میں ہے کہ خواہشات سے دور رہا جائے اور ہدایت کی پیروی کی جائے۔

إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِO(ص:۲۶)

''بے شک ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے تو پس لوگوں کے درمیان حق

کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرو ورنہ یہ تمہیں اللہ کی راہ سے گمراہ کردیں گی۔''

خواہشات ہی ظلم کی جڑ ہیں، یہی ضیاع کی اور فحش کی جڑ ہیں۔ یہی تمام شر کی جڑ ہیں کیونکہ جو اپنی خواہشات کی پیروی کرے وہ ہدایت سے منہ موڑ چکا ہوتا ہے۔

وَاتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَO(یونس:۱۰۹)

''اور اس چیز کی پیروی کرو جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے اور صبر کرو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کردے اور وہی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔''

خواہشات کے پیچھے چلنا عجلت سے ہے اور صبر یہ ہے کہ اپنی خواہشات کے خلاف چلا جائے۔ جو اپنی زبان کو روکے رکھتا ہے وہ دراصل اپنی زبان کو اس بات پر صبر کراتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرے۔ جو اپنی نظر کو روکے رکھتا ہے وہ اپنی نظر کو دیکھنے کی خواہش پر صبر کراتا ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو زنا سے روکتا ہے وہ اس خواہش کو دبا رہا ہوتا ہے جو اسے یہ قبیح فعل انجام دینے پر اکسار ہی ہوتی ہے۔ جو رمضان میں اپنا روزہ توڑ دیتا ہے وہ اپنے پیٹ کی خواہشات پر چل رہا ہوتا ہے، اور صبر یہ ہے کہ اس خواہش کو دبایا جائے۔ جو جنگ کے دوران استقامت دکھاتا ہے وہ اس خواہش کو دبا رہا ہوتا ہے کہ جان بچا کر بھاگ جایا جائے۔ جو طواغیت کی قید میں صبر کررہا ہو اس کے سامنے اُس دنیا کی خواہش ہوتی ہے جو قید خانے کے باہر اس کے لیے بازو پھیلائے کھڑی ہوتی ہے۔ جو غربت پر صبر کررہا ہو وہ اس خواہش کو دبا رہا ہوتا ہے جو یہ سرگوشی کرتی ہے کہ ناجائز مال ہتھیا لیا جائے، یا ایسا کام کیا جائے جو حرام ہو، تاکہ بس کسی طرح پیسہ آجائے۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے ذکر کیا، ہر شر کی بنیاد یہ ہے کہ لمبی امیدیں باندھی جائیں جس کے نتیجے میں آپ اپنا وقت ضائع کریں گے، حالانکہ کچھ پتہ نہیں کب آپ کا 'وقت' آجائے۔ جب رب العالمین کا پیامبر آپ سے کہے کہ: آجاؤ! اللہ عزوجل کی طرف جانے کا وقت آپہنچا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو علالت سے پہلے، دولت کو فقیری سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے، اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔'' (مستدرک الحاکم)

اپنی جوانی کو غنیمت جانئے کیونکہ آج آپ کے پاس نفلی روزے رکھنے کا موقع ہے، کل جب آپ بوڑھے ہوجائیں گے اور آپ کو اپنے جسم اور ہڈیوں کی نشوونما اور غذا کا خیال رکھنا ہوگا تب آپ روزے کی تکلیف برداشت نہیں کرسکیں گے۔ ابھی آپ نوجوان ہیں اس لیے راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں، رکوع اور سجدوں کے لیے جاگ سکتے ہیں، جو آپ اللہ رب العالمین کے حضور پیش کرسکیں گے کہ وہ آپ کے حق میں گواہی دیں، یا کل کو قبر کی تنہائی میں آپ کا ساتھ دیں۔ آج آپ اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں ہیں، اپنی جوانی کے سالوں میں۔ جوانی کا وقت مشقت کا وقت ہوتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس میں آپ کو چاہیے کہ اپنے آپ کو تھکائیں اور قربانی دیں۔ یہ وہ وقت ہے جب آپ پر بہت ساری ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ہوتا، آپ اکیلے ہوتے ہیں یا پھر بیوی کا یا ایک بچے کا ساتھ ہوتا ہے۔ کل، جیسے جیسے سال گزرتے جائیں گے، ذمہ داریوں کا انبار لگتا چلا جائے گا، دنیا کے مسائل آپ کو آگھیریں گے، اور آپ کی خواہش ہوگی کہ اپنے گھریلو، بچوں کے اور رشتہ داروں کے مسائل حل کریں، اسی میں آپ کا زیادہ وقت لگ جائے گا۔

ابھی آپ اپنی جوانی کے دور میں ہیں، محنت اور قربانی کے دور میں ہیں۔ مجھے اس نوجوان پر حیرت ہوتی ہے جو ڈرتا ہو! ابھی ایسی کون سی چیز ہے جس سے وہ ڈرے؟ اور اگر وہ اس عمر میں ڈرتا ہے تو کل کو اس کے خوف کا کیا عالم ہوگا؟ یہ دور آپ کی زندگی کا سنہری دور ہے۔ ایک نوجوان اپنی جان تک اللہ عزوجل کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اسی لیے اگر ہم ان لوگوں کو دیکھیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کے دین کی نصرت کی تھی، تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ سب نوجوان تھے۔ بلکہ ان میں سے اکثر، تین چوتھائی یا ہر چھ میں سے پانچ، بیس سال سے کم عمر کے تھے، کیونکہ یہی دور اپنے آپ کو کھپا دینے اور قربانی دینے کا ہوتا ہے۔

صحیحین میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں: بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا۔ تو ایک نوجوان میرے پاس آیا جو سن بلوغت کو پہنچ چکا تھا یا بلوغت کو پہنچے ہوئے ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا، اور کہا: ''اے چچا! ابوجہل کہاں ہے؟'' تو میں نے اس سے کہا: ''تمہیں اس کا کیا کرنا ہے؟'' وہ الجھ سے گئے کہ یہ چھوٹا سا لڑکا ابوجہل کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو جاہلیّت کا شہسوار، اس کا سردار ہے! نوجوان نے جواب دیا: ''میں نے سنا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے، اللہ کی قسم اگر میں اسے دیکھ لوں تو میرا سایہ اس کے سائے سے الگ نہیں ہوگا یہاں تک کہ میں اسے قتل کردوں یا وہ مجھے قتل کردے!''

پھر ایک اور نوجوان میرے پاس آیا، جو اسی عمر کا تھا جو پہلے نوجوان کی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا: ''ابوجہل کہاں ہے؟'' میں نے اس سے پوچھا: ''تمہیں اس کا کیا کرنا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں اسے دیکھ لوں تو میرا سایہ اس وقت تک اس کے سائے سے الگ نہیں ہوگا جب تک کہ میں اسے قتل کردوں یا وہ مجھے قتل کردے۔''

کچھ دیر بعد میں نے دور سے ابوجہل کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا: ''یہ ہے جسے تم ڈھونڈ رہے ہو'' اور میں یہ تمنا کررہا تھا کہ کاش میں اس نوجوان کی پسلیوں کے درمیان ہوتا یعنی کاش میں اس نوجوان کے سینے میں ہوتا، اور میرا دل اس کے دل کی طرح ہوتا: پرجوش، مضبوط اور موت کا متلاشی۔ چنانچہ وہ دونوں اس کی طرف جھپٹے اور کچھ دیر بعد واپس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اسے قتل کردیا ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تم میں سے کس نے اسے قتل کیا؟ معاذ بن عمرو بن جموحؓ نے کہا: ''میں نے کیا ہے۔'' اور معاذ بن عفراءؓ نے کہا: ''میں نے کیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے پوچھا: ''کیا تم نے اپنی تلواروں کو پونچھ کر صاف کرلیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ''وہ مجھے دکھاؤ'' تو انہوں نے دونوں تلواروں پر خون دیکھا اور فرمایا: ''تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔'' (جاری ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتمین سے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انتقام

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اس گستاخ اور اذیت رساں کافر سے خود انتقام لیتا ہے جس سے اہل ایمان انتقام لینے کی قدرت نہیں رکھتے اس معاملہ میں وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَO إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر: ۹۴،۹۵)

''پس جو حکم تم کو (خدا کی طرف سے) ملا ہے وہ (لوگوں کو) سنا دو اور مشرکوں کا (ذرا) خیال نہ کرو۔ ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لیے جو تم سے استہزا کرتے ہیں کافی ہیں۔''

ان گستاخوں میں سے ایک ایک سے خدائی انتقام کا قصہ مشہور ہے اور ان واقعات کو اہل سیر وتفسیر نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور جن لوگوں کو اس برے انجام سے دوچار ہونا پڑا ان میں سے قریش کے مندرجہ ذیل سردار ہیں:

۱۔ولید بن مغیرہ ۲۔عاص بن وائل ۳۔اسودان ابن المطلب

۴۔ابن عبد یغوث ۵۔حارث بن قیس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شاہ ایران) اور قیصر (شاہِ روم) کی طرف خط لکھے، دونوں ایمان نہ لائے مگر قیصرِ روم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا احترام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کی بھی عزت افزائی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو ثابت اور برقرار رکھا، کہا جاتا ہے کہ آج تک اس کی نسل میں حکومت اور اقتدار باقی ہے اس کے برعکس کسریٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ مبارک کو پھاڑ دیا اور شانِ رسالت میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ بعد اس کو ہلاک کر دیا اور اس کے ملک کے ٹکڑے کر دیے اور اکاسرۂ ایران کا اقتدار خاک میں ملا دیا، یہ دراصل اس آیت کریمہ کی سچّی تفسیر اور تعبیر ہے کہ

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (الکوثر:۳)

''کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولا د رہے گا''۔

حقیقت یہ ہے کہ جس نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھی اور بغض و عداوت کا اظہار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی جڑ کاٹ دی اور اس کا نام ونشان مٹا دیا، اس آیۂ کریمہ کے شانِ نزول کے متعلّق متعدد اقوال ہیں کہ یہ عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی یا عقبہ بن ابی معیط یا کعب بن اشرف کے متعلّق اتری۔ میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے سب کو اسی انجام سے دوچار کیا، ایک مشہور کہاوت ہے کہ لُحُومُ الْعُلَمَآءِ مَسْمُوْمَةٌ علما کے گوشت میں زہر ملے ہیں''۔

(یعنی ان کی شان میں گستاخی ہلاکت کا سبب ہے) پس انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی بڑی بربادی کا باعث ہوگی۔

صحیح حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس نے مجھے جنگ کا چیلنج دیا''۔ جب ولی سے عداوت اللہ تعالیٰ سے جنگ مول لینے کے مترادف ہے تو اندازہ کیجیے کہ انبیائے کرام سے دشمنی رکھنے والا کس قدر ہلاکت میں مبتلا ہوگا؟ اور جو اللہ تعالیٰ سے جنگ کرے اس سے جنگ کی جائے گی (یعنی اسے برباد کر دیا جائے گا)۔ جب آپ قرآنِ حکیم میں مذکور انبیائے کرام علیہم السلام کے واقعات پر تحقیقی نظر ڈالیں گے تو دیکھیں گے کہ قوموں کی بربادی اس وقت ہوئی جب انہوں نے انبیائے کرام کو ستایا اور اپنے برے قول یا فعل سے ان کا مقابلہ کیا۔ اسی وجہ سے بنی اسرائیل پر ذلت مسلط کی گئی اور وہ غضب خداوندی کے حق دار ہوئے جب انہوں نے کفر کے ساتھ انبیائے کرام کو ناحق قتل کیا تو انہیں کوئی حامی اور مددگار میسر نہ ہوا جیسا کہ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ جس نے انبیائے کرام میں سے کسی نبی کو اذیت دی پھر توبہ نہ کی تو اسے تباہ کن عذاب نے آلیا۔ ہم نے ایسے عبرت انگیز واقعات نقل کیے جن کا مسلمانوں کو تجربہ ہوا کہ جب کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فوراً انتقام لیا۔ اس قسم کے متعدد واقعات ہم تک پہنچے ہیں اور یہ باب بہت وسیع ہے۔ جس کا احاطہ ممکن نہیں نہ یہاں اس کا احاطہ کرنا مقصود ہے۔ ہمارا مقصد فقط حکمِ شرعی کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حامی اور محافظ ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر طرح سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت فرماتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے لوگوں کی اذیت دور کرتا ہے۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مجھ سے قریش کی گالی گلوچ اور لعن طعن پھیرتا ہے، وہ کسی مذمم (قابل مذمت شخص) کو گالیاں دیتے اور لعن طعن کرتے ہیں اور میں تو محمد (یعنی قابل تعریف) ہوں''۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی اور آپ کی نعت کو اذیت سے منزہ اور پاک رکھا اور اس اذیت کو کسی قابل مذمت شخص کی طرف پھیر دیا اگرچہ اذیت دینے والے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا قصد کیا۔

گستاخ رسول کی سزا قتلِ معین ہے:

جب سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت اصحاب اور دیگر حوالوں سے ثابت ہوگیا کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔ جب گستاخانہ طرزِ عمل کی وجہ سے حربی کافر کا قتل متعین ہوگیا تو مسلمان اور ذمی گستاخ کا قتل تو بطریقِ اولیٰ ثابت ہوگیا۔ کیونکہ سزائے قتل کا موجب سب وشتم اور گستاخی ہے مجرد کفر اور محاربہ نہیں جیسا کہ وضاحت کے ساتھ دوسرے مقام پر بیان

کیا جا چکا ہے پس جہاں بھی یہ وجہ آ جائے قتل کی سزا واجب ہو جائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ کفر مبیح الدم ہے (یعنی اس کا خون مباح ہو جاتا ہے) لیکن ہر حال میں کافر کا قتل واجب نہیں، کفر کی صورت میں کافر کو امان دینا اس کے ساتھ صلح کرنا، گرفتاری میں اس پر احسان کرنا یا فدیہ لے کر چھوڑ دینا جائز ہے لیکن عہدِ ذمہ اختیار کرنے کے بعد کافر کا خون معصوم ہو جاتا ہے جسے کفر نے مباح ٹھہرا رکھا تھا، حربی کافر اور ذمی کافر کے درمیان یہی فرق ہے۔ جہاں تک دیگر موجباتِ قتل کا تعلق ہے تو وہ حکمِ عہد میں داخل نہیں۔

سنت سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گستاخ کے قتل کا حکم دیتے تھے اور اس کا سبب صرف گستاخی ہوتا ہے، مجرد کفر نہیں جو عہدِ ذمہ سے خالی ہو جب ایسی گستاخی پائی جائے تو وہ موجبِ قتل ہوگی۔ اس صورت میں عہدِ ذمہ کا خون معصوم نہیں ٹھہرے گا۔ یہاں جرم بڑھ جاتا ہے اور حربی کافر گستاخی کی وجہ سے گستاخ قرار پاتا ہے۔ یونہی مسلمان جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے گستاخ مرتد ہو جاتا ہے اور مرتد کو قتل کرنا کافرِ اصلی کے قتل سے زیادہ موکد اور ضروری ہے۔ ذمی جب گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ بھی حربی کافر کی مانند ہو جاتا ہے، اس لیے ایسے مجرم کا قتل بہت ضروری ٹھہرتا ہے۔

ذمی کی اس سزا کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے عہدِ ذمہ اس لیے نہیں کیا گیا کہ وہ گستاخی کا اظہار کرے۔ اس لیے جب وہ ایسی قبیح حرکت کا مرتکب ہوگا تو باجماعِ مسلمین اس کو قتل یا تعزیر کی سزا دی جائے گی۔ مگر اسے کسی ایسی بات پر سزا نہیں دی جائے گی جو معاہدہ کی شقوں میں شامل ہو۔ خواہ وہ سخت کافر ہو نہ ہی اسے کسی ایسے فعل پر سزا دی جائے گی جس کی عہدِ ذمہ میں اجازت دی گئی ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فعل کے ارتکاب پر قتل کا حکم دیا، کبھی قتل کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ذمی عہدِ ذمہ کی خلاف ورزی کر رہا ہو۔ ایسی صورت میں اس کا قتل بلا تردد ضروری ہے۔

مسلمان کو بوجہ اظہار ایمان شانِ رسالت میں گستاخی سے منع کیا گیا ہے اور ذمی کو اس جرم سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے عہد ذمہ قبول کیا اور صغار کی زندگی اختیار کی، اگر صغار (ذلت) کے باعث اسے گستاخانہ طرزِ عمل سے روکا نہ جاتا تو اسے ایسے عمل پر تعزیر وغیرہ کی سزا نہ دی جاتی، پھر جب گستاخانہ روش کی وجہ سے ایسے کافر کا قتل ضروری ٹھہرا جس کا خون ظاہری اور باطنی طور پر حلال تھا اور اس نے عہد ذمہ بھی اختیار نہیں کیا تھا تو ایسے شخص کا قتل تو بطریقِ اولیٰ جائز قرار پائے گا۔ جس نے عہدِ ذمہ کے ذریعے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ وہ شانِ رسالت میں گستاخی کا مرتکب نہ ہوگا۔

گستاخِ رسول واجب القتل ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور امر (حکم) وجوب کا تقاضا کرتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شخص کے گستاخانہ طرزِ عمل کی اطلاع ہوئی آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ یہی طریقہ اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا حالانکہ اس وقت معاف کر دینا ممکن تھا اور جہاں معاف کرنا ممکن نہ ہوا وہاں ایسے گستاخ کا قتل زیادہ موکد اور ضروری ہے اور اس کی شدید کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ ایسا فعل جہاد کا فروں اور منافقوں پر سختی، دینی غلبے اور اعلائے کلمۃ اللہ کی ایک قسم ہے اور یہ بات معلوم محقق ہے کہ ایسا کرنا واجب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول کا قتل واجب اور انتہائی ضروری ہے۔

جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاف کر دینے کا جواز تھا وہاں یہ ضروری تھا کہ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسلام کا اظہار کرے، اطاعت اختیار کرے اور مطیع و فرماں بردار ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو۔ جہاں تک ان لوگوں کا تعلّق ہے جنہوں نے فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار نہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو معاف نہ کیا۔

[الصارم المسلول علی شاتم الرسول سے ماخوذ]

☆☆☆☆☆

بقیہ: قیامت کے ہولناک مناظر سے نجات دینے والے اعمال

گویا اس حدیث شریف میں امت کو یہ درس دیا گیا ہے کہ:

۱۔ اگر کوئی شخص لمبی عمر کا خواہش مند ہے تو اسے چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے کیونکہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی برکت سے زندگی لمبی ہو جاتی ہے۔

۲۔ اگر کوئی عذابِ قبر سے نجات چاہتا ہے تو اسے اہتمام کے ساتھ باوضو رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۳۔ اگر کوئی شخص شیاطین کے شر سے نجات چاہتا ہے تو ذکر اللہ کا اہتمام کرے۔

۴۔ اگر کوئی ملائکۂ عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ نمازوں کا اہتمام کرے۔

۵۔ اگر کوئی میدانِ حشر کی پیاس سے نجات چاہتا ہے تو روزوں کا اہتمام کرے۔

۶۔ اگر کوئی شخص انبیائے کرام علیہم السلام کا قرب چاہتا ہے تو غسلِ جنابت کا اہتمام اور ناپاکی سے اجتناب کرے۔

۷۔ اگر کوئی قیامت کی ظلمت و اندھیروں سے بچنا چاہتا ہے تو کثرت سے حج وعمرے کیا کرے۔

۸۔ اگر کسی کی خواہش ہے کہ اہلِ ایمان قیامت کے دن اس سے قطع تعلّق نہ کریں تو صلہ رحمی کیا کرے۔

۹۔ اگر کسی کو جہنّم کی آگ سے حفاظت کی خواہش ہے تو صدقہ کیا کرے۔

۱۰۔ اگر کوئی جہنّم کے فرشتوں کی گرفت سے بچنا چاہتا ہے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرے۔

۱۱۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہے تو لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا معاملہ کیا کرے۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال کی خواہش رکھتا ہے تو اسے ہر معاملہ میں خوف الٰہی کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

۱۳۔ اگر کوئی اپنی نیکیوں کا پلہ بھاری دیکھنا چاہتا ہے تو اسے لوگوں کے ساتھ حسنِ معاملہ اور حق سے زیادہ ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۱۴۔ اگر کوئی شخص جہنّم میں گرنے سے بچاؤ کی خواہش رکھتا ہے تو اسے دنیا میں اللہ کے خوف سے آنسو بہانا چاہیے۔

۱۵۔ اگر کوئی شخص پل صراط سے عافیت کے ساتھ گزرنے کی خواہش رکھتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن کا معاملہ کرنا چاہیے۔

۱۶۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے لیے جنت کے دروازے بند ہونے کے بجائے کھل جائیں تو اسے کلمہ لا الہ الا اللہ اور اس کی شہادت دینا چاہیے۔

☆☆☆☆☆

درس گاہِ رشد و ہدایت

ڈاکٹر عبدالحئی رحمہ اللہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے۔اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔

(نشر الطیب)

اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی متعین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو بھی جگہ متعین کرنے سے منع فرماتے تھے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے تمام جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصّہ اپنے خطاب و توجہ سے دیتے۔یعنی سب سے جدا جدا متوجہ ہوکر خطاب فرماتے یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔

اہل مجلس کے ساتھ سلوک:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے، نرم اخلاق تھے۔آسانی سے موافق ہوجاتے تھے، نہ سخت تھے، نہ درشت گو تھے، نہ چلا کر بولتے اور نہ نا مناسب بات فرماتے۔جو بات (یعنی خواہش) کسی شخص کی آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے) اور (تصریحاً) اس سے باز پرس بھی نہ فرماتے بلکہ خاموش ہوجاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا۔

۱۔ریا سے ۲۔کثرت کلام سے ۳۔بے سود بات سے

اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا

۱۔کسی کی مذمت نہ فرماتے ۲۔کسی کو عار نہ دلاتے ۳۔نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساکت ہوتے تو تب وہ بولتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا)۔

اہل مجلس میں ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنے جانے میں ایسی ہوتی جیسے سب سے پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی)۔جس بات سے سب ہنستے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہنستے۔جس سے سب تعجب کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تعجب فرماتے۔یعنی حد اباحت (حد جواز) تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے۔پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔

نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت اور مدح زیادہ اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے)۔

جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی احسان کے مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے کے اس اثنا کو بشرط عدم تجاوز حد کے گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا۔اس وقت اس کو ختم کروا دیتے یا اُٹھ کر کھڑے ہوجانے سے منقطع فرما دیتے (نشر الطیب)

الطاف کریمانہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے۔لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی عزت کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔

لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے، مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے۔اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہوسکے)۔

اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری بات کی تقبیح (مذمت اور تحقیر) فرماتے۔(نشر الطیب)

سلام میں سبقت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے۔

بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لیے اس دنیوی حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت۔(مدارج النبوۃ۔روایات از حسن بن علیؓ)

صلی اللہ علیہ و سلم تسلیما کثیرا کثیرا

اندازِ کلام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ امور آخرت کی سوچ میں رہتے۔کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نہ ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکوت طویل ہوتا تھا۔کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے تھے۔جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر یہ پر مغز ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ حشو وزائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم مزاج تھے،مزاج میں سختی نہ تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے۔

نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت اور مدح زیادہ اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے)۔

جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا جب تک اس حق کو غالب نہ کر لیتے،اپنے نفس کے لیے غضب ناک نہ ہوتے تھے،نہ اپنے نفس کے لیے انتقام لیتے،گفتگو کے وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے،جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ لوٹتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بات کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے،جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے منہ پھیر لیتے،کروٹ بدل لیتے۔جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں امر حیا سے ہیں)۔اکثر ہنسنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے (نشر الطیب،شمائل ترمذی)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی سب زبانیں (لغات) جانتے تھے۔ام معبدؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرمادیں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ایسی تھی کہ جیسے موتی کے دانے پرو دیے گئے ہوں۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ کو شمار کرنے والا چاہے تو شمار کر سکتا تھا۔

جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنایہ میں بیان فرماتے۔بات کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔(نشر الطیب)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگا تار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا۔پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین بار دہراتے تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں۔(شمائل ترمذی)

وعظ فرمانے کا انداز:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں وعظ فرماتے تو عصا مبارک پر ٹیک لگا کر قیام فرماتے اور اگر میدان جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

وعظ وتلقین کے خصوصی اور مختصر جلسے تو تقریباً ہر نماز اور خاص طور سے نماز صبح کے بعد تو منعقد ہوا ہی کرتے تھے مگر افادۂ عام کی غرض سے ایک جلسہ بھی کبھی کبھی طلب فرمالیا کرتے تھے۔

دوران وعظ میں جس امر پر نہایت زور دینا ہوتا تو اس پر ان الفاظ سے قسم کھاتے والذی نفسی بیدہ۔یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

☆☆☆☆☆

پیاری امت مسلمہ! دین کی سالمیّت اور حفاظت کے لیے ہجرت ایک ضروری عمل ہے۔جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف سے مجبور کر دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان،قبیلہ،گھر اور سرزمین مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کی۔لہذا آپ لوگوں کو بھی اس معاملہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے اور اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ ہمارے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین ترکہ اور نمونہ چھوڑا ہے۔اس معاملے میں اللہ تعالیٰ اپنی سچّی کتاب میں فرماتے ہیں کہ ہم کیسے اپنے دین کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔

(شیخ ابو عبد اللہ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ)

اسلام اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مغرب کی جنگ

شاہنواز فاروقی

اسلام اور عیسائیت کی پندرہ سو سالہ تاریخ میں صلیبی جنگ ایک نہیں دو ہیں۔ ایک وہ جو ۱۰۹۹ء میں شروع ہو کر دو سو سال جاری رہی اور دوسری وہ جس کا آغاز ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ہوا اور جو مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی تا حال جاری ہے۔ مگر مسلمانوں کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کی عظیم اکثریت کا کوئی ''تاریخی شعور'' ہی نہیں۔ چنانچہ انہیں معلوم ہی نہیں کہ پہلی صلیبی جنگ کے محرکات کیا تھے؟ وہ کیوں اور کیسے شروع ہوئی تھی؟ مسلمانوں کی اکثریت کو اس بات کا علم ہوتا تو وہ نائن الیون کے بعد رونما ہونے والے واقعات کو نہ صرف یہ کہ اچھی طرح سمجھ سکتے تھے بلکہ انہیں ایک تناظر میں بھی دیکھ سکتے تھے۔ انسانی زندگی میں ماضی کی یہی اہمیّت ہے۔ ماضی حال اور مستقبل کا آئینہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ ہم ماضی کو سمجھ کر حال اور مستقبل کو سمجھ لیتے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو یہاں سوال یہ ہے کہ پہلی صلیبی جنگ کیوں شروع ہوئی تھی؟

اس سوال کے جواب کا لب لباب یہ ہے کہ اُس وقت کے پوپ اربن دوئم نے ایک تقریر کی جس میں اس نے کہا کہ معاذ اللہ اسلام شیطانی مذہب ہے اور اس کے ماننے والے ایک شیطانی مذہب کے ماننے والے ہیں۔ پوپ اربن نے کہا کہ مجھے گویا الہام ہوا ہے کہ عیسائی اٹھیں اور شیطانی مذہب اور اس کے ماننے والوں کو روئے زمین سے مٹا دیں۔ اسی خیال کے تحت پوپ اربن نے پوری عیسائی دنیا سے کہا کہ وہ ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں۔ پوپ اربن نے یہ تقریر ۱۰۹۵ء میں کی تھی۔ اس کی تقریر کا اثر یہ ہوا کہ تمام عیسائی دنیا ۱۰۹۹ء میں ایک جھنڈے تلے جمع ہوئی اور اس نے اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف صلیبی یلغار کی ابتدا کی۔

> **مسلمانوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا علم ہیں، ان کا قانون ہیں، ان کی تہذیب ہیں، ان کی تاریخ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں تو دنیا میں مسلمانوں کے لیے کوئی چیز بھی معنی کی حامل نہیں۔**

نائن الیون کے بعد سے اب تک صلیبی ذہنیت کے مظاہر ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ امریکہ کے سابق صدر جارج بش نے نائن الیون کے بعد اپنی قوم سے خطاب کیا، اور اُس نے اپنی تقریر میں ''کروسیڈ'' یعنی صلیبی جنگ کی اصطلاح استعمال کی۔ مسلم دنیا میں اس لفظ پر تھوڑا بہت شور مچا تو وائٹ ہاؤس نے وضاحت کی کہ بش نے یہ لفظ شعوری طور پر استعمال نہیں کیا بلکہ تقریر کرتے ہوئے اُس کی زبان پھسل گئی۔ لیکن مغربی دنیا کے ایک بڑے ماہر نفسیات سگمنڈ فرائڈ نے ایک مضمون ''Slip of Tongue'' یعنی زبان کے پھسلنے کے موضوع پر لکھا ہوا ہے اور اس مضمون میں فرائڈ نے کہا ہے کہ یہ جو گفتگو کرتے ہوئے ہماری زبان پھسل جاتی ہے، ہم کہنا کچھ چاہتے ہیں کہہ کچھ جاتے ہیں یہ اتفاقی امر نہیں ہوتا بلکہ اس کے بھی نفسیاتی اور جذباتی محرکات ہوتے ہیں، اس کا بھی ایک پس منظر ہوتا ہے۔ چنانچہ جارج بش کے لفظ کروسیڈ کا بھی پس منظر تھا۔ اس کی پشت پر واقعتاً صلیبی نفسیات کام کر رہی تھی۔ اس کی تصدیق بعد کے واقعات سے ہوتی چلی گئی۔

بش کی تقریر کے بعد اُس کے اتحادی اٹلی کے وزیر اعظم سلویو برلسکونی نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''مغربی تہذیب اسلامی تہذیب سے برتر ہے اور اس نے جس طرح کمیونزم کو شکست دی ہے اسی طرح اسلامی تہذیب کو بھی شکست سے دوچار کرے گی''۔ اٹلی کے وزیر اعظم کے اس بیان پر اس سے پوچھا جا سکتا تھا کہ تمہارے اس بیان کی بنیاد کیا ہے؟ اس سے کہا جا سکتا تھا کہ تمہارا سرکاری موقف تو یہ ہے کہ تم دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہو۔ سوال یہ ہے کہ اس جنگ میں اسلامی اور مغربی تہذیب کے موازنے اور مغربی تہذیب کی اسلامی تہذیب پر برتری کے نعرے کا کیا جواز ہے؟ لیکن دنیا میں امت مسلمہ کا کوئی ترجمان ہی نہیں، چنانچہ اٹلی کے وزیر اعظم کو جو کچھ کہنا اور اہل مغرب کو جو پیغام دینا تھا دے دیا گیا۔ لیکن اٹلی کے وزیر اعظم کے اس تبصرے کے بعد مغرب کی جانب سے مزید اہم بیان سامنے آیا۔

یہ بیان تھا جارج بش کے اٹارنی جنرل ایش کرافٹ کا۔ اُس نے واشنگٹن ڈی سی میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''عیسائیت کا ''تصورِ خدا'' اسلام کے تصورِ خدا سے برتر اور فائق تر ہے، اس لیے کہ اسلام کا خدا ایک ایسا خدا ہے جو اپنے ماننے والوں سے اپنی برتری کے اظہار کے لیے جہاد کی صورت میں جان کا نذرانہ طلب کرتا ہے، جبکہ عیسائیت کا خدا ایک ایسا خدا ہے جس نے انسانیت کی نجات کے لیے معاذ اللہ اپنے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کی قربانی دے دی''۔ ایش کرافٹ سے پوچھا جا سکتا تھا کہ افغانستان میں دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑی جا رہی ہے یا اسلام کے ''تصورِ خدا'' کے خلاف معرکہ بپا ہے؟ لیکن افسوس امتِ مسلمہ کے اہلِ فکر و نظر اور ان کی سیاسی قیادتوں نے ایش کرافٹ کے اس اہم اور انکشاف انگیز بیان کو بھی نظر انداز کر دیا۔ لیکن ایش کرافٹ کے اس اظہار خیال کے بعد اسلام کے حوالے سے مزید چشم کشا بیان سامنے آیا۔

یورپ میں ناٹو کی مسلح افواج کے سابق کمانڈر جنرل کلارک نے جو ڈیموکریٹک پارٹی کے صدارتی امیدواروں کی دوڑ کا ایک شریک بھی تھا' بی بی سی ورلڈ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے۔ یہ لوگ جو کچھ سوچتے، سمجھتے اور عمل کرتے ہیں اس کا اسلام سے گہرا تعلّق ہوتا ہے۔ چنانچہ دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل اسلام کی تعریف متعین کرنے یا اسے Define کرنے کی جنگ ہے، اس جنگ میں ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ آیا اسلام جیسا کہ مسلمان دعویٰ کرتے ہیں' ایک پر امن مذہب ہے یا یہ اپنے ماننے والوں کو اسامہ بن لادن اور ملا عمر کی طرح تشدد پر اکساتا ہے۔ (باقی صفحہ ۲۴ پر)

آپس کے تعلقات اور قطع رحمی

ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ

تین دن سے زیادہ قطع تعلقی نہ کرو:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ایک مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلّق جائز نہیں کہ اچانک ملاقات ہو جائے تو ایک کا منہ ادھر کو اور دوسرے کا اُدھر کو ہوا اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک دوسرے سے قطع تعلّق مت کرو، اگر ایسا کرنا ناگزیر ہی ہو تو تین دن سے زیادہ نہ ہو اور جو مسلمان اس قطع تعلّق کی حالت میں مر جائیں وہ جنت میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

آپس میں محبت رکھنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے لیے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے جائیں گے، انبیاء علیہم السلام اور شہدا ان پر رَشک کریں گے اور وہ خود نبی ہوں گے نہ شہید۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا جو لوگ محض اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔

قطع تعلّق کرنا اور بغض وعناد رکھنا:

حضرت ابو ہریرۃؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے روز کھولے جاتے ہیں اور ان دنوں میں ایسے لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتے، البتہ جن دو آدمیوں میں باہم بغض وعناد ہوتا ہے ان کے لیے حکم ہوتا ہے کہ ان کی مغفرت میں انتظار کرو حتیٰ کہ وہ آپس میں صلح کرلیں اور تین دن سے زائد قطع تعلّق رکھنے والوں کے اعمال اوپر جاتے ہیں تو وہ واپس لوٹا دیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا پر نزول فرمانا:

حضرت ابو امامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے اور اہل زمین پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ بس کفر اور کینہ ور کے سوا سب کی بخشش ہو جاتی ہے۔ فقہا فرماتے ہیں کہ آسمان دنیا کی طرف اترنے اور نزول فرمانے کا مطلب اس کے خصوصی احکام کا اترنا ہے جیسا کہ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا میں یہی مراد ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا۔

پانچ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی:

حضرت انسؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ پانچ قسم کے لوگوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (یعنی وہ ثواب سے محروم ہوں گے اگرچہ فرض ان کے ذمہ سے ساقط ہوگا) (۱) اس عورت کی جس پر اس کا خاوند (کسی شرعی وجہ سے) ناراض ہو۔ (۲) اس غلام کی جو آقا کی اطاعت سے بھاگ نکلا ہو۔ (۳) اس شخص کی جو قطع تعلقی کی وجہ سے تین دن سے زائد تک مسلمان بھائی سے کلام نہیں کرتا۔ (۴) اس شخص کی جو شراب کا عادی ہے۔ (۵) اور اس امام کی جسے مقتدی (کسی شرعی وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں۔

لوگوں میں مصالحت کرانا:

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ہلکا سا صدقہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے؟ عرض کیا گیا ضرور بتائیے۔ ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ جب لوگ باہم قطع تعلّق کریں تو ان میں مصالحت کرانا۔

حضرت ابو الدرداؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کیا تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو نفل نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ اعمال سے بھی بڑھ کر ہے؟ عرض کیا گیا ضرور بتائیے۔ فرمایا کہ لوگوں میں قطع تعلقی کے وقت مصالحت کرانا۔

آٹھ قیمتی باتیں:

بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ جو شخص آٹھ باتوں سے عاجز آجائے تو وہ دوسری آٹھ باتیں اختیار کرے، تاکہ ان کی فضیلت پالے۔ پہلی یہ کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ سوئے سوئے ہی نماز تہجد کا ثواب پالے وہ دن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔ دوسری یہ کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ روزہ رکھے بغیر نفل روزہ کا ثواب حاصل کرے، وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ تیسری یہ کہ جو شخص چاہتا ہے کہ علما کا درجہ حاصل کرے وہ تفکر اختیار کرے۔ چوتھی یہ کہ جو کوئی گھر بیٹھے ہی نمازیوں اور مجاہدوں کا ثواب چاہتا ہے وہ شیطان سے جہاد کرے۔ پانچویں جو ناداری کے باوجود صدقہ کا اجر لینا چاہتا ہے وہ جمعہ کی حاضری کا پابندی سے اہتمام والتزام رکھے۔ ساتویں یہ کہ جو عبادت گزاروں کا درجہ لینا چاہتا ہے وہ لوگوں کی باہم مصالحت کرائے اور ان میں عداوت اور بغض پیدا نہ کرے۔ آٹھویں یہ کہ جو صالحین کا درجہ چاہتا ہے وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے اور اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص دو آدمیوں میں صلح کراتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایک ایک کلمہ پر جو وہ بولتا ہے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر دیں گے۔

بلا حساب جنت میں داخل ہونے والے:

حضرت علی بن حسینؓ کہتے ہیں کہ قیامت میں جب اولین وآخرین سب جمع ہوں

گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ فضیلت والے لوگ کہاں ہیں تو لوگوں کی ایک جماعت اٹھے گی اور جنت کی طرف چل دے گی۔ فرشتے ان کے سامنے آ کر پوچھیں گے کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیں گے جنت میں۔ فرشتے کہیں گے کیا حساب سے پہلے ہی، کہیں گے ہاں حساب سے پہلے ہی۔ فرشتے پوچھیں گے کہ تم کون لوگ ہو؟ جواب دیں گے ہم اہل فضل ہیں۔ فرشتے کہیں گے دنیا میں تمہاری کیا فضیلت تھی؟ جواب دیں گے کہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا تو ہم برداشت کر لیتے اور معاف کر دیتے۔ فرشتے کہیں گے کہ داخل ہو جاؤ جنت میں، جو عمل کرنے والوں کا بہترین ٹھکانا ہے۔ پھر ایک منادی آواز دے گا صبر والے کہاں ہیں تو ایک جماعت اٹھے گی اور جنت کا رخ کرے گی۔ فرشتے سوال کریں گے کہ کہاں جا رہے ہو؟ جواب دیں گے جنت میں۔ فرشتے کہیں گے کیا حساب کے بغیر ہی؟ کہیں گے ہاں۔ فرشتے پوچھیں گے تم کون لوگ ہو؟ جواب دیں گے ہم صبر والے ہیں۔ وہ سوال کریں گے تم کیا صبر کرتے تھے؟ یہ جواب دیں گے ہم نے اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مجبور کیا اور اس کی نافرمانی سے روکے رکھا۔ تو فرشتے کہیں گے جاؤ جنت میں چلے جاؤ کہ وہ عمل کرنے والوں کے لیے بہترین ٹھکانہ ہے۔ پھر منادی آواز دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پڑوسی کہاں ہیں؟ اس پر بھی لوگوں کی ایک جماعت اٹھے گی اور جنت کی طرف چلے گی تو فرشتے پوچھیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیں گے جنت کا۔ فرشتے کہیں گے کیا حساب سے پہلے ہی؟ یہ کہیں گے ہاں۔ فرشتے کہیں گے تم کون لوگ ہو؟ یہ جواب دیں گے ہم زمین پر اللہ کے ہمسایہ اور پڑوسی تھے۔ فرشتے پوچھیں گے تمہارا اللہ کے ساتھ پڑوس کیسا تھا؟ یہ کہیں گے کہ ہم محض اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے، اسی کے لیے خرچ کرتے تھے، اسی کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، جو عمل کرنے والوں کے لیے بہترین ٹھکانا ہے۔

آپس میں محبت کرنا اور لوگوں میں صلح کرانا:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ میری رضا کے لے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ اپنی عزت وجلال کی قسم! میں آج انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا، جب کہ کوئی اور سایہ نہیں ہے۔ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک میل چل کر بھی کسی مریض کی بیمار پرسی کر اور کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے دو میل تک بھی سفر کر اور دو آدمیوں میں صلح کرانے کے لیے تین میل کا بھی سفر اختیار کر۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص دو آدمیوں میں صلح کراتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایک ایک کلمہ پر جو وہ بولتا ہے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر دیں گے۔

انبیاء علیہم السلام کی طرف سے چار چیزوں کا مطالبہ:

حضرت ابوبکر وراق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تا کہ مخلوق کو اس کی طرف بلائیں اور دعوت دیں اور ان پر چار چیزوں کا مطالبہ رکھیں۔ دل، زبان دیگر اعضا اور خلق۔ پھر ان چار میں سے بھی ہر ایک سے دو باتوں کا مطالبہ کیا۔ دل سے احکام خداوندی کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت کا مطالبہ۔ زبان سے ہمیشہ پابندی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور لوگوں کے ساتھ خوش کلامی کا مطالبہ۔ دیگر اعضا سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مسلمانوں سے تعاون کا مطالبہ اور خلق سے اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی رہنے اور مخلوق کے ساتھ اچھے معاملے اور ان کی تکلیف کو برداشت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

دین خیر خواہی اور اخلاص کا نام ہے:

حضرت تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ دین خیر خواہی اور اخلاص ہی کا نام ہے۔ یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔ عرض کیا گیا کہ یہ اخلاص کس کے لیے مراد ہے؟ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، اس کی کتاب کے ساتھ اور عام اہل ایمان اور حکام کے ساتھ۔ فقہا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔ اس کے احکام پر عمل کرے، جہاں سے روکا جائے رک جائے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے اور ان کی راہ نمائی کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اخلاص کا یہ مطلب ہے کہ ان کی سنت پر عمل پیرا ہو اور لوگوں کو بھی اس کی طرف بلائے۔ کتاب کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ اس پر ایمان رکھتے ہوئے اس کی تلاوت کرے اور اس کے احکام پر خود بھی عمل کرے اور لوگوں کو بھی اس پر لگائے اور مسلم حکام کے لیے اخلاص یہ ہے کہ ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کرے اور ان کے لیے عدل وانصاف اختیار کرنے کی دعائیں مانگے اور لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کرے۔ عام اہل ایمان کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ ان کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند ہو۔ ان سے قطع تعلّق نہ کرے، ان کے ساتھ صلح کا معاملہ رکھے اور اس کے لیے انہیں دعوت دے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مغفرت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو خوش رکھے۔

> **حضرت ابوالدرداءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کیا تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو نفل نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ اعمال سے بھی بڑھ کر ہے؟ عرض کیا گیا ضرور بتایئے۔ فرمایا کہ لوگوں میں قطع تعلق کے وقت مصالحت کرانا۔**

اللہ تعالیٰ کا قرب اور ثواب کی فضیلت:

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ وہ شخص جھوٹا شمار نہیں ہوتا جو دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے از خود کوئی اچھی بات کہہ دیتا ہے، یا کسی کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ نیز لوگوں میں مصالحت کرنا نبوت کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے اور ان میں لڑائی کرانا جادو کا ایک حصّہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب میں افضل وہ شخص ہے جو دنیا میں لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کا قرب ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو لوگوں میں مصالحت کرواتے تھے۔

☆☆☆☆☆

شریعت کے پانچ اجزا اور حُسنِ معاشرت

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

شریعت کے پانچ اجزا

شریعت کے پانچ جزو ہیں:

۱۔ عقیدے، جیسے اللہ تعالیٰ کو ایک اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول سمجھنا۔

۲۔ اعمال، جیسے نماز، روزہ۔

۳۔ معاملات، جیسے خرید وفروخت ونظام وغیرہ۔

۴۔ اخلاق یعنی عادتیں جیسے تواضع، سخاوت وغیرہ۔

۵۔ حسنِ معاشرت یعنی اچھا برتاؤ۔ جیسے کسی کے سونے میں کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے اس کی نیند اُچٹ جائے۔

شریعت ان پانچ چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ مسلمانوں کا ان سب کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ مگر اس وقت لوگوں نے اختصار کر دیا۔ کسی نے تو صرف عقیدوں کو لیا کہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہونے سے جنت مل ہی جائے گی، گو سزا پا کر اور پٹ پٹا کر ہی سہی۔ پھر نماز، روزہ اور دینی کاموں کی کیا حاجت؟

ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ چیزیں بھی فرض ہیں مگر عمل کی توفیق نہیں ہوئی۔ بعض ایسے ہیں کہ عقیدوں کے ساتھ نماز، روزہ وغیرہ کا بھی اہتمام کرتے ہیں باقی معاملات وغیرہ کو چھوڑ دیا۔ لین دین میں پرواہ نہیں کی کہ جائز طریقہ سے ہو یا ناجائز طریقہ سے۔ آمدن کے ذریعہ میں حلال وحرام کا بالکل خیال نہیں۔ بعض وہ ہیں کہ انہوں نے معاملات کو بھی درست کر لیا لیکن اخلاق وعادات کی اصلاح نہیں کرتے۔ بہت ہی کم لوگ ان کی اصلاح کا اہتمام کرتے ہیں بلکہ ایسے بھی بہت لوگ دیکھے گئے ہیں کہ دوسروں کی اصلاح کرتے ہوئے مدتیں گزر جاتی ہیں لیکن خود ان کی عادتوں سے لوگوں کو عام طور سے تکلیف ہوتی ہے اور ان کو اپنی حالت کی ذرا پرواہ نہیں ہوتی بلکہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ ہم سے دوسروں کو کیا تکلیف پہنچی اور ایسے تو بہت ہی ہیں کہ راستہ میں کوئی غریب مسلمان مل جائے تو اس کو خود کبھی سلام نہ کریں گے بلکہ اس کے سلام کے منتظر رہیں گے۔ بعض لوگ عقائد واعمال معاملات کے ساتھ اخلاق کی درستی کا خیال رکھتے ہیں اور ان کا علاج کرتے ہیں لیکن انہوں نے حسنِ معاشرت کو چھوڑ رکھا ہے بلکہ اس کو شریعت ہی سے خارج سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے آپس کے برتاؤ ہیں ان سے شریعت کو کیا غرض۔ جو برتاؤ ہم مناسب سمجھیں گے، کریں گے۔ اس میں شریعت کے دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس قسم کے بہت سے لوگ دیکھنے میں آئے ہیں کہ وہ دین دار بھی ہیں ان کے اخلاق مثلاً تواضع وغیرہ درست ہیں لیکن معاشرت یعنی برتاؤ میں اکثر چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کا لحاظ نہیں رکھتے کہ ان سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے لیکن اس کی طرف توجہ نہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں بکثرت آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف بھی اسی قدر توجہ اور اس کا بھی اتنا ہی اہتمام ہوتا تھا جتنا کہ بڑی باتوں کا تھا۔ (تسہیل المواعظ نمبر ۴ ص ۱۶۴)

معاشرت بھی دین کا ایک جزو ہے

معلوم ہوا کہ معاشرت دین سے کوئی الگ چیز نہیں، وہ بھی دین کا ایک جزو ہے۔ اس لیے یاد رکھو کامل (مسلمان) وہ ہے جو سب اجزا کو لے، سب چیزیں مسلمانوں جیسی ہوں، کوئی چیز مشابہ کفار نہ ہو۔ (حسن العزیز، جلد ۴، ص ۴۶۹)

معاشرت دین سے خارج نہیں

معاملات اور معاشرت کو علی العموم لوگوں نے دین سے خارج سمجھ رکھا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ قانونِ خداوندی سے تو اپنے معاملات معاشرت کو مستثنیٰ سمجھ لیا اور گورنمنٹ کے قانون سے مستثنیٰ نہ سمجھا۔ کبھی کسی نے گورنمنٹ سے نہ کہا ہوگا کہ تجارت وغیرہ میں آپ کو کیا دخل ہے؟ آپ صرف امور انتظام سلطنت میں ہم سے باز پرس کیجیے، باقی یہ ہمارے ذاتی معاملات ہیں ہم کو لائسنس وغیرہ کا مقید کیوں کیا ہے؟ کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے؟ (مضار المعصیۃ بحوالہ اصلاح المسلمین ص ۵۵)

حسنِ معاشرت حسنِ معاملہ سے بھی زیادہ ضروری ہے

معاملات سے معاشرت کا اہتمام ضروری ہے کیونکہ معاملات کی اصلاح میں تو زیادہ لوگوں کے مال کی حفاظت ہے اور حسنِ معاشرت میں مسلمانوں کے قلب کی حفاظت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مال سے دل کا رتبہ بڑھا ہوا ہے۔ نیز معاشرت کی اصلاح میں علاوہ قلوب کے آبرو کی بھی حفاظت ہے اور آبرو کی حفاظت ایمان کے بعد ہر چیز سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ آبرو بچانے کے لیے انسان ہر چیز قربان کر دیتا ہے اور حدیث حقوق میں بھی تینوں کی حفاظت مامور بہ ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا تمہارے خون، تمہارے اموال، تمہاری عزتیں باہم ایک دوسرے پر قیامت تک حرام ہیں۔ (دعوات عبدیت جلد دوم مقالات، بحوالہ اصلاح المسلمین)

اسلامی معاشرت بے مثال ہے

اسلام میں تو معاشرت ایسی ہے کہ کہیں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم دوسروں کی معاشرت لیتے پھریں۔ مگر معاشرت اس کو نہیں کہتے کہ تکلفات بھی ہوں، تکبر کے سامان بھی ہوں کیونکہ تکبر اور تکلف تو معاشرت کی جڑیں اکھاڑتا ہے اس لیے کہ متکبر دوسروں سے بڑا بن کر رہتا ہے۔ پھر دوسروں کے ساتھ مساوات و ہمدردی کہاں رہی؟ اسلام میں معاشرت کی تعلیم اس طرح دی گئی ہے جس سے انسان میں تواضع پیدا ہو اور تجربہ کر لیا جائے کہ بدون تواضع کے ہمدردی واتفاق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور یہی معاشرت کی جڑ

ہے۔اصل معاشرت اسلام ہے۔مثلاً کھانے پینے میں اسلامی معاشرت۔سنئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان سے بھی اور کر کے بھی دکھایا ہے:

اَنَا اٰکُلُ کَمَا یَاکُلُ الْعَبْدُ

میں اس طرح کھاتا ہوں جیسے غلام کھایا کرتا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جھک کر اور رغبت کے ساتھ جلدی جلدی کھاتے تھے۔مگر ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ نہایت ناز وانداز سے کھاتے ہیں۔یہ ساری باتیں ہی اس وقت تک ہیں جب تک حقیقت منکشف نہیں ہوتی اور اگر حقیقت کھل جائے اور معلوم ہوجائے کہ احکم الحاکمین کے دربار سے ہم کو یہ چیزیں کھانے کو ملی ہیں اور وہ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔پھر خود بخود وہی طرز اختیار کرنا پڑے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے۔سارے مرحلے طے ہوجاتے ہیں جب کہ قلب میں کسی کی عظمت ہو۔

بس فرق یہ ہے کہ ہم لوگ یہ بات نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھتے تھے۔جب اسلام میں معاشرت علی وجہ اتم موجود ہے تو پھر دوسرے سے کیوں لیتے ہو؟غیرت اور اہمیّت اور دعویٰ فوقیت کا مقتضا تو یہ تھا کہ اسلامی معاشرت ناتمام بھی ہوتی جب بھی آپ دوسروں کی معاشرت اختیار نہ کرتے۔چنانچہ کسی نے کہا ہے

کہن خرقہ خویش پیراستن　　　　بہ از جامہ عاریت خواستن

[اپنا پرانا کمبل بھی دوسروں کی شال سے زیادہ عزیز ہوا کرتا ہے نہ یہ کہ دوشالے موجود ہوں اور تم اس کو اتار کر دوسروں کا پھٹا ہوا کمبل اوڑھتے رہو۔] (تفصیل الدین بحوالہ اصلاح المسلمین،ص ۶۷،۶۸)

اسلام اور غیر اسلامی معاشرت کا تقابل:

اسی طرح لباس میں بھی ہمارے بھائیوں نے دوسروں کی معاشرت اختیار کرلی ہے۔حالانکہ اسلامی معاشرت کے برابر لباس میں بھی کوئی معاشرت نہیں ہوسکتی۔کتنی کھلی ہوئی بات ہے کہ اسلام میں لباس کے متعلّق ماذونات (جن چیزوں کی اجازت ہے) کی فہرست بڑی اور ممنوعات (جن چیزوں کی اجازت نہیں ہے) کی چھوٹی ہے اور ہمارے بھائیوں کی معاشرت میں ماذونات کی فہرست تنگ اور ممنوعات کی بڑی ہے۔حیرت کی بات ہے کہ آپ رات دن وسعت وسعت پکارتے ہیں اور علما کو رائے دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ معاشرت کی تنگی نہ ہوجائے۔اور طرز عمل یہ ہے کہ آپ نے ایسی معاشرت اختیار کر رکھی ہے جس میں سراسر تنگی ہے۔بھلا جس میں ماذونات کم اور ممنوعات زیادہ ہوں وہاں وسعت کیسی؟

آپ خود ہی تو ایک قاعدہ بناتے ہیں کہ وسعت ہونی چاہیے اور خود ہی اس کو توڑتے ہیں اور یہاں معلوم ہوگیا ہوگا کہ درحقیقت آزادی شریعت کی معاشرت میں ہے کیونکہ اس میں ماذونات زیادہ اور ممنوعات و قیود کم ہیں۔برخلاف جدید معاشرت کے اس میں سراسر تنگی ہی تنگی ہے۔یہ لوگ اس وقت تک کھا نہیں سکتے جب تک کرسی اور میز نہ ہو۔ہم لوگ پلنگ پر بیٹھ کر کھالیں،بستر پر کھالیں بلکہ زمین پر بھی کھالیں،ہمارے لیے کوئی قید نہیں۔بتلایئے آزادی کی حالت میں کون ہے؟واللہ!اس لباس سے زیادہ کیا جیل خانہ ہوا جس سے کرسی کے آنے تک انسانوں کو مجرموں کی طرح کھڑا رہنا پڑے۔(وعظ تفصیل الدین بحوالہ اصلاح المسلمین،ص ۷۳)

سادہ معاشرت کی برکت:

سادگی بھی عجیب برکت کی چیز ہے،ایسے شخص کو بہت سی کلفتوں سے نجات ہوجاتی ہے۔تصنع اور اہتمام ہزاروں کلفتوں کا خریدنا ہے۔(اضافات ص ۹۹)

سادگی میں بڑی حلاوت ہے۔جی چاہتا ہے کہ سادہ معاشرت رکھیں مگر تکبر کی وجہ سے اور ذلت کے خیال سے نہیں رکھتے (حسن العزیز ص ۳۷۱،جلد ۱،بحوالہ اصلاح المسلمین)

اصلاح معاشرت مثل نماز روزہ فرض ہے:

اصلاح معاشرت نہایت ضروری ہے اور ایک مہتم بالشان جزو دین ہے۔(افاضات ص ۶۷،جلد ۷)

اور جس طرح نماز روزہ وغیرہ فرض ہیں یہ بھی اسی طرح فرض ہے۔(افاضات ص ۱۷۵،جلد ۴)

ابواب کے ابواب تعلیم معاشرت پر مدون ہیں:

آج کل معاشرت کو تو دین کی فہرست ہی سے نکال دیا،اس کی کوئی اصل ہی نہیں سمجھتے حالانکہ احادیث میں ابواب کے ابواب معاشرت کی تعلیم میں مدون ہیں۔بات یہ ہے کہ کوئی کان کھولنے والا ہی نہ تھا یہ تو مدتوں کے بعد حق تعالیٰ نے اصلاح اور تربیت کا باب کھولا ہے۔(افاضات ص ۳۲۳،جلد ۶)

آداب معاشرت اختیار نہ کرنے کا سبب بے فکری ہے:

آداب معاشرت گم ہوتے جاتے ہیں حالانکہ یہ امور طبعی ہیں مگر طبیعتوں سے سلامتی ہی مفقود ہوگئی۔(حسن العزیز ص ۹۷،۷۸ ۲ جلد ۲)

زیادہ خرابی نہ سوچنے کی ہے اگر سوچیں تو سب طرف نظر پہنچے۔یہ میں نہیں کہتا کہ پھر کوتاہی نہیں ہوگی،لیکن ہاں!اس نوع کی نہیں ہوگی کہ اذیت ہو کیونکہ سوچنے سے آخر اس کے ضروری پہلوؤں کی ایک حد تک رعایت ہو ہی جاتی ہے۔(الافاضات ص ۳۶۸ جلد ۷)

شریعت کا خلاصہ اور پریشانی کا علاج:

شریعت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی حال میں پریشانی نہ ہو بلکہ راحت سے رہو،غم میں بھی اور خوشی میں بھی۔کیونکہ شریعت غم کو ہلکا کرنے کا طریقہ بتلاتی ہے اور راحت کے متعلّق ایسے امور کی تعلیم دیتی ہے جس سے اسباب راحت میں ترقی ہو،زوال نہ ہو۔(الجبر الصبر،ص ۳۸)

اگر صحیح اصول کا اتباع کیا جائے تو کوئی بھی پریشانی نہیں۔دین اور پریشانی عجیب بات ہے۔دین میں پریشانی تو ہے ہی نہیں،خواہ وہ احکام ظاہر ہوں یا باطنہ (الافاضات ص ۴۴۶،جلد ۵)

☆☆☆☆☆

اس باطل نظام کو اللہ تعالیٰ ہمارے پاؤں تلے لے آئے گا!!!

مولانا فضل اللہ حفظہ اللہ کا فدائی مجاہدین سے خطاب

ابتدائیہ:

استاد فاتح حفظہ اللہ

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت: ٦٩)

''اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے اور خدا تو نیکو کاروں کے ساتھ ہے''۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ الحمدللہ تحریک طالبان مالاکنڈ کا آغاز بے پناہ قربانیوں سے ہوا ہے اور الحمدللہ بہت سے فدائی حملے کیے گئے ہیں۔اس وقت بھی ہمارے پاس تقریباً تین سو کے لگ بھگ فدائی موجود ہیں۔جن میں سے ۴ فدائین کی تشکیل ہم کر چکے ہیں اور وہ تیمر گرہ اور دیگر مقامات پر فدائی حملے کر چکے ہیں۔اس وقت ۱۰ فدائی بالکل تیار ہیں اور ان کی تشکیل ہونے والی ہے۔اس کے علاوہ تین سو افراد انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کب اُن کے لیے فدائی کارروائیوں کی تشکیل کی جائے گی، ان میں سے ہر ساتھی مُصر ہے کہ اُس کی تشکیل جلد از جلد کی جائے۔لیکن بعض وجوہات کی بنا پر ہم اتنی بڑی تعداد میں فدائیوں کی تشکیل نہیں کر سکتے۔اگر ضرورت پڑی تو ان فدائین کے علاوہ اس تحریک سے وابستہ تمام ذمہ داران اور ارکان' سب کے سب فدائی حملوں کے لیے تیار ہیں۔ابھی یہ تمام فدائین یہاں موجود ہیں اور امیر محترم مولانا فضل اللہ ان سے ترغیبی بیان فرمائیں گے اور پھر اس کے بعد ان کو رخصت کیا جائے گا۔

مولانا فضل اللہ حفظہ اللہ

ان الحمد لله ،نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئة اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان محمدا عبده ورسوله ـاما بعد

قابلِ احترام وقابلِ قدر' اللہ تعالیٰ کے دین کے پروانو! آپ کو معلوم ہے کہ صلیبی جنگ اپنے عروج پر ہے۔صلیب کو بلند کیا گیا ہے اور اس کے نیچے پوری دنیائے کفر اسلام کو ختم کرنے کے لیے، جہاد اور مجاہد کو ختم کرنے کے لیے یک جان ومتحد ہو چکی ہے۔حق و باطل کی یہ کشمکش اور مقابلہ ازل سے چلا آرہا ہے، اس کی مثال دن اور رات کی مانند ہے، سورج کی طرف جو بھی خاک اچھالے گا وہ اس کے اپنے ہی سر کے اوپر آ گرے گی، بھلا دینِ اسلام کے روشن چراغ کو پھونکوں سے کیونکر بجھایا جا سکتا ہے!!!

بھائیو! اس صلیبی جنگ کے جواب میں ہم نے فدائی حملوں کا مبارک سلسلہ شروع کیا۔آپ کو معلوم ہے کہ ان ۱۹ نوجوانوں جنہوں نے اس زمانے کے سب سے بڑے طاغوت' جو کہ الوہیت اور ربوبیت کا دعویٰ کرتا ہے اور جس نے دنیا کو اپنے پنجۂ استبداد میں دبوچ رکھا ہے' کا غرور وتکبر خاک میں ملا دیا۔

عزیزو! اگر کفار کا زور توڑنا ہے اور اُنہیں ذلیل ورسوا کرنا ہے تو آپ کو فدائی حملے کے اپنے ارادے کو مزید مستحکم کرنا ہوگا، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو آپ کے اہداف تک پہنچائے، آمین۔ہم تمام فدائین سے کہتے ہیں کہ اپنے اہداف دو قسم کے لوگوں کو بنائیے۔ایک یہ فوج اور اس کے معاونین اور دوم ملحد نیشنلسٹ اور اُن کے لیڈر! ہماری بہر صورت یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہماری کارروائیوں کے نتیجے میں عامۃ المسلمین کا نقصان ہرگز نہ ہو۔

میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے طالبان مجاہدین اور قوم کے لیے پیغام بھی دینا چاہتا ہوں اور اس حکومت کو انتباہ بھی کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقّاً فِيْ التَّوْرَاةِ وَالإِنجِيْلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُواْ بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُم بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ(التوبة: ١١١)

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں ان کے لیے بہشت (تیار کی) ہے۔یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو قتل ہوتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچّا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضرور ہے اور خدا سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ تو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے ''انفسهم'' ان کی جانیں ''واموالهم'' اور ان کے مال ''بان لهم الجنة'' اس وجہ سے کہ ان کے لیے یقیناً جنت ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ یہ جنت کی باتیں کرتے ہیں اور نوجوانوں کو ورغلاتے ہیں۔ہاں ہم جنت کی باتیں کرتے ہیں، طمع دیتے ہیں، لالچ دیتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ان نوجوان فدائین کا بدلہ تو اللہ کے پاس ہے اور اللہ کہتا ہے کہ اس کا بدلہ میرے پاس جنت ہے۔یہاں علمائے کرام نے چند عملی نکات بیان فرمائے ہیں۔علما فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ خود مشتری ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں آیا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ سودا جو آپ نے میرے ساتھ کیا تھا وہ مجھے درکار ہے، وہ مجھے دے دیں۔علما مزید لکھتے ہیں کہ یہاں نفس اور مال میں سے نفس کو یہاں پہلے لایا گیا ہے باقی ہر جگہ مال کو پہلے لایا گیا ہے یہاں نفس

پہلے کیوں ہے؟ کیونکہ یہاں بات قتال فی سبیل اللہ کی ہورہی ہے۔اسی وجہ سے نفس کو پہلے لایا گیا ہے کیونکہ قتال میں نفس اور جان ہی کوداؤ پر لگایا جاتا ہے،مومن شہید ہوتا ہے اور دشمن کو جہنّم رسید کرتا ہے اور اس کا ثمن (بدلہ) جنت ہے۔اب اس تجارت کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں خریدار کون ہے۔کیونکہ بڑا آدمی ادنیٰ اور گھٹیا چیز کبھی نہیں خریدتا۔اندازہ کیجیے کے شہنشاہِ مُلک خود ہماری جانوں کے خریدار ہیں۔''المومنین'' کہا ہے یعنی عام لوگ نہیں، بلکہ مومنوں کے ایمان کی وجہ سے ان کی ہڈیاں اور گوشت اتنے قیمتی ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کا سودا کرتا ہے۔پھر اس کو دیکھیے کہ یہ عقد انبیاء علیھم السلام کے ہاتھوں، تورات، انجیل اور قرآن میں کیا گیا ہے۔

یہ بات کوئی ایسی معمولی جگہ نہیں لکھی ہوئی۔یہ اللہ تعالیٰ کی آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیا اس عقد پر گواہ ہیں، کتنی عظیم بات ہے یہ!!! پھر فرمایا گیا''فستبشــــروا''، ایک ہوتی ہے بشارت اور بشارت سے بھی بڑھ کر خوشی کی بات ہو تو استبشار ہوتا ہے، یعنی بہت زیادہ اور بڑی خوش خبری! یہ کوئی معمولی سودا نہیں، مذاق کا سودا نہیں ہے۔زیرک انسان کا رویہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اگر اُس کے پاس کوئی امانت ہو تو وہ اُسے جلدی واپس کرتا ہے تاکہ امانت خراب نہ ہونے پائے یا ضائع نہ ہو جائے۔پس ہماری یہ جانیں اب اللہ کی امانت ہیں، اپنے یہ نفس اللہ کو جلدی دینے چاہئیں۔یاد رکھیے شہادت کی تمنا جنت میں جنتی بھی کریں گے، یہ اتنا بلند مرتبہ ہے!!! کیسی عظیم کامیابی ہے یہ کہ جنتی بھی اس کی تمنا کریں۔تو میرے بھائیو! لوگ امریکہ جانے کی دوڑ میں لگے ہیں، کوئی مشرق وسطیٰ میں اپنے حسین مستقبل کے خوابوں کی تعبیر تلاش کرنے کے لیے نکل پڑتا ہے تو ہم جنت کی طرف کیوں کوشش نہ کریں۔اللہ کا شکر ہے کہ ہم جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہیں وہی اپنے بھائیوں کے لیے بھی کرتے ہیں۔آپ خوش قسمت ہیں، اللہ تعالیٰ کا آپ پر یہ احسان ہے، یہ اُس کی خصوصی مہربانی ہے آپ پر، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کی قدر کرو، اس کا شکر ادا کرو اور اپنے گوشت اور ہڈیوں سے کارتوس بنالو اور طاغوت کی کھوپڑیوں سے پار کردو۔اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایسا ہی ہوگا (ان شاء اللہ)۔

بھائیو! ہم دنیا کی کسی ایک طاقت کے سامنے بھی سرِ تسلیم خم نہیں کریں گے، ہم صرف ایک طاقت کو مانتے ہیں، ہم صرف ایک طاقت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ ہے اللہ رب العزت کی طاقت، جو صحیح معنوں میں سپر طاقت ہے۔قرآن کریم نے ہماری یہ ذہن سازی کی ہے کہ خبردار! ذہن میں کبھی اس خیال کا گزر بھی نہ ہونے پائے کہ دشمن طاقت ور ہے اور میں کمزور ہوں، نہیں، ہرگز نہیں۔نوح علیہ السلام پوری دنیا کے مقابلے میں کھڑے ہیں لیکن سرنڈر نہیں ہوئے، تسلیم نہیں ہوئے اور اپنا کام آخری وقت تک جاری رکھا۔پھر اللہ تعالیٰ نے اس باطل کو ختم کردیا اور حق کو قائم کردیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھیں، ایک آدمی ہیں......ایک آدمی......لیکن وہ اکیلے پوری دنیا کا مقابلہ کرتے ہیں اور جھوٹے خداؤں کے سامنے جھکنے سے انکار کردیتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اُن کے دشمن کو ہلاک کرتا ہے اور اُن کو نجات عطا فرماتا ہے۔وہ ملک کو چھوڑتے ہیں......لیکن اپنے عقیدے اور موقف سے دست بردار نہیں ہوتے۔پھر آپ موسیٰ علیہ السلام پر نظر ڈالیں......دو بھائی ہیں اور فرعون کی ستر لاکھ یا اس سے بھی زیادہ منظّم فوج مقابل ہے۔اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور اُن کے مقابل اپنے ایمان پر قائم رہے۔اپنی پوری قوم سمیت مصیبتوں اور تکالیف کو سہا۔

اب سوچیں کہ بالفرض یہ راستہ مبنی برحق نہ ہوتا، اس راستے میں کوئی کجی اور ٹیڑھ ہوتا اور یہ انبیائے کرام علیھم السلام کا راستہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس راستے پر چلنے والے انبیائے کرام علیھم السلام کا ردفرماتے کہ تم نے خوامخواہ خود کو گرفتارِ بلا کر رکھا ہے اور تمام ملک کو سر پر اٹھایا ہوا ہے......لیکن نہیں جی نہیں......اللہ تعالیٰ ان کی تعریف کرتے ہیں......اُن کی استقامت کی ستائش فرماتے ہیں۔لہٰذا موت کے ساتھ آنکھیں ملانا......موت کو ڈرانا، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا طریقہ ہے، یہ انبیائے کرام علیھم السلام کا راستہ ہے۔

پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے شب و روز پر غور کیجیے! وہ بھی تمام دنیا کے مقابلے میں تنہا کھڑے ہوئے تھے، ہم بھی اُن کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے تمام تر دنیا کی مخالفت مول لے کر تنہا کھڑے ہیں۔ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے میدان میں نکلے ہیں، ہماری کوئی اور غرض ہے ہی نہیں۔ہمارے پاس الحمدللہ ہر چیز تھی، ہمیں دنیاوی لحاظ سے کسی چیز کی کوئی کمی نہ تھی۔اور سوات آباد علاقہ ہے، دوسری ایجنسیوں کی نسبت سوات آباد جگہ ہے۔یہ بندوبستی علاقہ ہے لیکن آپ دیکھیے کہ اس خطے کے باسیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لیے ایسی قربانی کی توفیق دی کہ جو آج بہت کم لوگوں کے نصیب میں آتی ہے۔آپ نے اسلام کی تابناک تاریخ کو زندہ کیا ہے اور شاندار ماضی کی یاد تازہ کی ہے الحمدللہ۔خواتینِ اسلام قربانی کے اس میدان میں پیچھے نہیں رہیں، بچے اور نونہال اس محاذ پر آگے آگے رہے، مردوں نے فوز و فلاح کے راستوں پر قربانیوں کی لازوال داستانیں رقم کیں......اور یاد رکھیے......حالات بدلنے والے ہیں......رب کعبہ کی قسم! آپ فدائین کی طرح جذبہ ہو اور ان شاء اللہ ایک سو فدائی حملے دشمن پر ہو جائیں تو آپ دیکھ لیں گے کہ حالات تبدیل ہوتے ہیں کہ نہیں!!!

بھائیو! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ہم کمزور ہیں، اللہ تعالیٰ طاقت ور ہے......ہمارے پاس کچھ بھی نہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تمام تر خزانوں کی کنجیاں ہیں اور اُس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں......لہٰذا یہ عقیدہ مضبوط سے مضبوط تر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا بہت بڑا خیر خواہ ہے۔دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم ان لوگوں کے خیر خواہ ہیں......خواہ وہ ہندو ہوں، سکھ ہوں، انگریز ہوں یا کوئی اور......وہ یہ مرتد فوج ہو......جو کوئی بھی ہو......ہم اس کے خیر خواہ ہیں کہ یہ ایمان لائیں اور دوزخ سے بچ جائیں اور جنت چلے جائیں۔

ہمارے امیر محترم حکیم اللہ محسود صاحب حفظہ اللہ ہیں اور دیگر جتنے مجاہد قائدین ہیں اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔ہم ان کے امر پر کام کرتے ہیں۔ہمارا موقف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین کے اوپر، اللہ کے آسمان کے نیچے، اللہ کی مخلوق کے اوپر......اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کرنا ہے۔اس کے لیے قربانی دینا ہے......یہی ہماری دعوت ہے......یہی

تحریک طالبان کا موقف ہے۔ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے......نہ ہم ووٹ مانگتے ہیں نہ ہمیں کرسی کی تمنا ہے۔ہمارا صرف یہی مطالبہ ہے کہ اے لوگو! اپنے آپ کو کامیاب کروالو......اللہ کے ساتھ جُڑ جاؤ تا کہ دنیا اور آخرت کا امن آپ کو نصیب ہو جائے۔یہاں لوگ امن کے دعوے کرتے ہیں.....حکومت بھی امن امن کی رَٹ لگائے رکھتی ہے اور امن قائم کرنے کے دعوے کرتی ہے.....لیکن میرے عزیزو! امن تو صرف شریعت اسلامیہ کے ذریعے ہی آتا ہے، کامل شریعت کے ذریعے اور شریعت جہاد کے ذریعے نافذ ہوتی ہے۔آپ نے دوسرے لوگوں کا امن تو دیکھ ہی لیا ہے۔یہ کافر لوگ اور ان کے معاونین بھی امن کی بات کرتے ہیں حالانکہ امن اسلام مہیا کرتا ہے۔یہ بے دین اور کافر امن کا نام لیتے ہیں اور ارادہ باطل کا کرتے ہیں.....پیتل کو سونے کا پانی چڑھا کر سونا بنانا چاہتے ہیں۔

یہ تمام کفار اوران کے ایجنٹ انتہائی درجے کے مکار ہیں۔یہ امتِ مسلمہ کے صریح دشمن ہیں لیکن اس بات کو ببانگِ دہل کرنے سے ڈرتے ہیں۔یہ اپنے عزائم کو خوشنما نعروں میں ملفوف کر کے پیش کرتے ہیں۔ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ یہ کہیں کہ ہم کافر ہیں اور تم مسلمان......اسی لیے ہم تمہیں مار رہے ہیں۔یہ ایسا نہیں کہتے بلکہ یہ مسلمانوں کو ''انسدادِ دہشت گردی'' کے نام پر ذبح کریں گے یا کہیں گے کہ یہ ''بدامنی'' پھیلاتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو قتل کرو۔

اے مسلمانو! مجاہدین کی قربانیوں نے ان کفار کے مکروہ عزائم کا پردہ چاک کیا ہے اور ان کے بھیانک چہروں کو واضح تر کیا ہے۔ہم آج بھی اپنے موقف پر مضبوطی سے کھڑے ہیں۔ہمارے جہاد کا مقصد ہی شریعتِ اسلامی کا نفاذ ہے۔یہ جو نام نہاد امن کے دعوے کرتے پھرتے ہیں، آپ ذرا دیکھئے کہ یہ کس قدر درندہ صفت لوگ ہیں۔مظلوم اور بے بس قیدیوں کو عقوبت خانوں سے نکالتے ہیں اور پھر ان کو پہلی کا پٹروں سے زمین پر پٹخ دیتے ہیں اور چوکوں میں لٹکا دیتے ہیں.....جب کہ قیدی کے جو حقوق ہیں اُن کا ذکر قرآن مجید بھی کرتا ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِيناً وَيَتِيماً وَأَسِيرا(الدھر:۸)

''اور باوجود یہ کہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں''۔

یہ قرآن کا حکم ہے کہ قیدی کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔اس کے بھی بشری حقوق ہیں۔آج اس ملکِ پاکستان میں نہ کسی کے اسلامی حقوق محفوظ ہیں اور نہ ہی بشری حقوق......یہ تمام تر فساد صرف اور صرف جہاد کے ذریعے ہی ٹھیک ہوگا۔یہ ملک جس نظریے کی بنیاد پر قائم ہوا، دس لاکھ مسلمانوں کی گردنیں خون سے تر بتر ہوئیں تب یہ ملک قائم ہوا۔اب اس ملک کے نظام کو عملی طور پر شریعت اسلامی کے تابع کرنا ہے۔یہی امن کا راستہ ہے اور شریعت کے نفاذ کے بعد ہی اس ملک کے انسان کو انسان کہا جائے گا۔آج یہاں انسان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔انسان کی موت اتنی آسان ہے گویا یہ ڈربے میں بند مرغیاں ہوں۔

دوستو! یہی ہمارا پروگرام ہے جو آپ کے سامنے ہے۔یہ اللہ سے باغی لوگ امن امن کی رَٹ لگاتے ہیں......ایسا امن جس میں شراب، زنا، کلب، ڈانس اور سرکس کے تماشے ہوں۔لیکن الحمد للہ یہ اللہ ہی کا کرم ہے کہ لوگ آج بھی ہماری تائید کرتے ہیں اور اُنہیں کھرے کھوٹے کی پہچان ہو چکی ہے۔

سوات و مالاکنڈ میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کے نفاذ کی طاقت دی تھی، اُس وقت بھی ہم نے اپنے اسی موقف کو پیش کیا تھا۔آج کے حالات یہ ہیں کہ ہمارا بہت سا کام ہو گیا ہے اور تھوڑا کام باقی ہے۔ہمیں اس نظام پر صرف ایک کاری ضرب لگانا ہے باقی کام ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہو جائے گا۔ہمارا دشمن کہتا ہے کہ ہم پسپا ہو گئے ہیں اور دوبارہ کبھی واپس نہیں آئیں گے۔یہی بات کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی کہتے تھے۔

أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَداً(الفتح:۱۲)

''پیغمبر اور مومن اپنے اہل وعیال میں کبھی لوٹ کر آنے ہی کے نہیں''۔

اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا کہ یہ لوگ کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔لیکن الحمد للہ ہم پورے تیقّن سے اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ جب تک ہم اس راستے پر استقامت سے قائم رہے، ہمارے موقف میں لچک پیدا نہ ہوئی، ہم اللہ کے دین، اور شہدا کے خون کا سودا نہ کریں، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ غداری نہ کریں تو رب کعبہ کی قسم! اس باطل نظام کو اللہ تعالیٰ ہمارے پاؤں تلے لے آئے گا۔اس شیطانی نظام کو قرآنی نظام کے مقابلے میں ذلیل و رسوا ہونا پڑے گا۔اس زمین پر اللہ کی نصرت و مدد سے اللہ کی رِٹ قائم کریں گے (ان شاء اللہ)۔

یہ ہر گز مت سوچیں کہ ہماری قربانیاں رائیگاں جائیں گی۔ان شاء اللہ، آپ جو قربانیوں کی داستان رقم کر رہے ہیں......یہ تخم ہے جس کی زمین میں آبیاری کی جارہی ہے۔پھر یہ ایسا خوبصورت گلشن ہوگا کہ قصاص اور حدود اللہ اس کے پھول اور پھل ہوں گے۔امن و امان ہوگا، عزت ہوگی، غیرت ہوگی اور اللہ کا کلمہ بلند تر ہو کر رہے گا۔

اب لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ فوج نے جو قتلِ عام کیا ہے، اتنی شدید بمباری کی ہے......صرف اس لیے کہ آج گراسی گراؤنڈ میں امن میلہ منعقد کیا جائے۔یہ بے غیرتی اور بدامنی کا میلہ ہے۔کیا امن اس کو کہتے ہیں کہ لڑکے لڑکیاں اکٹھے گھومیں پھریں؟ زنا کا چلن عام ہو؟ شراب کا دور دورہ ہو؟ مرد و زن پانی میں اکٹھے نہائیں؟ یہ ان کا امن ہے!!!

عزیزو! دین میں ان خرافات اور اللہ سے بغاوت پر مبنی اعمال کو امن نہیں کہتے۔امن کا لفظ کیا ہے......''الف''''میم''''ن''......بظاہر یہ تین حروف ہیں لیکن اس میں ایک وسیع مفہوم موجود ہے۔اس ایک لفظ میں پورا فلسفہ موجود ہے۔آپ دیکھئے کہ امن اتنی بڑی چیز ہے۔امن اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے کہ کفر کے دور میں بھی امن ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس کو نعمت کہا ہے۔سورہ القریش میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ (القریش:۴)

''اور خوف کے بعد اُنہیں امن سے نوازا''۔

پھر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو خوش خبری دیتے ہوئے کیا فرماتے ہیں کہ میں اُنہیں کیسی نعمت سے نوازتا ہوں:

وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً(النور:۵۵)

''اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا''۔

یہ امن اللہ تعالیٰ کی کیسی بڑی نعمت ہے!!!

امن کی تو یہ اہمیّت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام معیشت کی بات بعد میں کرتے ہیں پہلے امن کی دعا مانگتے ہیں

رَبِّ اجْعَلْ هَـذَا الْبَلَدَ آمِناً (ابراهیم:۳۵)

''اس شہر کو (لوگوں کے لیے) امن کی جگہ بنادے''۔

عزیزو! یہ امن بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربانی دینے والوں کو نصیب ہوتا ہے۔ وہ قربانی جس کے لیے آپ تیار ہیں اور روانہ ہونے کو ہیں۔

میں آپ کی وساطت سے اپنی قوم کو بھی تسلی دینا چاہتا ہوں۔ اے قوم! تمہارے اندر ایمان جاں گزیں ہوچکا ہے اسی لیے آپ پر آزمائش اور امتحان ڈالے جا رہے ہیں۔ آپ کے اندر غیرت ہے ورنہ دنیا میں کتنی ہی اقوام ہیں، خود پاکستان میں کتنے ہی لوگ ہیں لیکن آپ پر اور قبائل کے باسیوں پر جو تکلیف اور آزمائش ہے اس کی وجہ آپ کا مضبوط ایمان ہے۔ افغانستان کے اندر آپ دیکھیں کہ کئی دہائیوں سے جنگ جاری ہے۔ آخر کیا وجہ ہے اس جنگ کی؟ وجہ صرف یہی ہے کہ اُن لوگوں کے ایمان کی پختگی ہے کہ اُن پر یہ آزمائشیں ڈالی جاتیں ہیں۔ ان آزمائشوں پر استقامت ہی کا نتیجہ ہے کہ وہاں کوئی ایک کافر بھی آزادانہ مرضی سے زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ پس ہم نے بھی اسی راستے کا انتخاب کیا ہے۔ ہم بھی شریعت اسلامی کے نفاذ کی آس لگائے ان آزمائشوں کو سہہ رہے ہیں۔

جب ہم پانی کے بھاری بھر کم برتن اپنے سر پر اٹھا کر گھروں میں لاتے ہیں، کام کاج بھی خود کرتے ہیں، پیدل سفر کرتے ہیں تو ہمیں گاڑیوں کی حاجت نہیں۔ پھر بھلا ہم اس کفری نظام کو کیسے مان سکتے ہیں؟ یعنی کفر کے آگے تو تبھی سر جھکانا پڑتا ہے جب آپ سہولیات کے عادی ہوجائیں، پھر وہ این جی اوز کے ذریعے آپ کو اپنا غلام بنالیتا ہے۔ پھر آپ اُس سے سہولیات کا تقاضا کرو گے تو آپ کو محتاج ہونا پڑے گا اور جب محتاج بن جاؤ گے تو غلامی میں مزید دھنستے جاؤ گے۔ پھر یہی سوچ ہوگی کہ بس سہولیات ہوں اور آرام سے زندگی بسر ہو خواہ اس کے لیے ایمان جیسی نعمت سے ہی ہاتھ دھونا پڑے!!!

لیکن قوم نے جو قربانی دی ہے تو میں قوم سے کہتا ہوں کہ آپ کی یہ قربانی رنگ لائے گی۔ آپ نے علی الاعلان کہا تھا کہ ہمیں جنت کا سودا کرنا ہے، ہم اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ کر کے رہیں گے اور اس مقصد کے لیے ہر چیز قربان کردیں گے۔ سوائے نیک بخت قوم! ذرا منظر نامہ دیکھو! سونا چاندی قربان کردیے گئے، نقد رقوم اللہ کے راستے میں ڈھیر کردی گئیں، زمین سے ہاتھ دھونا پڑا تو دھو دیا، جسم کو لہولہان کروایا، اس جہاد کی بدنی اور مالی خدمت تو سب نے کی اس حد تک کہ سنتِ ابراہیمی کو پوری آب و تاب سے ادا کیا اور اپنے بچے بھی اس راہ میں قربان کیے۔

لہٰذا میرا قوم کو یہی پیغام ہے کہ ڈٹے رہو، صبر سے کام لو، تقویٰ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناؤ، دعا ہی تمہارا ہتھیار ہے، ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہو۔ اس دشمن کو اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے ہمارے ہاتھوں رسوا کرے گا اور ہم اس کو اس طرح ماریں گے کہ آپ کے دل ٹھنڈے ہوجائیں (ان شاء اللہ)۔ آپ کے بیٹے زندہ ہیں، میں قوم سے کہتا ہوں کہ یہ بچے زندہ ہیں، یہ جو اپنے جسم سے بارود باندھ لیتے ہیں اور اپنے گوشت اور ہڈیوں سے کارتوس بنا لیتے ہیں۔ اور پھر جس قوم کی خواتین اور لڑکیاں فدائی کارروائیوں کے لیے خود کو پیش کریں تو بھلا اُس قوم کا مقابلہ دنیا میں کوئی کرسکتا ہے؟ پس اے قوم! ہرگز شکستہ دل نہ ہو!!! ہمارے خلاف یہ ابلاغی مہم اور میڈیا کا جادو دراصل فرعون کے جادو کی مانند ہے۔ اس سے آپ کے حوصلے پست نہیں ہونے چاہئیں۔ سخت ترین آزمائش کے اوقات میں قیامت کی سختی یاد کرو، قبر کی سختی یاد کرو۔ اُس سختی اور اس سختی کا موازنہ کرو۔ ۵۰ ہزار سال پر محیط دن آنے والا ہے۔ اس کے مقابلے میں آج پیش آنے والی تمام تر سختیاں ایسی ہیں جیسے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے۔ اگر وہ سختی آپ کو یاد ہو تو یہ سختی آپ کے لیے کچھ بھی اہمیّت نہیں رکھے گی۔ زیادہ سے زیادہ شکر ادا کریں۔ ہر کرب کے موقع پر ذہن میں رکھیں کہ تقدیر میں یہ تکلیف لکھی ہوئی تھی۔ جس کا پیغامِ اجل آیا' وہ چلا گیا، وہ تو بخت والے تھے جو شہید ہوگئے۔ امتحان میں تو ہم پڑ گئے کہ معلوم نہیں موت کس طرح آئے۔ پیٹ درد سے مریں گے، سڑک کے کسی حادثے کا شکار ہوجائیں گے، کیسے مریں گے......اس لیے کہ ''تعدد الاسباب وموت واحد''(موت ایک ہے لیکن اسباب بہت سے ہیں)

آپ کے لیے یہ بھی تو خوش خبری ہی ہے کہ یہ تکلیف آپ کے مقدر میں لکھی جاچکی تھی......ڈھیروں شکر تو اس بات کا ادا کریں کہ یہ تکلیف دین کی وجہ سے ہے۔ ورنہ بہت سے منافقین بھی بے گھر ہوئے، بہت سے منافقین بھی جنگ میں چلے گئے، بہت مرتد بھی چلے گئے۔ وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے، نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، عبداللہ بن اُبی کی طرح۔ ابوجہل کی طرح حج بھی کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ لوگ بھی اس کی زد میں آگئے اور ان کو اللہ نے عذاب دیا۔ یہ تمام آزمائشیں ہمارے لیے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ اگر اس تکلیف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمادیں اور ہماری آخرت کو خوبصورت بنادیں تو منزلِ مراد حاصل ہوجائے گی۔ بس اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوں ہم بھی اللہ سے دل و جان سے راضی ہیں۔ ہم سب اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں، میں بھی اللہ تعالیٰ سے کہتا ہوں کہ اے اللہ میں آپ سے راضی ہوں اور آپ بھی اسی طرح کہتے ہیں نا؟؟؟ اے اللہ ہم آپ سے راضی ہیں آپ بھی ہم سے راضی ہوجائیں۔

علمائے کرام کے نام:

اے علمائے اسلام! اپنی یہ مختصر زندگی، جو پچاس سال کی ہوگی، ساٹھ سال کی ہوگی، ممکن ہے تیس سال کی ہو، یہ مختصر زندگی امت کی عروج کی راہوں پر قربان کریں۔ آپ ہمارے بڑے ہیں، ہمیں دعاؤں میں یاد رکھیں، ہماری راہ نمائی کریں، ہم آپ کی راہ نمائی

کے منتظر ہیں۔ یہ عرض ہے، مزید تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ اب تو یہ بات ختم ہو چکی ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا۔ حق اور باطل الگ الگ ہو گئے ہیں۔ دونوں میں واضح تمیز قائم کر دی گئی ہے۔ ایک گروہ شیطان کا ہے اور ایک رحمان کا، ایک جانب سیاہ رات کے اندھیرے ہیں اور دوسری طرف دن کے اجالے۔ میں دردِ دل سے آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جنت مجھے اپنے لیے بھی پسند ہے اور آپ کے لیے بھی میں اُسے ہی پسند کرتا ہوں۔

سرکاری مفتیوں اور درباری ملاؤں کو بھی میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے افعال واعمال پر نگاہ دوڑائیں اور پھر اپنی عاقبت پر نظر ڈالیں، ایسا نہ ہو کہ بعد میں پچھتاوے کے سوا آپ کے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے۔ صلیبی لشکر کے ساتھ کھڑا ہونا، ان کی صفوں کو مضبوط کرنا اور اللہ اور اس کے رسول کے خلاف محاذ بنانا...... یہ تو بڑی بدبختی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس بدبختی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ روپے پیسے اور ڈالروں کی چکا چوند سے دھوکہ مت کھائیں ورنہ دنیا کی مختصر زندگی کی عیش وآرام تو میسر آ جائے گا مگر آخرت کی دائمی زندگی تباہ ہو جائے گی۔

طالبان بھائیوں کے نام:

لوگوں کو آپ سے بہت توقعات ہیں۔ آپ ایک صالح نظام کی نوید ہیں، آپ کی ہر حرکت پر لوگ نظر رکھتے ہیں۔ لوگوں کی ان توقعات پر پورا اتریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے کسی عمل کی وجہ سے لوگ دین سے متنفر ہو جائیں۔ اپنے آپ کو مسلمانوں کو خادم بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلحہ کے زیور سے مزین کیا ہے تو کہیں تکبر کا شکار نہ ہو جائیں اور اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنا شروع کر دیں۔ حُبِّ جاہ اور حُبِّ مال جیسے امراض میں مبتلا نہ ہوں۔ آپ کسی سے جب ''جی'' کہتے ہیں، آپ کا یہ ''جی'' کہنا بھی بہت کام دیتا ہے۔ اس سے بھی عام مسلمانوں کی بہت تسلی ہوتی ہے۔ لیکن ایسا ہرگز مت کریں کہ آپ نے بندوق اٹھائی ہو اور کہیں کہ تم مجھے نہیں جانتے۔ ہاں اگر آپ کے سامنے سانپ اور بچھو یا اُنہی کی خصلت کے کفار و مرتدین ہوں تو اُن کو خوب اچھی طرح ٹھیک کریں۔ ہمارے مظلوم مسلمان بھائیوں کے ساتھ بہت زیادتیاں ہوئیں ہیں، فوج نے ان کے ساتھ وہ کام کیا ہے جو روس نے بھی نہیں کیا تھا ''تفنّن فی القتل'' جسے کہتے ہیں اس فوج نے وہ کیا ہے لہٰذا ان کی بہت زیادہ دل جوئی کیجیے۔

ہم فوج کو شکست دیں گے اللہ کی مدد سے، اسلحہ سے نہیں۔ ہمارے پاس اتنا اسلحہ نہیں ہے کہ جس سے ہم فوج کو شکست دے سکیں، ہرگز نہیں۔ ہم اس فوج کو ایمانی قوت سے شکست دیں گے۔ ایمانی قوت کیسے آئے گی؟ کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے گئے اصولوں کے مطابق جہاد کریں۔ سورہ الانفال میں جو قوانین ذکر ہوئے ہیں، سورہ آل عمران میں جن تعلیمات کا ذکر ہے، سورہ الحجرات میں جن چیزوں اور امور سے کلی اجتناب ہمارے اوپر فرض کیا گیا ہے، ان باتوں پر اگر ہم عمل کریں تو عزیزو! یاد رکھیے، میں آپ کو تسلی دیتا ہوں کہ:

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّهِ وَاللّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ
(البقرۃ:۲۴۹)

''بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے خدا کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور خدا استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے''۔

یہ تو اللہ کا وعدہ ہے کہ کئی بار ایک چھوٹے سے گروہ، تعداد نہیں معلوم، تین ہیں، چار ہیں، پانچ ہیں، جتنے بھی ہیں لیکن اللہ کے دین کے لیے کھڑے ہو جائیں تو یہ بہت بڑے طاغوت کو شکست دیں گے۔ یہ اُنہیں کس طاقت کی بنا پر شکست دیں گے؟ اللہ کے اذن اور مدد سے!!! جب یہ صابر ہوں، تقویٰ کے حامل ہوں، مضبوط یقین والے ہوں، اخلاص کا پیکر ہوں، ارادہ صرف رضائے الٰہی کا حصول ہی ہو، منظّم ہوں، باعزم ہوں، مطیع وفرمانبردار ہوں اور اطاعتِ امیر بجالانے والے ہوں تو عزیزو! یہ بہرصورت غالب رہیں گے۔ لہٰذا یہ موقع ہے کہ ہم اطاعت کریں۔ خبردار کہ امر کی مخالفت ہم سے سرزد نہ ہونے پائے۔ تمام طالبان کو یہ پیغام ہے، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کہ امر کی خلاف ورزی نہ کریں۔ جہاد بہت مبارک عمل ہے لیکن اُتنا ہی نازک عمل بھی ہے۔ یاد رکھیے اگر ذرہ برابر خلاف عمل کیا اور ہزار لوگوں کو مار دیا لیکن میرے عزیزو! پھر جنت میں آپ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اُس وعید کا مصداق ہم میں سے کوئی بنے کہ

لاَ خَلاَقَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ وَلاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّهُ وَلاَ يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ(ال عمران:۷۷)

''ان کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں ان سے خدا نہ تو کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا''۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے جنھوں نے جہاد میں حصّہ لیا ہوگا لیکن قیامت والے دن اُن کا کوئی حصّہ نہیں ہوگا۔ پہلے اللہ تعالیٰ جب دوزخ کو گرم کریں تو تین لوگوں سے اس کو گرم کریں گے۔ ایک شہید، دوسرا عالم اور تیسرا سخی۔ ان کی نیتوں میں خرابی ہوگی، اخلاص نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہیں ہوگی۔ تو وہ شہید جو جہاد میں گیا تھا اس پر اللہ آگ کو گرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی بدبختی سے بچائیں (آمین)۔ طالبان سے ہم یہی عرض کرتے ہیں کہ روس دور کے کچھ مجاہدین کی طرح اغوا کار اور ظالم مت بن جانا، تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ روس کے وقت میں افغانستان کو جب ہم دیکھتے ہیں......اُس زمانے میں جن کمانڈروں نے جہاد کیا، انہوں نے پھر ظلم کیا۔ بیت المال کو لوٹ لیا، خیانت کی، غدر کیا، غرور اور تکبر کیا اور عصبیت اور تعصب میں مبتلا ہو گئے۔ تو کیا ہوا اُن کے ساتھ؟ اللہ تعالیٰ نے طالبان کو اٹھایا اور اُن کو خوب مارا کیونکہ اُنہوں نے ظلم کیا تھا۔ ہمارے علاقے کے خوانین اور ملکوں نے ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اٹھایا اور اُنہیں خوب مارا۔ فوج نے ظلم کیا تو یہ آپ کی طرح کے نوجوان اب ان کے پیچھے بھاگتے ہیں، بلڈنگ کو اڑاتے ہیں، گاڑی کو اڑاتے ہیں، ٹینک کو گلے لگاتے ہیں۔ یہ ایمان اور اخلاص کا بلند ترین رتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جسے چاہیں عطا کر دیں۔ میرے عزیزو! یہ اتنا عظیم عمل ہے لیکن اگر ہم نے ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو اٹھائے گا اور وہ ہمیں

ماریں گے۔اللہ تعالیٰ تمام طالبان کو غیر شرعی کاموں سے دور رکھیں۔ہم جہاد اُس طریقے سے کریں گے کہ جس طریقے سے نبی السیف صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔وہ طریقہ اللہ تعالیٰ ہمیں نصیب فرمادے (آمین)۔وہ نقشہ ہمارے سامنے ہے کہ شریعت محمدی آتی ہے نقشۂ محمدی کے ذریعے۔یہ ہمارا نعرہ ہوگا کہ

زمین ہے اللہ کی ....لا الہ الا اللہ
مخلوق ہے اس پر اللہ کی ....لا الہ الا اللہ
آسمان اس پر اللہ کا ....لا الہ الا اللہ
چاہتے ہیں اس پر قانون اللہ کا ....لا الہ الا اللہ
نہیں مانتے اس پر فاٹا اور سول لا ....لا الہ الا اللہ

قوم کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اپنے آپ کو سرکاری تعمیر کاری سے، سرکاری لوگوں سے، اللہ کے دین کے دشمنوں سے اور دیگر غیر شرعی امور سے بچا کر رکھیں۔میں یہ برملا کہتا ہوں کہ ملاکنڈ میں چار مرتبہ نفاذ شریعت کا اعلان ہو چکا ہے۔اس میں نظامِ شریعت قائم کر کے دکھایا گیا، ہم نے قربانیاں دی ہیں، اب اس میں کسی کا باپ بھی کفر کا نظام نہیں چلا سکتا۔غیر شرعی کاموں سے لوگ خود کو بچائے رکھیں۔تیمر گرہ کیمپ میں جب ہم ۴ فدائی داخل کر سکتے ہیں تو ''امن میلہ'' میں فدائی کرنا قطعی مشکل کام نہیں۔لیکن ہم عامۃ المسلمین کے خون کو اپنے اوپر حرام جانتے ہیں، عقل مند کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔لوگوں سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی جگہ جاتے ہوئے آپ تھوڑا سوچ اور فکر کریں۔پہلے اس لیے خبردار کر رہا ہوں تاکہ بعد میں کوئی گلہ نہ کرے کہ مجھے پتا نہیں تھا۔غیر شرعی کاموں سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں تاکہ بعد میں پھر آپ کو کوئی نقصان نہ ہو۔سوات کی بہادر عوام سے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خوانین کی زمینیں آپ نہ خریدیں۔وہ یقیناً اپنی زمینیں بیچنا چاہیں گے لیکن آپ ہرگز مت خریدیں کیونکہ اُن کے ساتھ طالبان کا حساب کتاب ابھی باقی ہے۔

دوسری بات یہ کہ قوم کے اندر کے کچھ ریڈیو پر الٹے سیدھے بیانات دیتے ہیں۔یہی لوگ پہلے ہمارے ساتھ تھے لیکن اب ڈر گئے ہیں یا ڈالروں کے اسیر ہو گئے ہیں تو یہ لوگ بھی انتظار میں رہیں۔ہماری جن کے ساتھ جنگ ہے، جو بھی اُن کی مدد کرے گا......ہر وہ چیز جو ہمارے اور شریعت کے درمیان رکاوٹ بنے گی اُسے ہٹا دیا جائے گا۔یہ ہماری صاف اور کھلی بات ہے۔

ہم اللہ کی زمین پر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرنا چاہتے ہیں۔ہمارے اس مقصد میں جو بھی آڑے آئے گا، خواہ وہ باپ ہو، بھائی ہو، پولیس ہو، فوجی ہو، خان ہو، ملک ہو، مُلّا ہو......غرض جو کوئی بھی ہمارے لیے رکاوٹ کا باعث ہوگا ہم اُسے منظر سے ہٹا دیں گے اور اپنے ہدف تک پہنچ کر دم لیں گے (ان شاء اللہ)۔میں یہ تمام باتیں آپ کی وساطت سے دوسروں کو بتانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ پیچھے رہ گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی شہادت کو قبول و منظور فرمائے اور آپ کی یہ قربانی شریعت لانے کا ذریعہ بنا دے (آمین)۔

امت مسلمہ کے نام پیغام

میں امتِ مسلمہ کو عموماً اور تحریک طالبان کو خصوصاً یہ خوش خبری دینا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ ہم سب خیریت سے ہیں، تمام ذمہ دار ساتھی بھی خیریت سے ہیں۔تشکیلات جگہ جگہ ہو رہی ہیں اور ہو چکی ہیں۔ہمارا نیٹ ورک الحمدللہ بہت فعال ہے۔کبھی پیچھے ہٹنا اور کبھی آگے بڑھنا......یہ باتیں جنگ کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ہمارے بھائی مولوی فقیر محمد صاحب کے بقول کہ جب انسان مُکا مارتا ہے تو پہلے ہاتھ پیچھے لے کر جاتا ہے نتیجہ میں زیادہ زور اور قوت سے مُکے کی ضرب لگائی جاتی ہے۔یہ تکلیف عارضی ہے، مرتدین کے دعووں سے دھوکہ کھا جانا یا حوصلہ ہار بیٹھنا یا اپنے اس ارادے میں شش و پنج کا شکار ہو جانا مسلمان کی شان نہیں۔یہ اپنی کرسی کے لیے بہت سارے دعوے کریں گے کیونکہ میڈیا ان کے پاس ہے، وہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہہ سکتے ہیں۔لیکن ان شاء اللہ اس تمام مکر و فریب اور میڈیا کے جادو کے لیے اللہ کی نصرت اور مدد عصائے موسوی ثابت ہوگی۔جہاد جاری ہو تو یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ختم کریں گے۔

میڈیا کو پیغام

آخر میں مَیں میڈیا والوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس جہادی تحریک میں اپنا حصّہ ادا کریں۔آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جو صلاحیت عطا فرمائی ہے قیامت کے دن اُسی کے بارے میں سوال ہوگا۔کسی کے قلم میں زور ہے، کسی کے ہاتھ میں زور ہے، کوئی منبر و محراب پر رونق افروز ہے، کوئی مورچے میں ڈٹا ہوا ہے۔کوئی ایک محاذ پر کام کر رہا ہے تو کوئی دوسرے محاذ پر کام کر رہا ہے۔اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس اپنے دل میں رکھتے ہیں تو آج اپنا کردار ادا کریں اور یہود و نصاریٰ کے آلہ کار مت بنیں۔صلیبی جنگ کے فرنٹ لائن اتحادی بننے سے گریز کریں۔اگر آپ اللہ تعالیٰ کے دین کے خلاف اپنا قلم چلائیں گے، اپنا ریڈیو، ٹی وی چلائیں گے، اپنا اخبار نکالیں گے تو اپنے حقیقی انجام سے باخبر رہنے کے لیے قرآن کریم اٹھائیں۔بائیس واں پارہ، سورہ الاحزاب، آیت ۶۰، ۶۱ میں آپ کو ''المرجفون'' کہا گیا ہے۔وہاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی گئی دھمکی پر کان دھریں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کس قدر شدید تنبیہ ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کیا کیا معاملہ کریں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

> جب تک ہم اس راستے پر استقامت سے قائم رہے، ہمارے موقف میں لچک پیدا نہ ہوئی، ہم اللہ کے دین، اور شہدا کے خون کا سودا نہ کریں، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ غداری نہ کریں تو رب کعبہ کی قسم! اس باطل نظام کو اللہ تعالیٰ ہمارے پاؤں تلے لے آئے گا۔اس شیطانی نظام کو قرآنی نظام کے مقابلے میں ذلیل و رسوا ہونا پڑے گا۔اس زمین پر اللہ کی مہربانی کے ساتھ اللہ کی رِٹ قائم کریں گے (ان شاء اللہ)۔

(قسط دوم)

میدان جہاد کے عملی تجربات

(شیخ ابومصعب مجاہدین کے درمیان ممتاز عالم اور حکمت عملی کے ماہر کے طور پر معروف ہیں، ان کو پاکستانی خفیہ اداروں نے ۲۰۰۵ء کے ماہ رمضان میں کراچی سے گرفتار کر کے امریکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا)

الشیخ ابومصعب السوری فک اللہ اسرہٗ

قبل از ستمبر؛ کھلے محاذوں کا نظم

کھلے محاذوں کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کھلے عام مستقل ٹھکانوں میں موجود رہتے ہیں اور جنگی خط (صف اول) قائم کر کے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں یا انہیں مستقل ٹھکانوں سے چھاپہ مار جنگ لڑتے ہیں۔ میں جہادِ افغانستان اول، بوسنیا، چیچنیا اور پھر طالبان دور میں افغان جہاد سے مثالیں بیان کر کے اس نظم کو واضح کروں گا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا کہ یہ طریقہ سابقہ طریقوں کے برعکس موثر ثابت ہوا۔ اس ضمن میں چند نکات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ زبردست عسکری فتح:

ساز و سامان، ہتھیار، ٹیکنالوجی اور تمام تر مادی عدم توازن کے باوجود مجاہدین عسکری سطح پر کامیاب رہے۔ افغانستان کے پہلے جہاد میں افغان، عرب اور دوسرے مسلمان مجاہدین نے اپنی کوتاہیوں کے باوجود ایک بڑی ریاست کو شکست دی اور اُس کے جھنڈے کو اللہ کی توفیق سے سرنگوں کر دیا۔

بوسنیا میں مٹھی بھر عرب، ترک اور دیگر مسلمان مجاہدین نے سربوں کی طرف سے شروع کی گئی نسل کشی کی مہم میں طاقت کا توازن پلٹ دیا۔ ان کے ہاتھوں کرامات ظاہر ہوئے۔ اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ ساٹھ ہزار امریکی فوجی جو بوسنیا اور سربیا کے ساحل پر ٹھہرے ہوئے تھے، ڈیٹن معاہدے کے بعد بوسنیا میں داخل ہونے کے لیے انہوں نے یہ شرط رکھی کہ چھ سو مجاہدین پہلے ملک چھوڑیں۔ یعنی ہر ایک مجاہد نے امریکہ بہادر'' اور اس کے اتحادیوں کے سو فوجیوں کو دہشت زدہ کیا۔ جہاں تک چیچنیا کا تعلّق ہے تو یہ اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں کہ عسکری اعتبار سے ایسی ایسی کرامات پیش آئیں جنھوں نے دنیا کو دہلا دیا۔ مٹھی بھر مجاہدین روس کی فوجی مشینری کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ چیچنیا، ایک ایسی قوم ہے جس کی آبادی دس لاکھ سے بھی کم ہے اور ایک ایسا خطہ جس کا رقبہ پچاس ہزار مربع کلومیٹر سے بھی کم ہے۔ اس طرح مجاہدین نے یہ ثابت کر دیا کہ کھلے محاذوں کی جنگ میں ان کا کوئی ثانی نہیں اور طاقت کا عدم توازن ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

۲۔ امنیاتی (مجاہدین کا داخلی رازداری کا نظام) کامیابی:

کیونکہ جنگ کھلے محاذوں پر لڑی گئی اس لیے استخباراتی ادارے محاذوں کو سرد کرنے میں کوئی قابل ذکر کردار ادا نہ کر سکے۔ بلکہ براہ راست جنگ میں شرکت ایک رکاوٹ ثابت ہوئی جس کی وجہ سے بہت سے جاسوس پہچانے گئے۔ جنگ کے وقت جاسوس پیٹھ دکھانے پر مجبور ہو جاتے۔ ان کی سرگرمیاں صرف اس حد تک محدود رہیں کہ وہ محاذوں پر مقیم مجاہدین کی حرکت پر نظر رکھتے، لیکن محاذوں کو بند کرنے میں ناکام رہے۔

۳۔ دعوتی کامیابی:

یہ تیسرا اہم معاملہ ہے، یہ نظم امت مسلمہ کو متحرک کرنے میں کامیاب رہا۔ کروڑہا افراد مجاہدین کی حمایت میں کھڑے ہو گئے۔ یہاں معاملہ خفیہ جہادی تنظیموں کے برعکس رہا۔ کیونکہ یہ تنظیمیں طاغوت کے خلاف علاقائی سطح پر لڑی جانے والی جنگ میں افراد کو بیدار نہ کر سکیں۔ ان کی دعوت سے امّت کے اکثر افراد نابلد رہے اور مجاہدین اکیلے ہی جنگ میں کھڑے نظر آئے۔ جبکہ کھلے محاذوں کے ضمن میں کروڑوں افراد مجاہدین کی حمایت اور وکالت کر رہے تھے۔ جس وقت امت کے جاں نثار بیٹے محاذوں کی جانب بڑھ رہے تھے، بزرگ اور علما مجاہدین کی کامیابی کے لیے دعا گو تھے، امیر و غریب یکساں طور پر اپنے اموال فی سبیل اللہ خرچ کر رہے تھے۔ گویا اس نظم نے امت میں ایک زبردست جہادی بیداری پیدا کی اور مقاصدِ جہاد کی اشاعت بھی بڑے احسن انداز میں ہوئی۔

۴۔ تربیتی کامیابی:

اسلام کے نظام تربیت کی بنیاد علم کے براہِ راست حصول اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی عملی مثالوں پر ہے۔ اسی بنیاد پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ اور پھر صحابہ سے تابعین اور تبع تابعین تک تربیت کا عمل انجام پایا۔ پوری اسلامی تاریخ میں علما کے ذریعے شاگردوں اور متبعین کی تربیت ہوتی رہی، تاہم خفیہ تربیتی نظام کے تحت آج ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ مقررہ تعلیم کے لیے وقت اور جگہ کی فراہمی بہت بڑا مسئلہ ہے۔ امنیت کی وجہ سے قائدین اور علما کے ساتھ براہِ راست ربط نہیں رکھا جا سکتا۔ اس کے برعکس کھلے محاذوں پر دوران جہاد ایسے مواقع میسّر ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے محاذوں کے قائدین تربیت کی مختلف انواع پر توجہ نہ دے سکے اور مجاہدین صرف عسکری تربیت تک ہی محدود رہے۔ لیکن دو حقیقتیں بالکل واضح ہیں، اول یہ کہ تربیت ممکن تھی اور دوسرے، اس کی کوشش چند افراد کی طرف سے جزوی طور پر کی گئی۔ لہٰذا یہ عنصر افغانستان اور بوسنیا کے جہاد اور بالخصوص خفیہ جہادی تنظیموں کے نظم میں کافی حد تک متاثر رہا۔

۵۔ سیاسی فتح:

سیاسی فتح سے مراد مقاصد کا حقیقی روپ میں ظاہر ہونا ہے۔ جہاد کے پرچم تلے لڑی جانے والی ہر لڑائی کا مقصد دشمن کو شکست دینا اور اللہ کی حاکمیت کا قیام ہے۔ جہادِ افغانستان اول میں مکمل طور پر کامیابی حاصل ہوئی۔ مختلف آزمائشوں سے گزرنے کے بعد بالآخر امارتِ اسلامیہ قائم ہو گئی اور امت کے خوابوں کو تعبیر مل گئی۔ اگرچہ کچھ عرصہ بعد اس کا خاتمہ ہو گیا لیکن ان شاء اللہ جلد یہ دوبارہ قائم ہو گی۔

بوسنیا کے معاملے میں اصل مقصد مسلمانوں کو نسل کُشی سے بچانا تھا اور یہ حاصل کر لیا گیا تاہم نیو ورلڈ آرڈر کے ہوتے ہوئے یورپ کے دل میں اسلامی امارت کا قیام

ناممکن سا مرحلہ تھا۔ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ جتنا کچھ حاصل کرلیا گیا یہی ایک بڑی کامیابی ہے۔ چیچنیا میں عسکری فتح کے باوجود سیاسی مقاصد حاصل نہ کیے جا سکے۔ اس کی بڑی وجہ چیچنیا کی جغرافیائی حیثیت اور اس کی کم آبادی ہے۔ تاہم جو کچھ دیکھنے میں آیا وہی ایک تاریخی کامیابی ہے۔

سیاسی کامیابی ایسے عوامل سے مربوط ہے جو عسکری کامیابی کے لیے درکار عوامل سے مزید آگے کے ہیں۔ اس طرح ہم مختصراً کہہ سکتے ہیں کہ محاذوں پر جنگ علاقائی، خفیہ اور مرتب شدہ تنظیموں کی نسبت کامیاب طریقۂ تصادم ہے، جو کہ مجاہدین کی مکمل جاں نثاری کے باوجود مکمل ناکامی سے دوچار ہوئیں۔

تاہم ستمبر 2001ء کے بعد کی دنیا میں محاذوں پر جنگ کا نظریہ معدوم ہوتا نظر آتا ہے۔ امریکہ نے اپنا تکنیکی تفوق قائم کرلیا ہے۔ پُرفریب فضائی بمباری، خلا اور الیکٹرونکس کی دنیا میں مکمل دسترس اس کی حکمت عملی کا حصّہ ہیں۔ ان شاء اللہ ہم اس موضوع پر بعد میں روشنی ڈالیں گے۔

انفرادی جہاد اور مختصر مجموعہ جات کا نظم

یہ جہادی نظم کافی پرانا ہے۔ غالباً اس سلسلے کی پہلی کڑی صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوبصیرؓ تھے جن کا واقعہ مشہور ہے، انہوں نے اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے چھاپہ مار مجموعہ تیار کیا اور بعد میں ابوجندلؓ بھی اس میں شامل ہوگئے۔ اس طریقہ کار کے موثر ہونے کا مظاہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایّام میں دیکھنے کو ملا جب یمن میں اسود العنسی نے ارتداد کا اعلان کیا۔ اس نے وہاں مسلمانوں کو زدوکوب کیا اور ان کی آبروریزی کی۔ جس بطل نے اس کے خلاف مزاحمت کی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق معزز خاندان کا معزز فرد تھا۔ انہوں نے خود سے ہی ایک انفرادی کارروائی تشکیل دی۔ اس باسعادت بطل (حضرت فیروز دیلمیؓ) نے اسود العنسی کو قتل کرکے طاقت کا توازن بدل دیا اور نتیجتاً جبرائیلؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فتح کی خوشخبری دی جو مٹھی بھر دلیر افراد کے ہاتھوں نصیب ہوئی۔

اسلام کی تاریخ میں ایسی انفرادی کارروائیاں دہرائی جاتی رہی ہیں۔ صلیبی جنگوں کے دوران میں زنگی اور پھر ایوبی ریاست کے قیام سے پہلے امراء کی خیانت اور امت مسلمہ کے انتشار کی وجہ سے مجاہدین کے مجموعے اس آفت کے سامنے ڈٹے رہے۔ بہت سی علیحدہ علیحدہ اکائیوں اور مجموعوں نے اس مذہبی فریضے کی ادائیگی جاری رکھی۔ عصر حاضر کی عرب تاریخ میں ایک معروف کہانی جس نے نوآبادیاتی مہم کو بڑی حد تک متاثر کیا مجاہد سلیمان الحلبی رحمہ اللہ کی ہے جو شمال مغربی شام میں واقع میرے پرانے شہر حلب سے فرار ہو کر یروشلم پہنچے، وہاں انہوں نے ایک عالم سے مصر میں فرانسیسی مہم کے کمانڈر ''کلیبر'' کے قتل کے متعلّق فتویٰ دریافت کیا جسے نپولین بوناپارٹ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ سلیمان الحلبی رحمہ اللہ نے جا کر اسے قتل کردیا اور یہ واقعہ فرانسیسی مہم کی مصر سے روانگی کی بڑی وجہ بنا۔ اس فتح کی قیمت صرف سلیمان الحلبی اور ان کے شیخ کا کارنامہ تھا، جنہوں نے یہ فتویٰ جاری کیا کہ الحلبی اللہ کی راہ میں شہید شمار ہوگا۔ ان دونوں کو شہید کردیا گیا، ان دونوں پر اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے۔

1990ء میں دوسری خلیجی جنگ (Desert Storm) اور نیو ورلڈ آرڈر کے بعد یہ نظم پھر سے فعال ہوگیا ہے۔ اس وقت سے لیکر اب تک عرب اور دیگر عالم اسلام میں اپنی نوعیت کی دسیوں کارروائیاں ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے امریکہ میں سید نصیر نے متعصب یہودی ربی مئیر کاہن کو قتل کیا۔ وہ فلسطینی مسلمانوں کے خلاف سب سے زیادہ زہر اگلنے والا یہودی تھا اور فلسطینیوں کو ملک بدر کرنے کے منصوبے پر عمل پیرا تھا۔ کاہن کے قتل کے بعد اس کا گروہ تحلیل ہو کر رہ گیا۔ 1993ء میں ایک بلوچی نژاد عرب مجاہد (یوسف رمزی) نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو دھماکے سے اڑانے کی کوشش کی۔ اردن میں بارڈر گارڈز سے تعلّق رکھنے والے ایک فوجی نے یہودی طالبات پر فائر کھول دیا جو نماز کا مذاق اڑانے والی حرکات کررہی تھیں۔ نتیجتاً کئی ایک ہلاک ہوگئیں۔ مصر میں بطل عظیم سلیمان خاطر نے اپنے آزادانہ فیصلے کے تحت مصر۔اسرائیل سرحد پر متعدد یہودیوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ اردن سے ملحقہ اسرائیلی سرحد پر نوجوان مجاہدین نے دریائے اردن کے مغربی کنارے پر گشت کرنے والے اسرائیلی فوجیوں کو ہدف بنانے کے لیے دسیوں بار سرحد عبور کی اور بعض اوقات تو ان کے پاس صرف سبزی کاٹنے والا چاقو بطور ہتھیار ہوتا تھا۔ چیچنیا کے خلاف روسی جارحیت کے دوران بیروت میں ایک مجاہد نے ایک عمارت کی چھت سے روسی سفارت خانے پر متعدد راکٹ فائر کیے۔ خلیجی جنگ کے ایام میں ایک ضعیف العمر مراکشی نے دس فرانسیسی سیاحوں کو نشانہ بنایا اور امارات سے بھی ایک اطالوی کی لاش برآمد ہوئی۔ عمان، اردن میں ایک نوجوان نے کئی ایک غیر ملکیوں کو زخمی کیا۔ فلسطین میں شہریوں کی جانب سے یہودی آبادکاروں اور فوجیوں کے خلاف بہت سی انفرادی کارروائیاں کی گئیں۔ پاکستان میں مجاہدین کئی ایک امریکی اور یہودی قتل کر چکے ہیں۔ مصر میں ایک شہری نے حسنی مبارک کو خط تھمانے کے بعد چاقو کی مدد سے زخمی کردیا۔ وہ شہری محافظوں کے ہاتھوں شہید کردیا گیا۔ اردن میں چار افراد پر مشتمل ایک مجموعے نے عمان میں موجود فری مسنریوں کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور وہ ان میں سے متعدد کو قتل کرنے میں کامیاب رہے۔ بعد ازاں پولیس کے ساتھ ایک جھڑپ کے بعد وہ گرفتار کرلیے گئے اور ان میں سے بعض کو شہید کردیا گیا۔

مسلمان ممالک کے خلاف امریکی مہم، فلسطین میں صہیونی منصوبے پر عملدرآمد اور ان سے متعلّق خبروں کے مواصلاتی نظام کے ذریعے پھیلاؤ کے بعد بڑھنے والے اس طبعی طریقہ کار کے متعلّق ہمارا اہم تجزیہ درج ذیل ہے۔

۱۔عسکری کامیابی:

اس کامیابی کا اندازہ دشمن کے دل میں پیدا ہونے والے دہشت وخوف سے لگایا جا سکتا ہے۔ بعض کارروائیاں تو اتنی موثر ثابت ہوئیں کہ 34 ممالک کے صدور کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے شرم الشیخ میں منعقدہ کانفرنس 1994ء میں جمع ہونا پڑا جس کی صدارت بل کلنٹن نے کی۔

۲۔امنیاتی کامیابی:

ایسے افراد اور مجموعوں کی جانب سے پوری دنیا میں کی گئی کارروائیوں نے، جن کا

آپس میں کوئی تعلق نہ تھا، مقامی اور عالمی استخباراتی (انٹیلی جنس) اداروں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ کیونکہ کسی ایک مجموعے کے افراد کی گرفتاری سے باقی مجموعہ جات کی کارکردگی متاثر نہیں ہوتی۔ عالمی تحریک جہاد کے مجموعہ جات کے طرزِ عمل کو تشکیل دینے میں مَیں نے کافی حد تک اس مشاہدے سے مدد لی ہے۔

۳۔ دعوتی کامیابی:

اس انفرادی جہاد کے نتیجے میں بڑی حد تک دعوتی کامیابی حاصل ہوئی۔ امت مسلمہ میں جذبہ جہاد کی بیداری اور دفاع کی ترغیب کے سلسلے میں یہ طریقہ کافی موثر ثابت ہوا اور اس نے الدقمسہ، سلیمان خاطر، سید نصیر اور رمزی یوسف جیسے کرداروں کو امت مسلمہ کے لیے نشان راہ بنا دیا۔ ایک جم غفیر ان کی تعریف میں کھڑا ہو گیا۔ امت کے دلوں میں بھڑکنے والی انتقام کی آگ کو سکون ملا اور نوجوانوں کی ایک نسل ان کی اقتدا میں شریکِ جہاد ہوئی۔

۴۔ سیاسی نقطۂ نگاہ سے:

یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ ایسے واقعات کا دائرہ جذباتی ردِعمل تک ہی محدود رہا اور اپنی شدت اور کافی تعداد کے باوجود ایسے واقعات ایک تحریک کی شکل اختیار نہ کر سکے۔ ان شاء اللہ تنظیمی اور عملی نظریات کی تشکیل کرتے ہوئے ہم اس کی وجوہات پر بحث کریں گے۔

۵۔ تربیتی میدان میں:

ان مجاہدین کے ایک مشترک لائحہ عمل کے تحت نہ ہونے کی وجہ سے تربیتی میدان میں فقدان کا سامنا رہا۔ لیکن یہ ایک ایسی کمزوری ہے جس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اور ان شاء اللہ ہم اس پر بحث کریں گے۔ مجموعی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ طرزِ عمل جزوی طور پر کامیاب رہا۔ بالخصوص دشمن پر اپنے اثر کی شدت اور استخباراتی اداروں کے ہاتھوں مزاحمت کے دم توڑنے کے کم امکانات کی وجہ سے یہ نظم کافی موثر ہے۔

ماضی میں جہاد کے ان تینوں لائحہ عمل کے تنقیدی مطالعے کے بعد ہم بہت ہی اہم نتائج تک پہنچتے ہیں۔

۱۔ ستمبر 11 اور خصوصاً صلیبیوں کی دہشت گردی کے خلاف جنگ کے آغاز کے بعد یہ کسی طور بھی ممکن نہیں کہ ہم علاقائی، خفیہ تنظیموں کو مزید جاری رکھ سکیں۔ جبکہ ستمبر 11 کے بعد اکثر تنظیمیں غیر فعال کر دی گئیں اور ایسی نئی تنظیموں کا قیام بھی ناممکن بنا دیا گیا۔

۲۔ ہمیں آئندہ آنے والے حالات میں اپنی عسکری فکر کی تشکیل کے لیے کھلے محاذوں کے طریقہ کار اور انفرادی عملیات کے نظم پر تحقیق کرنی چاہیے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر جہاد کو قائم کرنا چاہیے۔ ایسے طریقوں کا استعمال کرنا چاہیے جن کا فائدہ مسلّم ہو۔ اور یہ دو طریقے؛ کھلے محاذوں پر جنگ اور انفرادی اور چھوٹے مجموعوں کی صورت میں خفیہ مزاحمت ہیں۔

ان دونوں طریقہ کار پر بحث سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توجہ کو ایک اہم معاملے کی طرف مبذول کیا جائے، اور وہ جہاد کو تمام شعبوں میں عالمی سطح تک لے جانے کا نظریہ ہے۔ دشمن نے ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے اور ایسا کرنے میں موجودہ صورتحال بھی ہماری معاون ہے۔ شریعت تو پہلے ہی ملکی حدبندیوں سے مبرّا ہے اور یہ ہمارے عسکری نظریہ کا ایک بنیادی جزو بھی ہے۔ عالمی تحریک جہاد کے تحت ہماری جہادی کارروائیوں کی دعوت اور طرز عالمی ہے اور ہمارے اس عسکری نظریہ کا انحصار بھی تحریک کو عالمی افق تک لے جانے پر ہے۔ یہ چیز دینی اور سیاسی نظریے کا جزو ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے عسکری نظریہ کا بنیادی محرّک ہے۔

پوری امت مسلمہ اور اس کی ضرورتِ جہاد کا تصوّر

دینی عقیدے کے طور پر تو سب آگاہ ہیں کہ تمام مسلمان ایک امت ہیں۔ لیکن شخصی طور پر ہر کوئی اپنا تعلّق جغرافیائی سرحدوں کے اندر ہی مقیّد رکھتا ہے۔ اگر ہم کسی بھی مسلمان سے پوچھیں کہ آپ کا تعلّق کہاں سے ہے تو بلاشبہ وہ اپنا ملک بتائے گا؛ شام سے، مصر، تنزانیہ سے، سعودی عرب سے......وغیرہ۔

وہ پہلے اپنے شہر کا نام بیان نہیں کرے گا اور یہ نہیں کہے گا کہ وہ دمشق، قاہرہ، بیروت یا تاشقند سے ہے۔ کیونکہ اس کا ذہن نو آبادیاتی نظام کی میراث، سائیکس پیکو کی کھینچی لکیروں پر ہی قائم ہے۔

ہمیں ان مجاہدین کے ذہنوں میں جو دین کی خاطر لڑنے پر صحیح معنوں میں تیار ہیں۔ اللہ عزوجل کا یہ فرمان راسخ کرنا ہے کہ:

ان هذه امتكم امة وّا حدةو انا ربكم فا عبدون(الانبياء: ۹۲)

''یہ تمہاری امت ہے جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے۔ اور میں تم سب کا پروردگار ہوں۔ پس تم میری ہی عبادت کرو''۔

الحمد للہ، دشمن کے فوجی حملے نے ہمیں ایسی فوجی حدود میں لا کھڑا کیا ہے جو عملیات کے وسطی میدان سے موسوم ہیں۔ اور عملاً ان کی حدیں عرب اور مسلمان دنیا کے اکثر ممالک کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ دشمن کی طرف سے مسلط کردہ سیاسی، نظریاتی، معاشی اور تہذیبی جنگ کی حدود بھی یہی ہیں۔ بش نے ہم سب کو ایک نقطہ پر مجتمع کر دیا ہے جس کا سیاسی نام ''عظیم تر مشرق وسطیٰ'' ہے۔

یعنی الحمدللہ ہمارے دشمن نے اپنے حملے سے ہماری جدّ وجہد کو عالمی سرحدوں تک وسیع کر دیا ہے۔ وہ افراد جو عقیدے اور فہم کی بنیاد پر معاملات کو سمجھ نہیں پا رہے تھے وہ بھی اب دین کی اس اساس کو با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ ہر فرد کو اس حقیقت کا ادراک ضرور ہونا چاہیے کہ یہ عالمی ذہن بہت ہی اہم عسکری پہلو کا بھی حامل ہے۔ جس سے ہمیں عالمی تحریکِ جہاد کی عسکری فکر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

حکمت عملی کے حوالے سے بات کی جائے تو یہ فکر عظیم تر اسلامی خلافت کے تمام اجزا کی عالمی حدبندی سے جنم لیتی ہے۔ اگر ہم امت کی اس عالمی حدبندی کو نظر انداز کر دیں تو ہم اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر ہم یہ خواہش کریں کہ امریکہ سے کھلے محاذوں پر متصادم ہوا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بھی محاذ پر کامیابی کا انحصار مخصوص دفاعی حالات پر ہے۔ یعنی اگر اسلامی خطے سے کمک کی ضرورت پڑے یا کسی بھی اسلامی خطّے سے مخصوص صلاحیتوں کے حامل افراد مطلوب ہوں تو یہ ضرورت بروقت پوری ہونی چاہیے۔

خفیہ، انفرادی جہاد میں بھی عملیات کی حدود عالمی ہی ہوتی ہیں۔ اس قسم کی عملیات

کا افق بھی ملکی سرحدوں سے ناواقف ہے۔ دشمن نے عراق اور فلسطین پر قبضہ کیا ہے اور وہاں جہاد جاری ہے اس ضمن میں تنزانیہ یا مراکش یا انڈونیشیا کے مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے دوڑیں۔ تاہم بہت کم افراد عراق پہنچ سکتے ہیں اور مسلمان ممالک کی مرتد حکومتوں کی جانب سے مجاہدین کے خلاف جنگ میں امریکہ کے ساتھ اتحاد کی بدولت یہ نقل وحرکت مشکل تر ہوتی جائے گی۔ لیکن کوئی بھی مسلمان جو امریکہ کے خلاف جاری جہاد اور دفاع امّت کا متمنی ہے، اپنے علاقے میں رہتے ہوئے یا دنیا میں کسی بھی جگہ امریکہ کے خلاف کارروائی کرسکتا ہے۔ کسی اور جگہ کارروائی اِس مجاہد کے محاذ پر پہنچ کر جہاد میں شرکت سے سینکڑوں گنا زیادہ موثر ثابت ہوسکتی ہے۔

بلاشبہ جغرافیائی، سیاسی اور عسکری ہر سطح پر پوری امت اسلامیہ کی باہم وابستگی کا ادراک وقت کی اہم ترین ضروریات میں سے ہے۔ جو بھی شخص بل کھاتی پیچیدہ ملکی سرحدوں پر نگاہ ڈالے، اسے نوآبادیاتی دور کے کافر حکمرانوں کے قلموں کی سیاہی ان پر واضح دکھائی دے گی۔ لیکن یہ بات عجیب ہے کہ امت مسلمہ کے اکثر افراد کے ذہنوں میں بھی یہی سرحدیں نقش ہوگئیں۔ حالانکہ اس بربادی کی تاریخ چند دہائیوں سے زیادہ پرانی نہیں۔ یہ سب کچھ امّت مسلمہ کے اتحاد کی علامت خلافت عثمانیہ کے سقوط (1924ء) کے بعد رونما ہوا۔

ہمیں امّت مسلمہ کے نوجوان طبقے کے ذہنوں کو وسعت دینی ہے تاکہ وہ پوری امّت مسلمہ کا درد یکساں طور پر محسوس کریں۔ یہ معاملہ دین وعقیدہ کی اساس بھی ہے اور سیاسی و عسکری حکمت عملی کا جزو بھی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اسلام اور نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مغرب کی جنگ

یہ بیان دہشت گردی کے خلاف امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی نام نہاد جنگ کا پردہ فاش کرنے کے لیے کافی تھا اور اس سے زیادہ واضح بیان کی توقع دشوار تھی لیکن اس کے بعد مغرب کی جانب سے جو بیان سامنے آیا اس نے مذکورہ تمام بیانات کو مات دے دی۔ عیسائیت کی سب سے بڑی روحانی شخصیت پوپ بینی ڈکٹ نے ۱۴ویں صدی کے بازنطینی عیسائی بادشاہ مینول دوئم کے اس بیان کو عالمی فضا میں اچھال دیا جس میں مینول دوئم نے کہا تھا کہ اسلام دنیا میں کیا نیا لایا ہے؟ اور جو کچھ نیا لایا ہے معاذ اللہ وہ شیطانی اور غیر اسلامی ہے اور یہ کہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے تشدد یا Violence کے ذریعے اپنے پیغام کو عام کیا۔

پوپ اربن دوئم کے اُس بیان میں جس سے پہلی صلیبی جنگ شروع ہوئی تھی اور پوپ بینی ڈکٹ کی زبان سے جاری ہونے والے اس بیان میں حیرت انگیز مماثلت تھی اور اس کا مفہوم واضح ہے اور وہ یہ کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ محض ایک دھوکہ ہے، مغرب کا اصل مسئلہ اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ چند سال پیشتر ڈنمارک کے ایک اخبار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے شائع کرکے اس خیال کو مزید پختہ اور گہرا کردیا۔ اس واردات سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ اہلِ مغرب اس سلسلے میں کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہیں۔

اسلام اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا یہ سلسلہ اب پاکستان میں توہینِ رسالت کی مرتکب آسیہ کے معاملے تک آپہنچا ہے۔ پوپ بینی ڈکٹ آسیہ کی حمایت میں بیان دے چکا ہے، امریکہ کہہ چکا ہے کہ وہ آسیہ کو اپنے یہاں پناہ دینے کے لیے تیار ہے۔ یہ اسلام اور رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی دشمنی کا کھلا اظہار ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس دشمنی میں دشمنی کے سوا اور کیا کچھ ہے؟ اس سلسلے میں درج ذیل نکات اہم ہیں:

(۱) مغرب، جنگ، تشدد، فکری و سیاسی یلغار کے ذریعے ایسا اسلام ایجاد کرنا چاہتا ہے جو ظاہر میں اسلام ہو مگر باطن میں اسلام نہ ہو۔ اصول ہے کہ اگر تم دشمن کو مار نہ سکو تو اسے اندر سے بدل ڈالو۔ اس کے بعد آپ کا دشمن جیتے جی مر جائے گا۔ مغرب، اسلام اور ایک ارب ۶۰ کروڑ مسلمانوں کو ختم نہیں کرسکتا۔ چنانچہ وہ اسلام کی ''تعبیر'' کو بدلنے کی سازش کررہا ہے۔ تعبیر کی تبدیلی کے ذریعے مغرب ایک ایسا اسلام عام کرنا چاہتا ہے جو مغرب کے آگے سر جھکائے کھڑا ہوا، بلکہ جو عالمی سٹیج پر مغرب کے آلۂ کار کا کردار ادا کرے اور اسے اپنے لیے باعثِ فخر سمجھے۔ مغرب کی فکری کوشش ہے کہ مسلمانوں کے مسائل کا حل تو مغربی ہو مگر اس پر مہر اسلام کی لگی ہوئی ہو۔ مغرب جب روشن خیال اسلام کی بات کرتا ہے تو اس سے اُس کی یہی مراد ہوتی ہے۔

(۲) یہ حقیقت راز نہیں کہ توہینِ رسالت کے ذریعے مغرب نہ صرف یہ کہ شعوری طور پر مسلمانوں کی روحانی اور جذباتی اذیت کی راہ ہموار کرتا ہے بلکہ اس میں اُس کے لیے ایک نفسیاتی تسکین کا پہلو بھی موجود ہوتا ہے۔

(۳) توہینِ رسالت کے حوالے سے مغرب، امت مسلمہ کو پیغام دیتا ہے کہ مغرب کی تخلیق کردہ دنیا میں رہنا ہے تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت کرکے رہنا ہوگا۔ بصورتِ دیگر ہماری دنیا میں تم غیر مہذب اور تاریک خیال کہلاؤ گے۔

(۴) مغرب، توہینِ رسالت کے ذریعے یہ اندازہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبۂ ایمانی میں کتنی جان باقی ہے؟

(۵) مغرب، توہینِ رسالت کو بار بار دہرا کر مسلمانوں کو روحانی، نفسیاتی اور جذباتی طور پر تھکانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت کے احساس کو کند کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

مغرب ان شاء اللہ اپنے اہداف میں سے کوئی ہدف بھی حاصل نہیں کرسکے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام خود بدلنے نہیں، دنیا کو بدلنے آیا ہے۔ پیدائشی مسلمان اگر اسلام کے ذریعے دنیا کو نہیں بدلیں گے تو اللہ تعالیٰ کہیں اور سے مسلمان پیدا کرکے اُن سے یہ کام لے لے گا۔ جہاں تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کا تعلّق ہے تو مغرب یہاں بھی ناکام ونامراد ہوگا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے ایمان کا جزولاینفک ہے۔ مسلمانوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق کائنات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا علم ہیں، ان کا قانون ہیں، ان کی تہذیب ہیں، ان کی تاریخ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں تو دنیا میں مسلمانوں کے لیے کوئی چیز بھی معنی کی حامل نہیں۔

☆☆☆☆☆

قسط سوم

جمہوریت......ایک دینِ جدید

شیخ ابو یحییٰ اللیبی

اے جمہوری اسلام کی دعوت دینے والو! اللہ تعالیٰ ہم سے صرف یہ نہیں چاہتا کہ ہم شراب نوشی سے احتراز کریں، فواحش سے بچیں اور سود سے دور رہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم ان منکرات سے پرہیز کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکاماتِ تحریمی کو اللہ کا حکم سمجھ کر انہیں تسلیم کریں اور برضا و رغبت ان کے سامنے خود کو جھکالیں۔ بصورتِ دیگر میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر کسی ملک میں اسلام کے تمام ظاہری احکامات اس بنیاد پر نافذ کردیے جائیں کہ پارلیمنٹ نے انہیں منظور کیا ہے اور انہیں محترم قانون کا درجہ دیا ہے نہ کہ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ان شرعی احکام کا درجہ بھی باقی دنیاوی قوانین جیسا ہی کہلائے گا۔ کیونکہ شریعت تو لوگوں سے پوچھ کر نافذ نہیں کی جاتی اور جو چیز لوگوں سے پوچھ کر نافذ کی جائے وہ شریعت نہیں ہوتی۔ یہ تو پارلیمنٹ نامی ایک بولنے والے بت اور معبُود کی طرف سے نازل کردہ احکام ہیں۔ تباہی اور ہلاکت ہو اس بت کے لیے بھی اور اس کے نافذ کردہ قانون کے لیے بھی۔

اسلامی جمہوریت کے دعویداروں کو یہاں رک کر جائزہ لینا چاہیے کہ وہ خود کو کن تباہ کن گھاٹیوں میں گرا چکے ہیں؟ اور اپنے اپنے علاقوں کے مسلمانوں کو کس طرح کی پرفتن کفریہ راہوں کی طرف دھکیل کر انہیں گمراہ کرتے اور ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں؟

انہیں جان لینا چاہیے کہ وہ دوراہے پر کھڑے ہیں جہاں حق و باطل کے مابین تطبیق و موافقت اور آمیزش کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک طرف تو واضح اور روشن اسلام ہے جس میں قلب و نظر اور اعضا و جوارح اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف دینِ جمہوریت ہے جس میں انسانوں کی حاکمیت اور شیطان کی عبادت ہے۔ لوگوں کی مرضی ہے کہ جس راہ کو پسند کریں سو اختیار کرلیں البتہ قیامت کے دن ہونے والے اس سوال کے جواب کے لیے تیار رہیں:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ(یٰس : ۶۰۔۶۱)

"اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت مت کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے۔"

ثانیاً: ہر مسلمان کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ ایمان کا پہلا اور عظیم ترین رکن، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے اور اس ایمان میں توحیدِ الوہیت، توحیدِ ربوبیت اور اللہ کے اسماء وصفات پر ایمان لانا شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ قطعی طور پر ایمان رکھے کہ حلال و حرام قرار دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس حق میں کسی کو کسی قسم کے مناقشے اور بحث کا اختیار حاصل نہیں کہ کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی حلال یا حرام قرار دے...... یہ اختیار صرف اللہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (النحل: ۱۱۶)

"اور یونہی جھوٹ جو تمہاری زبانوں پر آتا ہے نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگو، یقیناً جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہ ہوں گے"۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (یونس: ۵۹)

"آپ کہہ دیجیے کہ بھلا دیکھو تو اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے لیے رزق نازل فرمایا تو تم نے اس میں سے (بعض کو) حرام اور (بعض کو) حلال ٹھہرایا، (ان سے) پوچھو کیا اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے یا تم اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہو"

لہٰذا اللہ تعالیٰ کا یہ حق (حقِ تشریع) کسی غیر اللہ کو دینا کفرِ اکبر ہے جو ملت سے خارج کردیتا ہے۔ جو شخص اللہ کے ماسوا کی تشریع (قانون سازی) کو مانتے ہوئے اس کے ٹھہرائے ہوئے حلال و حرام کی پیروی کرے اور اسے حلال اور حرام جانے تو وہ مشرک ہے جس کا فرض مقبول ہے اور نہ نفل...... یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے اور توحیدِ خالص کی طرف رجوع کرلے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ حقِ تشریع کسی فرد کو دیا جارہا ہو یا کسی پارٹی، قبیلے، پارلیمان یا عوام کو۔ اسلام نے اس حقیقت کو انتہائی دوٹوک اور واضح انداز میں ثابت کیا ہے اور اس میں کسی قسم کی تشکیک یا تذبذب کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ یہ تمام کائنات اللہ کی مخلوق و ملکیت ہے اور وہی رب العالمین ہے۔ لہٰذا کسی کو حق نہیں کہ اس کی ملکیت میں اپنا حکم چلائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" (الاعراف: ۵۴)

"سن لو کہ تمام مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کے ساتھ خاص ہے، اللہ رب العالمین بہت برکت والا ہے"۔

یہ تو دینِ اسلام کی ایک مسلمہ حقیقت ہے جبکہ اس کے مقابلے میں جمہوریت کی بنیادی اساس ہی اسلام سے متصادم ہے، کیونکہ جمہوریت میں قانون سازی کا حق اللہ تعالیٰ کی بجائے انتہائی احترام و تقدیس کے ساتھ عوام اور عوامی نمائندگان کو سونپ دیا گیا ہے۔ لہٰذا دینِ جمہوریت میں حلال وہی ہے جسے عوامی نمائندگان حلال قرار دیں اور حرام وہی ہے جسے عوامی نمائندگان حرام ٹھہرائیں۔ اچھا وہ ہے جسے یہ اچھا کہیں اور برا وہ ہے جسے یہ برا کہیں۔ قانون وہی ہوگا جسے یہ پسند کریں اور شریعت وہی کہلائے گی جو ان کی منظور کردہ ہو۔ کسی دین، شریعت یا قانون کی اس وقت تک کوئی حیثیت نہ ہوگی جب تک پارلیمنٹ اس کی توثیق نہ کرے۔ یہ ایسا واضح ارتداد ہے جس پر تمام علما کا اتفاق ہے۔

"جب کوئی انسان کسی ایسے حرام کو حلال ٹھہرائے...... یا کسی ایسے حلال کو حرام قرار دے...... یا کسی ایسے شرعی امر کو تبدیل کردے، جن پر اجماع ہو...... تو وہ

بالاتفاقِ فقہا کافر و مرتد قرار پائے گا''۔

لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کا صحیح اور درست نام مجلسِ ارباب ہوگا۔ کیونکہ ایسی مجالس سے تشابہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے یہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبه : ۳۱)

''انہوں نے اپنے علما درویش اور مسیح بن مریم علیہ السلام کو اللہ کے سوا رب بنالیا، حالانکہ انہیں تو اسی بات کا حکم تھا کہ معبودِ واحد کی عبادت کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے''۔

ہائے عجب! کہ گمراہی اپنے ماننے والوں کو کیا کیا رنگ دکھاتی ہے۔ احبار و رہبان کو اس لیے ارباب من دون اللہ کہا گیا کہ اہلِ کتاب ان کی اتباع کرتے تھے باوجود اس کے کہ وہ اللہ کے حلال کردہ کو حرام اور اللہ کے حرام کردہ کو حلال بتلاتے تھے۔ حالانکہ احبار تو ان کے علما تھے اور رہبان تو ان کے عابد و زاہد لوگ تھے اور وہ یہ سب کچھ اللہ کے نام پر کرتے تھے، دین کا سہارا لے کر احکام شریعت کو بدلتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ اللہ کے پسند کردہ احکام ہیں۔ جب اُن کا حکم یہ ہے تو عصرِ حاضر کے اربابِ پارلیمنٹ جن کی غالب اکثریت سیکولر، بے دین ملحدین اور فاسق و فاجر لوگوں پر مشتمل ہے، ان پر کیا حکم لگے گا؟ وہ علما اور درویش تو دین کی محبت جتلاتے تھے جبکہ یہ لوگ تو صراحت کے ساتھ دین سے دشمنی و بیزاری کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ عمل کے اعتبار سے احبار و رہبان اور ارکانِ پارلیمنٹ کا حال ایک سا ہے۔ وہ بھی اپنی مرضی سے حلال و حرام کا فیصلہ کیا کرتے تھے اور یہ بھی اپنی خواہشات اور آرا سے ایسا کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ دین کا نام استعمال کرتے تھے اور یہ صرف رائے، خواہش، جہلِ مرکب سے، بلکہ قصداً دین کی مخالفت اور اس سے تصادم کی بنیاد پر قانون سازی کرتے ہیں۔ اگر آپ عقل و شعور رکھتے ہیں تو بھلا بتلائیے کہ کون سا گروہ زیادہ بڑا مجرم اور قابلِ مذمت ہے؟

عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ التوبہ کی تلاوت فرما رہے تھے، یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

''انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب بنالیا''

سیدنا عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں میں نے کہا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ان کو رب تو نہیں بنایا تھا''۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟...... کیا جب وہ کسی حرام چیز کو تمہارے لیے حلال قرار دیتے تو تم اسے حلال نہ جانتے تھے؟ اور جب وہ اللہ کی حلال کردہ کسی چیز کو تمہارے لیے حرام ٹھہراتے تو تم اسے حرام نہ سمجھتے تھے''؟

میں نے کہا: ''جی ہاں''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی تو ان کی عبادت ہے۔''

اور ممکن ہے کہ وہ علما اور درویش خود کو حلال و حرام کا فیصلہ کرنے والا نہ سمجھتے ہوں البتہ چند چیزوں میں عملاً انہوں نے ایسا کیا ہو۔ لیکن آج کل اہلیانِ پارلیمان تو پوری صراحت و جرأت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں ہر قسم کی قانون سازی کا حق حاصل ہے۔ بلکہ یہ ان کی اولین ذمہ داری ہے۔ جب کوئی شخص منتخب ہو کر ایوان میں داخل ہو گیا تو گویا اسے ربّ کی صفات حاصل ہو گئیں، اس کی رائے مقدّس ٹھہری، فکر کو تقدّس حاصل ہوا۔ اب اسے مکمل آزادی اور تحفظ حاصل ہے کہ اپنی خواہش اور رائے کے مطابق فیصلہ دے اور اپنی مرضی سے کوئی قانون تجویز کرے۔ جب تک وہ پارلیمنٹ کی چھت تلے موجود ہے تب تک اس کا محاسبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ واضح کفر اور صریح شرک ہے، خواہ وہ عملاً کوئی قانون سازی کرے یا نہ کرے۔ جس طرح عملاً خود ساختہ قانون سازی کرنا شرک ہے، اسی طرح اس کا حق اللہ کے سوا کسی دوسرے کو دینا بھی شرک ہے۔ یہ ربوبیت میں شرک کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (الشوریٰ: ۲۱)

''کیا ان کے کوئی شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ (الانعام: ۱۲۱)

''اور جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے اور شیطان اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کرلیں، اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔''

تو اے اسلامی جمہوریت کی دعوت دینے والو! تمہیں کس نے اس باطل کی طرف دعوت دینے کا حق دیا ہے؟ جس چیز کی دعوت تم دیتے ہو وہ دینِ اسلام کے ساتھ کیوں کر مجتمع ہو سکتی ہے؟ دینِ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ رب العزت حرام ٹھہرائے نہ کہ پارلیمان۔ اور دین وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا نہ کہ پارلیمان نے۔ اور سزا کا حقدار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ورزی کرے نہ کہ وہ جو پارلیمان کی حکم عدولی کرے۔ حقیقتاً آپ لوگ یہ دعویٰ تو رکھتے ہیں کہ آپ کی دعوت اسلام کی دعوت ہے اور آپ کا راستہ سیدھا...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ مگر پھر آپ اپنے اس دعوے کو ملیامیٹ کرتے ہوئے لوگوں کو جمہوریت کی طرف بلاتے اور پارلیمنٹ کی طرف لے جاتے ہیں اور پارلیمنٹ کی بالادستی اور تقدّس کے گن گا کر لوگوں کے دلوں میں اس جدید بت کی محبت اور عقیدت راسخ کرتے ہیں۔ آپ کی مثال تو اس عورت کی طرح ہے جو سوت کاتنے کے بعد خود ہی اسے ریزہ ریزہ کردے۔

آپ ایک طرف توحید کی دعوت دیتے ہیں جبکہ دوسری جانب اسی توحید کو منہدم کر رہے ہیں؟ رحمٰن کی شریعت کو نافذ کرنے کی یہ کیسی جدوجہد ہے کہ جس میں عملی طور پر شیطان کی شریعت کو بالادست اور مقدس بنانے کے لیے کوشش کی جاتی ہو؟ پارلیمنٹ کے خود ساختہ قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے اولین خدمت گارانِ جمہوریت بھلا کیوں کر لوگوں کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کا حکم دیتے ہیں؟

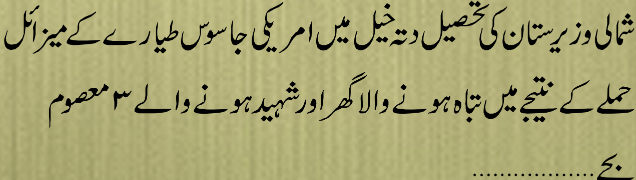
(بقیہ صفحہ ۳۲ پر)





افغان صوبہ قندھار ضلع ارغنداب میں واقع گاؤں تروک کولاچی میں طالبان مجاہدین انتہائی منظّم انداز میں کام کر رہے تھے۔اس گاؤں سے عملیات کی تشکیل کی جاتی اور امریکی فوج کو سخت جانی و مالی نقصانات سے دوچار کیا جاتا۔امریکی فوج نے ۲ بار اس گاؤں کا محاصرہ کیا لیکن ہر بار اُنہیں پسپائی اختیار کرنا پڑی۔آخر ۶/اکتوبر ۲۰۱۰ء کو امریکی فضائیہ کے ذریعے اس گاؤں پر بم باری شروع کی گئی، یہ بم باری ۳۰ گھنٹے تک مسلسل جاری رہی اور اس دوران ۲۲ ٹن بارود اس گاؤں پر برسایا گیا۔جس سے یہ سرسبز و شاداب اور ہنستا بستا گاؤں' کھنڈرات کا منظر پیش کرنے لگا۔تباہی و بربادی تصاویر سے عیاں ہیں لیکن اس سفاکیت اور درندگی کے بعد امریکی فوج کی رپورٹ میں اس وحشیانہ کارروائی کے نتائج کے ضمن میں لکھا گیا "NO CIVICAS" یعنی'' کوئی سویلین ہلاکت نہیں ہوئی''!!!





شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیارے کے میزائل حملے کے نتیجے میں تباہ ہونے والا گھر اور شہید ہونے والے ۳ معصوم بچے..................



مجاہدین کی جانب سے جب فوجی چھاؤنیوں اور خفیہ ایجنسیوں کے ہیڈ کوارٹرز کو نشانہ بنایا جاتا ہے تو ہر جانب سے شور و غوغا، ہاؤ ہائے شروع ہو جاتی ہے اور مختلف ٹی وی چینلز پر بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے افراد واویلا کرتے ہیں کہ'' معصوم بچوں اور عورتوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا''۔کوئی ان سے پوچھے کہ فوجی چھاؤنیوں اور خفیہ ایجنسیوں کے مراکز میں خواتین اور بچوں کا کیا کام......جبکہ دوسری طرف آزاد قبائل میں پاکستانی فوج کی مدد سے ان کے صلیبی آقا میزائل حملوں کے ذریعے شیر خوار بچوں اور خواتین کو شہید کر دیا جاتا ہے۔عامۃ المسلمین کی املاک کو تہہ تیغ کر دیا جاتا ہے لیکن اس موقع پر تمام زبانیں گنگ اور تمام ضمیر مردہ ہو جاتے ہیں!!!





یہ تہذیبی تصادم نہیں صلیبی جنگ ہے۔۔۔

بارودی سرنگ کا نشانہ بننے والی ہ





مجاہدین کا نشانہ بننے والا ہیلی ک

۔۔۔جہنّم کی راہ پر



عمر باقی ہے جو۔۔زخم دھوتے رہو۔۔خود پہ روتے رہو۔۔



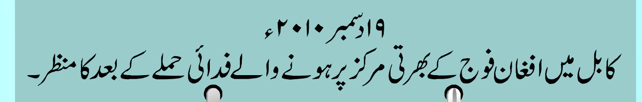
موی گاڑی کی باقیات۔۔۔



صلیبیوں کو دن میں کئی بار ایسے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں
جب بھی ان کا کوئی ساتھی صلیب پر قربان ہوتا ہے تو۔۔۔



کاپٹر شعلوں کی زد میں۔۔۔



۱۹ دسمبر ۲۰۱۰ء
کابل میں افغان فوج کے بھرتی مرکز پر ہونے والے فدائی حملے کے بعد کا منظر۔



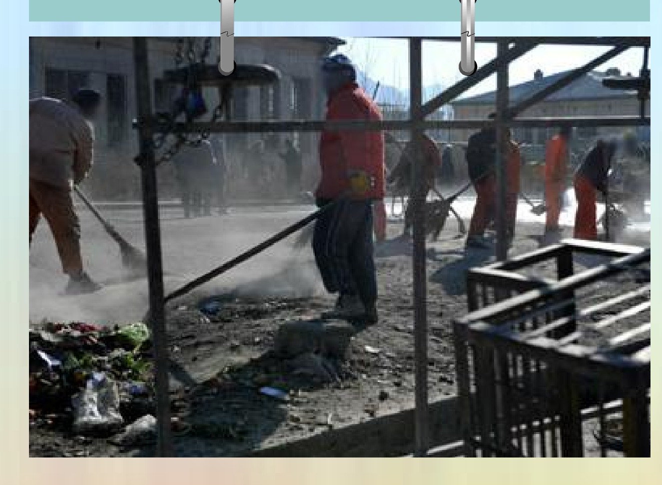
۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء
قندھار میں افغان پولیس وین پر فدائی حملے کے بعد گاڑی کی حالت۔



۲۷ دسمبر ۲۰۱۰ء
قندھار شہر میں افغان پولیس کمانڈر پر فدائی حملے کا مقام



۱۲ جنوری ۲۰۱۱ء
کابل میں نیٹو افواج پر فدائی حملے کے بعد جگہ کی صفائی کی جا رہی ہے۔



16 دسمبر 2010ء تا 15 جنوری 2011ء کے دوران میں افغانستان میں صلیبی افواج کے نقصانات

فدائی حملے:	5 عملیات میں 7 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	147
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	156	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	278
ٹینک، بکتر بند تباہ:	236	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	301
کمین:	108	جاسوس طیارے تباہ:	4
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	75	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	1
مرتد افغان فوجی ہلاک:	621	صلیبی فوجی مردار:	1007
سپلائی لائن پر حملے:	61		

تاریخ کہتی ہے! مجھ سے سبق سیکھو

مولانا محمد آصف

''خدا بھی ہمارے خلاف ہو چکا ہے اور دشمن (طالبان) کی مدد کر رہا ہے۔افغانستان میں پوری عمر بھی لڑتے رہیں تو کچھ حاصل نہیں ہوگا''۔(جنرل جیمز کنوائے)

''ہمیں افغانستان میں جنگ روکنا ہوگی''۔رچرڈ ہالبروک کے آخری الفاظ

''چاہے آسمان کیوں نہ ٹوٹ پڑے ہم ۲۰۱۱ء سے افغانستان سے انخلا شروع کر دیں گے اور ۲۰۱۴ء تک وہاں سے نکل جائیں گے''۔(امریکی نائب صدر جو بائیڈن)

''طالبان کے خلاف فتح کا دعویٰ نہیں کر سکتے''۔امریکی وزیر دفاع

''افغانستان میں فتح کے لیے ۲۰۰ سال درکار ہیں''۔امریکی جریدہ

جب یہ بیانات دیے جا رہے تھے اس وقت تاریخ ایک طرف کھڑی مسکرا رہی تھی کہ کاش دنیا کا اکلوتا شہنشاہ، عالم پناہ فرعون کی طرح ''انا ربکم الاعلیٰ'' (میں ہی تمہارا بڑا خدا ہوں) کا دعویٰ کرنے والا کبھی تو مجھ سے سبق سیکھ لیتا۔اس نے ویت نام میں فوج بھیجی اور ۲۷ جنوری ۱۹۷۳ء کو ان الفاظ میں شکستِ فاش تسلیم کرنا پڑی جو اس وقت تمہارے صدر نکسن نے کہے تھے ''فوج کو شکست دی جا سکتی ہے لیکن عوام کو نہیں''۔وہاں حملہ کر کے تم نے شہر، چھاؤنیاں، ایئر پورٹ، ریلوے اسٹیشن تو فتح کر لیے لیکن عوام کو فتح نہ کر سکے۔جس کی وجہ سے ۶۰ ہزار امریکی فوجی مارے گئے۔۳ لاکھ زخمی ہوئے، ایک لاکھ لاپتہ ہوئے، ۷ لاکھ نفسیاتی مریض بن گئے اور ایک لاکھ نے خودکشی کی۔

تاریخ کہتی ہے میں سمجھی تھی کہ تم آئندہ ایسی غلطی نہ کرو گے، بلکہ اپنی اور دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھو گے، لیکن ۹/۱۱ کے بعد جب تم افغانستان پر حملہ کے لیے پر تول رہے تھے اس وقت روسی جنرل، جس نے روسی فوجوں کے افغانستان سے انخلا پر یہ کہا تھا کہ ''ہم نے افغانستان میں فوجیں بھیج کر بہت غلطی کی''، نے بھی تمہیں مشورہ دیا کہ ہماری غلطی نہ دھراؤ، لیکن تم نہ مانے۔

تم اس لیے نہیں مانے تھے کہ یہ کمزور، نہتے تھے اور انھوں نے کل روس جیسی سپر پاور، جس سے تم بھی ڈرتے تھے، کو شکست دی۔اب تمہیں روس کا قائم مقام سمجھ کر دوبارہ سب مسلمانانِ افغانستان میدانِ کارزار میں کود پڑے۔تم جھارا پہلوان کی طرح آدھی دنیا کو ساتھ لے کر دوڑے چلے آئے اور انھوں نے بھی میدان تمہارے لیے خالی کر دیا۔تم سمجھے کہ ہم میدان میں جیت گئے، لیکن یہ قوم بقول آسٹریلوی انٹیلی جنس آفیسر (جو یہاں حکومت کی طرف سے مطالعہ کرنے آیا تھا کہ ہمیں شکست کیوں ہو رہی ہے) ''یہ جنگ کے لیے ہی پیدا ہوئے ہیں اس لیے یہاں تعمیری کام ہی شروع کرنا چاہیے نہ کہ جنگ''۔ان کا ریورس گیئر تمہیں کتنا مہنگا پڑا، دیکھ لیجیے۔

۲۰۱۰ء ہلاکت خیز سال رہا۔اس سال طالبان نے (تمہاری رپورٹوں کے مطابق) ۱۴۹۳ امریکیوں کا شکار کیا۔اس سے اندازہ کریں کہ گزشتہ سالوں میں کیا درگت بنی ہوگی۔ایک لاکھ ۴۴ ہزار ۵۳۴ سپاہی نفسیاتی امراض میں مبتلا ہوئے، ہر ۳۶ گھنٹے بعد ایک فوجی خودکشی کر لیتا ہے۔

۲۰۰۹ء کے دوران ۴۵ ہزار مالیاتی ادارے دیوالیہ ہو چکے اور آج کی تازہ اطلاع کے مطابق ۶ مزید بینک بند کر دیے گئے۔اس طرح ناکام بینکوں کی تعداد ۳۲۲ ہو گئی ہے۔تمہارے ملک کے بینک کنسلٹینٹ کے مطابق مستقبل قریب میں ۵۰۰ بینک بند ہونے کا امکان ہے۔آج کی اطلاع کے مطابق اس سال کرسمس کے موقع پر ۸ کروڑ امریکیوں نے خیراتی کھانا کھا کر کرسمس منایا، جبکہ جس ملک میں تم ۱۰ سال سے دندناتے پھر رہے ہو وہاں تو کوئی آدمی خیراتی کھانا کھا کر عید نہیں مناتا۔

تمہاری ٹیکنالوجی کا حال یہ ہے کہ تم نے دیسی ساختہ بم ناکارہ بنانے پر ۱۵ ارب ڈالر پھونک ڈالے۔سالانہ بجٹ ان بموں کے لیے ۴ ارب ڈالر ہے، ۳ ہزار ملازمین ہیں۔صرف اتنا ہی نہیں شہد کی مکھیوں کو بم ڈھونڈنے کی تربیت پر بھی کام جاری ہے۔یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی تمہاری فوج ان دیسی بموں کے سامنے بے بس ہے۔

تم نے جنگی کامیابی دکھانے کے لیے عام افراد کو قید میں رکھنے کی رسم چلائی، جس کی تازہ مثال ڈاکٹر عافیہ ہے۔یہی نہیں، بلکہ پوری دنیا میں منشیات پھیلانے والے بھی تم ہو۔بقول روسی حکام ''منشیات سپلائی میں امریکہ اور نیٹو ملوث ہیں''۔صرف یہی نہیں بلکہ تمہارے آنے سے افغانستان میں ہیروئن کی پیداوار میں ۴۴ گنا اضافہ ہوا اور تم اسمگلنگ کے نیٹ ورک سے ۷۰ ملین ڈالر حاصل کرتے ہو۔روسی جریدے ماسکو ٹائمز کے مطابق امریکہ میں ہیروئن استعمال کرنے والوں کی تعداد ۸ لاکھ، برطانیہ میں ۲ سے ۳ لاکھ اور روس میں ۲۵ سے ۳۰ لاکھ ہے۔روسی حکام کے مطابق اس نیٹ ورک کی سرپرستی امریکی اور نیٹو ممالک کر رہے ہیں۔اس کے برخلاف وہی جن کو تم بنیاد پرستی کا طعنہ دیتے ہو، جب بوریا نشین امیر المومنین کے صرف ایک حکم کے نتیجے میں ہیروئن کی پیداوار اتنی کم ہو گئی کہ اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل اسے سراہنے پر مجبور ہوا۔لیکن آج یہ ادارہ اور اس کا سیکرٹری کہاں ہے؟ آج آدھی دنیا کی افواج کے موجود ہونے کے باوجود انسانیت کے لیے زہر سازی میں ۴۴ فیصد اضافہ ہوا ہے۔آج انسانیت دوست این جی اوز کہاں ہیں؟ کل انھوں نے صدیوں پرانے بت گرانے چاہے تو پوری دنیا کی حکومتیں اور این جی اوز چیخ پڑیں کہ انہیں کچھ نہ کہو، ہم اتنا، اتنا پیسہ دیتے ہیں لیکن جب ہیروئن کی پیداوار عملاً پورے افغانستان سے ختم ہو گئی تو وہاں کے بھوکے پیاسے جنگ زدہ لوگوں کو کیا ملا؟ وہ لوگ تو پوری دنیا سے ظلم کا نظام ختم کر کے عدل کا نظام لانا چاہتے تھے۔بتوں کے پجاریوں کو ایک خالق کا پجاری بنانے والے تھے۔ان کو تم نے تہس نہس کرنے کی پوری کوشش کی۔ان سے حکومت چھین لی، کیا عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات یہی ہیں؟

کیا جنگیں بداخلاقی سے جیتی جاتی ہیں؟ تمہارے اخلاق کا حال یہ ہے کہ اسی سال مرجہ آپریشن میں گھروں کی تلاشی کے دوران تم نے نوجوانوں کو قتل کرنا شروع کیا تو ایک بوڑھی عورت نے تمہارے کتنے فوجی مارے؟ یہ واقعہ ریکارڈ پر ہے اور یہ بھی کہ ۶۰ ہزار آبادی

والے اس شہر پر حملہ کے لیے تم نے ۶۰ ہزار امریکی و برطانوی فوجیوں کے علاوہ ۴۵۰۰ مقامی فوجی ہمراہ لیے۔تمہارا منصوبہ یہاں سے فتح حاصل کرکے لشکر گاہ، قندھار اور اسپین بولدک کا فاتح بننے کا تھا۔لیکن یہ کیا ہوا کہ یہیں تمہاری تباہ شدہ گاڑیوں کی تعداد ۱۴۱، بکتر بند اور ٹینک ۳۴۲، ٹرک اور آئل ٹینکر ۵۱، ہیلی کاپٹر اور طیارے ۷، جاسوس طیارے ۵، گورے فوجی ۲ ہزار ۲۶۸ اور افغانی فوجی ۷۶۴ مارے گئے۔اسی شہر میں ایک بوڑھی عورت نے جس کے بے گناہ بیٹے کو تم نے مارا تھا، تمہارے درجن بھر فوجی صرف ایک کلاشن کوف سے اڑا دیے۔تمہارے نیوز چینل فاکس نیوز کے مطابق زیر تربیت ۳ لاکھ افغان پولیس میں سے ۲ لاکھ غائب ہو گئے اور جاتے ہوئے بھاری اسلحہ، قیمتی گاڑیاں اور حساس آلات بھی لے گئے۔یہ کیوں ہوا؟ اس کی وجہ صرف تمہاری بداخلاقی اور آسمانی تعلیمات سے دوری، دوسروں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک، تعصب اور گوری چمڑی والوں کے علاوہ دوسروں کو غلام سمجھنا ہے۔

دوسری طرف کے اخلاق دیکھئے، حالتِ جنگ میں جب ریڈلی آتی ہے اور وہ قوم جس کو تمہارے حکمران بے وقوف، جاہل، انسانیت دشمن، عورتوں کے حقوق سے نابلد کہتے نہ تھکتے تھے وہ آکر عملاً دیکھتی ہے کہ ہمارے حکمران جھوٹ بولتے ہیں۔حقائق کچھ اور ہیں اور آج وہ حقائق کو تسلیم کرکے تمہارے مذہب اور تہذیب سے دور ہو چکی ہے۔اسی طرح سارجنٹ بوبرگ ڈاھی جو جون ۲۰۰۹ء میں گم ہو گیا تھا اس کے بارے میں امریکی جریدے اڈاہو اسٹیٹ جرنل نے دعویٰ کیا کہ وہ طالبان کے اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا ہے اور اپنے ملک اور قوم کے پاس واپس نہیں جانا چاہتا، بلکہ انہیں کے ساتھ رہ کر زندگی گزارنے پر خوش ہے۔حالانکہ تمہاری قید میں ڈاکٹر عافیہ اور اس جیسے ہزاروں قیدیوں میں سے ایک بھی تمہارے مذہب اور تہذیب کو اپنانے کو تیار نہیں۔

تاریخ کہتی ہے کاش! تم ان حالات وواقعات سے سبق سیکھ لو اور آئندہ یہ غلطی کسی کو کمزور سمجھ کر نہ کرنا ورنہ تمہارے جرنل تک یہی کہتے پھریں گے کہ "خدا بھی ہمارے خلاف ہو گیا ہے"۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: جمہوریت ایک دین جدید

عصر حاضر کے صنم اکبر کو تعمیر کرکے اور اپنی جماعتوں کے افراد کو اس جمہوری بت کدے میں بٹھا کر آپ اپنے اسلاف کی مانند بت شکنی کس طرح کر سکتے ہیں؟ اور کس طرح آپ دعوت الی القرآن کا دعوی کرتے ہیں جو طاغوت سے کفر اور ایک اللہ پر ایمان کا حکم دیتا ہے جبکہ، آپ اسی طاغوت پر ایمان لانے اور اس کے علمبرداروں کی تعظیم کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

"یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ"(الصف:۳۔۲)

"اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے۔کتنا ناپسندیدہ ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم عمل نہیں کرتے"۔

اسی طرح فرمایا:

"أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ"(البقرة:۴۴)

"بھلا تم لوگوں کو تو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، سو تم عقل کیوں نہیں کرتے"

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَاداً لِّي مِن دُونِ اللّهِ وَلَـكِن كُونُواْ رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَO وَلاَ يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُواْ الْمَلاَئِكَةَ وَالنِّبِيِّيْنَ أَرْبَاباً أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ(آل عمران: ۸۰۔۷۹)

"کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ اللہ تو اُسے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ یہ کہ تم ربانی ہو جاؤ کیونکہ تم کتاب پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو۔اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو رب بنالو۔بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اُسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کو کہے"۔

اس سارے معاملے کو سمجھنا کوئی مشکل کام نہیں، اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی تلبیس اور دھوکہ دہی کی کوئی گنجائش ہے۔اگر جمہوریت جیسی فضول چیزوں کے ذریعے اور فقط نعرے لگانے سے اسلام کا قیام ممکن ہوتا تو پھر انبیاء ورسل علیہم السلام کو اپنی جان جوکھوں میں نہ ڈالنی پڑتی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ(الانعام:۳۴)

"اور تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے جاتے رہے، تو وہ تکذیب اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آپہنچی، اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بھی بدلنے والا نہیں اور تم کو پیغمبروں کی خبریں پہنچ چکی ہیں"۔

ہمارے رب کی کتاب حکیم تو ہمیں یہ کہتی ہے کہ:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ(الانعام:۱۲۱)

"اور جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے اور شیاطین اپنے رفیقوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو یقیناً تم بھی مشرک ہو جاؤ گے"۔

اس کے برعکس جمہوریت کا مطالبہ ہے کہ پارلیمنٹ سے منظور شدہ قوانین کی بالا دستی قبول کرو، ان کی اطاعت کرو اور انہیں مقدس ومحترم جانو۔اگر ایسا کرو گے تو تم پر کوئی ملامت یا مواخذہ نہیں بلکہ یہی عین مصلحت ہوگی۔گویا پارلیمنٹ کی کامل اطاعت کریں گے تو دین جمہوریت کے مطابق آپ موحدین میں شمار ہو جائیں گے۔(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

صلیبی جنگ کا فکری سپہ سالار! پوپ بینی ڈکٹ

رب نواز فاروقی

دس جنوری ۲۰۱۱ء کو عیسوی سال نو کی روایتی تقریب میں ۱۱۹ ممالک کے سفیروں کے سامنے پوپ بینی ڈکٹ نے ہذیانی کیفیت میں کہا ''پاکستان کے حکمران ہمت کریں، آگے بڑھیں اور ناموس رسالت کے قانون کو ختم کر کے آسیہ کو فوراً رہا کریں، سلمان تاثیر کے قتل کے بعد ایسا کرنا اور بھی ضروری ہو گیا ہے''۔

یہ الفاظ ہیں سولہویں پاپائے روم کے، جس کا اصل نام جوزف رتزنگر ہے اور وہ جرمنی کا شہری ہے۔ یہ ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوا اور ۲۰۰۵ء میں پاپائے اعظم بنا۔ یہ اٹلی کے دارالحکومت روم میں ۴۴ء۳ مربع کلومیٹر کی ایک چھوٹی سی ریاست 'ویٹی کن' کا سربراہ ہے جو کہ ۱۹۲۹ء میں معاہدہ لیٹرن کے نتیجے میں قائم ہوئی۔ پوپ عیسائی کیتھولک فرقے سے وابستہ ایک ارب پانچ کروڑ عیسائیوں کا روحانی پیشوا ہے۔ سیاسی پیشوا تو اُن کے اپنے اپنے ممالک کے سربراہ ہی ہیں۔ کیتھولک فرقے کے عیسائی پوپ کو خداوند یسوع (نعوذ باللہ) کا نائب اور ویٹی کن کو حکومت الٰہیہ کا تخت ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اصل روم تو دورِ نبوت کے معاً بعد ہی تاجدار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ٹھوکر سے ختم ہو گیا اور یوں غزوہ احزاب کے موقع پر دی گئی بشارت نبوی پوری ہوئی لیکن عیسائیوں نے اپنی تاریخی یادگار کو اٹلی کے ایک شہر کا نام روم رکھ کر قائم رکھنے کی کوشش کی۔ قدیم روم ہی کے عیسائی علاقوں سے گذشتہ تمام صلیبی جنگوں میں بارہ سال کے بچے سے لے کر ستر سال کے بوڑھے تک 'غلبہ صلیب' کے جذبے سے سرشار صلیبیوں کو بھیجا جاتا رہا۔ گذشتہ صلیبی جنگ بھی تاریخ میں صلیبی شکست کے نام سے یاد کی جاتی ہیں اور موجودہ صلیبی جنگ بھی اسی نام سے جانی جائے گی (ان شاء اللہ)۔

پوپ کے اس بیان میں قابل غور بات یہ ہے کہ ہزاروں میل دور بیٹھا صلیبی پیشوا ملعونہ آسیہ کا درد کیوں محسوس کر رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ملعونہ نے پوپ کے اہانتِ رسول کے ایجنڈے کو آگے بڑھایا اور یہی قدر مشترک ہے پوپ اور ملعونہ میں۔

پوپ نے ۱۲ ستمبر ۲۰۰۶ء کو ایک یونی ورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے اسلام کے تصور جہاد کو نشانہ بنایا تھا اور اسلام کو جبر کا دین قرار دیا تھا اور ایک بازنطینی بادشاہ کا ایک قول دہرایا تھا جس میں حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی گئی تھی۔ قلم ان الفاظ کو لکھنے سے قاصر ہے' حوالے کے لیے اس دن کے اخبارات انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ یہ عجیب وغریب مماثلت ہے کہ بش نے بھی ستمبر ۲۰۰۱ء میں کروسیڈ (صلیبی جنگ) شروع کرنے کا اعلان کیا تھا اور صلیبیوں کے روحانی پیشوا پوپ نے بھی ستمبر ۲۰۰۶ میں رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کو اپنی دریدہ دہنی کا نشانہ بنا کر صلیبی جنگ کو ایندھن فراہم کرنے کی کوشش کی جو کہ حقیقتِ برق بن کر اہل صلیب پر گری۔

حقیقت یہ ہے کہ صلیبی ٹولہ ہر روز ٹوٹتی صلیب کا نظارہ کرتے ہوئے اور اپنے مُہروں اور پیادوں کو پٹتا دیکھ کر ایسا باؤلا ہو چکا ہے کہ ہذیانی کیفیت میں ہفوات بکتا رہتا ہے۔ اس کی عقل پر ماتم کرنا وقت کا ضیاع معلوم ہوتا ہے، عراق اور افغانستان سے روزانہ ان کے فوجیوں کے تابوت روانہ ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ممتاز قادری کے ذریعے اُن کے مُہرے کو گرا کر ان کی سازشوں کو تارِ عنکبوت کر دکھایا ہے۔ آئے روز صلیبی ایوانوں میں شامِ غریباں بپا ہوتی ہے۔ ویٹی کن میں پوپ، وائٹ ہاؤس میں اوباما اور پینٹا گون کے جرنیل ہر روز اپنی محرومیوں کی صلیب پر چڑھتے ہیں۔ دنیا بھر کے گرجوں میں ماتمی دھنیں اور غم و افسوس کے گھنٹے بج رہے ہیں، سارا عالم صلیب اپنی شکست پر پریشان ہے اور اب یہ خوف میں مبتلا ہو کر کبھی قرآن کریم کی توہین کرتے ہیں اور کبھی صاحبِ قرآن علیہ السلام کی گستاخی کی جسارت کرتے ہیں۔ پہلی صلیبی جنگوں میں بھی پوپ اربن دوم نے ایسی ہی گستاخانہ بیانات کے ذریعے صلیبی جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کی تھی اور بدترین شکست اس کے مقدر میں آئی اور اب موجودہ پوپ اور اس کے حواری بھی ایسی حرکات سے صلیبی شکست کو فتح میں تبدیل کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں لیکن خود خالقِ کائنات کا اعلان ہے کہ لیظھرہ علی الدین کلہ ''کہ میں اسے تمام ادیان پر غالب کر دوں''۔ یہ تو امت محمدیہ کا مقصد بعثت ہے اور یہ تمام حرکتیں 'اڑتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے' کا عنوان بن جاتیں ہیں۔

بچوں اور ننوں سے جنسی زیادتی کے مرتکب پادریوں کے پاپائے اعظم (جس کا اپنا بھائی بھی اس قبیح فعل میں ملوث ہے) نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے مہتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریدہ دہنی کرنے والی ملعونہ کی وکالت کی اور وہ وکالت کیوں نہ کرے کہ وہ خود بھی شاتم رسول ہے۔ کائنات کے محسن کے بارے میں کائنات کے خس وخاشاک کی بدزبانی کی کیا حیثیت ہے جب کہ خود اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان شانئک ھو الابتر ''یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہی جڑ کٹا ہے''۔

افسوس ناک امر تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے صحافیوں، کالم نگاروں ور مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے عہدے داروں نے بہت لکھنوی اندازِ تخاطب اپناتے ہوئے پوپ کے بیان کی آپ، جناب کرتے ہوئے مذمت کی ہے۔ تین صدیوں سے غلامی میں رہنے والے کیا جانیں کہ مسلمان اور اسلام کی عزت کیا ہوتی ہے اور کافر سے بدترین مخلوق تو دنیا بھر میں نہیں کہ خود مالکِ ارض وسما کہہ رہے ہیں ان شرالدواب عنداللہ الذین کفروا ''بے شک بدترین مخلوق اللہ کے ہاں وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں''۔ اکثر نے یہ کہا ہے کہ ''پوپ اپنے مقدس منصب کا خیال کریں''۔

(بقیہ صفحہ ۴۳ پر)

بتاؤ کس کا ساتھ دو گے

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

گیس کی لوڈ شیڈنگ سے دہشت گردی بڑھ رہی ہے۔ امریکہ کو شاید یہ خبر نہ ہوئی ورنہ گیس فراواں کر دی جاتی۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ گھریلو صارفین کے لیے گیس بیشتر علاقوں میں دن کے اوقات میں موجود نہیں ہوتی یا چولہے ٹمٹمار ہے ہوتے ہیں، البتہ رات گئے دبے پاؤں آن موجود ہوتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ لوگ سحر خیز ہو رہے ہیں۔ تہجد گزار بن رہے ہیں۔ خواتین رات گئے اٹھ کر کھانا پکاتی ہیں۔ لہٰذا تہجد، نماز فجر اور لگے ہاتھوں چھوٹے دنوں کا فائدہ اٹھاتے لوگ روزہ بھی رکھنے لگ گئے ہیں یہ تینوں افعال دہشت گردی کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ تفنن برطرف اب انٹرویو میں بھی نوجوانوں سے پوچھا جاتا ہے" کہیں آپ نماز تو نہیں پڑھتے؟ مسجد جاتے ہیں؟" داڑھی تو شارٹ لسٹنگ کی زد میں آتی ہی ہے۔ یقین نہ آئے تو حالیہ واقعات میں یہ جملے پڑھ سن لیجیے۔ داڑھی کے باوجود ممتاز قادری کو سیکورٹی پر مامور کر رکھا تھا؟ یا یہ کہ زرداری صاحب کی سیکورٹی سے داڑھی، نماز والے فارغ کیے جا رہے ہیں، اس سے بھی تسلی نہ ہوئی تو زرداری صاحب کرزئی والی امریکی سیکورٹی مانگنے امریکہ چلے گئے حالانکہ سیکورٹی کے مالک کی پہچان ہو جائے تو افراد اور قوموں کے دلدر دور ہو جاتے ہیں۔

حالیہ واقعات تو سیکورٹی ایشو پر خود ایک تبصرہ ہیں۔ بے نظیر کی سیکورٹی، گورنر پنجاب کی سیکورٹی، تمام بڑوں کی سیکورٹی پر قوم کا بے حساب اٹھتا، لٹتا پیسہ ایک طرف اور دوسری طرف لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجیے... سیدنا عمرؓ تا ملا عمر بھی ایک منظر دکھائی دیتا ہے۔ تازہ کر لینے میں حرج نہیں۔" ایران میں فتوحات جاری وساری ہیں، ہرمزان، ایرانی سپر پاور کی طاقت کا مظہر سپہ سالار ہتھیار ڈال چکا ہے اس کی شان وشوکت، قوت... آج کے پیٹریاس سے کچھ بھی کم نہیں۔ سونا چاندی، ہیرے جواہرات سے مرصع تاج وتلوار، پوشاک اس پر مستزاد ہے!

سیدنا عمرؓ سے ملاقات کے لیے گرفتار کر کے مدینہ لایا جا رہا ہے (اس شرط پر ہتھیار ڈالے تھے کہ مدینہ سلامت لے کر جائیں گے بہر ملاقات!) ایرانی سمجھتے تھے کہ جس شخص سے دنیا لرزتی ہے نجانے وہ کیسی شان وشوکت رکھتا ہوگا۔ اس کا دربار کس شان کا مظہر ہوگا۔ مدینہ لا کر اسے مسجد نبویؐ میں بٹھا دیا جاتا ہے ہرمزان انتظار میں ہے کہ عمرؓ کب تشریف لاتے ہیں۔ لوگ ان کی سادگی کی کتنی ہی بات کیوں نہ کریں، آخر ایک وسیع وعریض سلطنت کا مالک/ والی کچھ نہ کچھ شان تو رکھتا ہی ہوگا۔ وہیں صحن مسجد میں فرش خاک پر ایک شخص سر کے نیچے چوغہ رکھے سو رہا تھا۔ لوگ گرد و پیش خاموش بیٹھے تھے۔

احنف بن قیس (جو ہرمزان کو لے کر آئے تھے) نے کانا پھوسی کرنے والوں کو یہ کہہ کر روکا کہ امیر المومنین حفظہ اللہ کی نیند میں حرج ہوگا تو ہرمزان چونک اٹھا۔ سراپا انتظار تھا لہٰذا پوچھا عمرؓ کہاں ہیں۔ احنف بن قیس نے خاک نشین سوئے ہوئے کی طرف اشارہ کیا تو شدت حیرت سے (Out of Shock) ہرمزان نے سر جھکا لیا۔

دیر تک یونہی سُن بیٹھا رہا پھر کہنے لگا۔ اس شخص کو پیغمبر ہونا چاہیے۔ اس کا عمل پیغمبروں جیسا ضرور ہے، حکمرانوں کی نگاہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جمی ہوئی ہے۔ اس چشمہ فیض سے سیراب ہوتی ہے تو دنیا ساتویں صدی میں سیدنا عمرؓ ابن خطاب کو حیرت زدہ دیکھتی رہ جاتی ہے اور اکیسویں صدی میں دنیا ملا عمر کا معجزہ دیکھتی ہے۔ ہم امریکہ کی گود میں بیٹھے غیر محفوظ ہیں اور وہ ۴۱ ممالک بر سر زمین کیخلاف (اصلاً دنیا کے ۹۰ ممالک کے اتحاد) محفوظ و مامون معجزہ رقم کر رہے ہیں۔ میڈیا گنگ ہو جاتا ہے دانشوروں کو چپ سی لگ جاتی ہے۔ عقل جواب دے جاتی ہے کہ امریکہ اور دیگر چھوٹے بڑے فرعونوں کا اکٹھ اپنی زمینی آسمانی میزائیلی، سیٹلائٹی ساری قوتیں صرف کر کے بھی ملا عمر پر ہاتھ ڈالنے سے قاصر اور خود ہتھیار ڈالنے کے قریب ہیں (ہرمزان کی طرح!)۔ یہ وہ حکمران ہیں جو عوام کو سیکورٹی، تحفظ، امن فراہم کرتے تھے۔ راتوں کو سیدنا عمرؓ مدینہ کی گلیوں میں بغرض پہرہ داری پھرتے تھے۔ ہمارے یہاں عوام حکمرانوں کو سکیورٹی دیتے ہلکان ہو گئے۔ عوام کی اپنی سکیورٹی، تحفظ کا یہ عالم ہر جگہ بالعموم اور کراچی میں بالخصوص ہر کوئی جان ہتھیلی پر لیے پھرتا ہے۔ نہیں معلوم کہاں سے سنسناتی گولی آئے گی اور بھیجا چاٹ جائے گی۔ وہاں سونا اچھالتے، ملک کے طول وعرض میں نکل جایئے ایک اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔

یہی حال ملا عمر کے افغانستان کا تھا کہ منی چینجر زمین پر چادر بچھا کر اس پر نوٹوں کے ڈھیر لگائے بیٹھے ہوتے۔ اسی دوران نماز کا وقت آ جاتا تو نہ صرف کھلی دکانیں چھوڑ کر صد فی صد لوگ نماز کے لیے مسجد چلے جاتے بلکہ یہ نوٹوں کے ڈھیر بھی ایک چادر تلے جوں کے توں چھوڑ دیے جاتے۔ (ہم پیاز، آلو کا ڈھیر یوں چھوڑ کر جانے کا اندیشہ مول نہیں لے سکتے) راتوں کو طالبان افسروں کے پہرے تلے رعایا بے خوف سوتی تھی!

تحفظ اور سکیورٹی کا منبع جہاں خوف خدا، اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہاں صدی خواہ ساتویں ہو یا اکیسویں، بیسویں، نتائج یکساں ہیں۔ یہ امن تو امریکہ بھی اپنے باشندوں کو دینے سے قاصر ہے جہاں دنیاوی ترقی کے حسین پردوں کے پیچھے جرائم کی شرح بھیانک ہے۔ ہر گلی کی نکڑ پر پولیس کی گاڑی الرٹ کھڑی ہے۔ بعض مقامات پر پولیس خود عوام سے یہ کہتی ہے کہ اپنے تحفظ کے لیے نوٹ جیب میں حاضر باش رکھو۔ لوٹنے والے کی مزاحمت نہ کرو ورنہ مارے جاؤ گے!

ملا عمر نے مثالی نفاذ قانون (شریعت) کے ذریعے جدید دور کا مثالی امن قائم کر کے دکھایا جس کی نظیر جدید دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ افغانستان پر مہارت کا زعم رکھنے والے، کتابیں لکھنے والے سیکولر دانشور وہ ہیں جنہوں نے طالبان دور میں کبھی وہاں قدم رکھ کر حالات کو سر کی آنکھوں سے دیکھنے کی زحمت نہ اٹھائی۔ (صفحہ ۳۷ پر)

ممتاز قادری کا عمل، راہِ عمل دِکھا رہا ہے

سلسبیل مجاہد

تاریخ اپنا آپ دہراتی ہے! بصیرت والوں کی عبرت کے لیے بہت کچھ ہوتا ہے اور اندھے، گمراہ لوگ مزید بہک جاتے ہیں!

ابولہب کے نام سے کون واقف نہیں! جس نے سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑ رکھی تھی۔ ذوالمجاز کے بازاروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہتے ''لوگو، کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، فلاح پا جاؤ گے''، تو ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کر رہا ہوتا اور لوگوں سے برابر کہتا ''لوگو یہ جھوٹا ہے، اپنے آبائی دین سے پھر گیا ہے'' پھر اسی بولہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے لیے تم سے ملنا حرام ہے اگر تم دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا عتیبہ نے نا صرف طلاق دی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ کیا۔ مجسم رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے لب حرکت میں آئے ''اے میرے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط کر دے'' پھر ایسا ہی ہوا۔ ابولہب اپنے بیٹے عتیبہ کے ساتھ شام کے سفر پر تھا، بیاباں میں قافلے کا قیام ہوا۔ ابولہب، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے خائف تھا، بیٹے کی حفاظت کا خوب انتظام کیا مگر رات کو ایک شیر آیا اور بدبخت، توہین رسالت کے مرتکب عتیبہ کو پھاڑ کھایا۔ اسے خدا کے غضب سے کوئی نہ بچا سکا۔ خود ابولہب کا انجام بد بھی ''تاریخ حرمت رسول'' کا حصّہ ہے۔ اس نے ایک موقع پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ''تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں'' جواب آسمان والے نے دیا۔ پوری سورت نازل کی، سورۃ لہب...... ابولہب اور اس کی بیوی کی حرکات کا سخت نوٹس لیا اور فرمایا ''ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ، اس کا مال و منال اس کے کچھ کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کی بیوی بھی جو لگائی بجھائی کرنے والی تھی، اس کی گردن میں مونج کی رسی ہوگی'' ابولہب کے ہاتھ ٹوٹے، یعنی وہ اپنے مقصد میں قطعاً ناکام ٹھہرا۔ کفر و اسلام کے پہلے معرکے، غزوۂ بدر میں اس کے کئی نامور ساتھی جہنم رسید ہوئے تو زمین پر گر گیا، سات دن کے اندر اندر عدسہ (PustuleMalignant) نامی بیماری سے مر گیا۔ گھر والوں نے باہر پھینک دیا۔ لاش تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہی۔ اتنے بڑے سردار کی لاش کو اجرتی حبشیوں نے دھکے دے دے کر ایک گڑھے میں پھینکا۔ یہ شاتم رسول کی سزا تھی جو رب العالمین کی طرف سے تھی۔ ساری سیکورٹی ناکام ہوگئی اور و رفعنا لک ذکرک کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

تاریخ نے پھر اپنے آپ کو دہرایا۔ جب بدبخت گز گز بھر کی ناپاک زبانیں نکالے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی حمایت و معاونت کا علم بلند کرتا رہا، سرِعام ناموس رسالت کی بے حرمتی کرنے والوں کی عزت و تکریم کا اعلان کرتا تھا، جس کو شریعت نے واجب القتل قرار دیا ہے اس کو بے گناہ و مظلوم ثابت کرنے پر تُلا بیٹھا تھا تو بھول گیا اپنی گمراہی میں کہ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین فرماتا ہے کہ ''یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ"۔(الممتحنۃ : ۱) ''اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو''۔

سلمان تاثیر تو اس بات کو فخر یہ بیان کرتا رہا کہ اس نے ناموس رسالت کی ملزمہ کو بغیر ضمانت کے جیل سے نکالا اور اپنے غیر ملکی آقاؤں کی دلجوئی کے لیے اس کی مدد کی غرض سے بیوی اور بیٹی سمیت اس کی عزت افزائی کے لیے گیا۔ وہ برملا کہتا رہا کہ وہ گورنر ہاؤس میں محفوظ ہے۔ اس کی سیکورٹی مضبوط ہے، کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ سیکورٹی گارڈز کے ہجوم میں، بلٹ پروف گاڑیوں اور کالے شیشوں والی گاڑیوں میں بیٹھے شاتم رسول تک رسائی ناممکن بنا دی گئی تھی۔ حفاظتی انتظامات ناقص تھے نہ کوئی کسر باقی تھی! لیکن قانونِ الٰہی حرکت میں آ چکا تھا۔ آسمانوں میں سزا سنا دی گئی تھی اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے فرد کا انتخاب بھی ہو چکا تھا۔ جن دلوں میں ایمان کی شمع روشن ہو وہ کیسے گوارا کر لیں کہ گستاخان رسول کے حمایتی دندناتے پھرتے رہیں اور عاشقان رسول تڑپتے ہی رہ جائیں کہ کب عدالتیں شاتم رسول کو سزائیں سنا کر ان پر عمل درآمد بھی کریں گی۔ معاملہ انتظار کا نہیں بلکہ ایمان کا تھا! یوم آخرت قانون پاکستان کی پاسداری جاں بخشی نہیں کرا سکتی تھی بلکہ اللہ کے قانون کے تحت اپنے دل و عمل کو لبیک کہنا باعث نجات ہوگا اور اگر حکومتِ وقت اس امر عظیم کو انجام دینے کے لیے تیار نہیں ہے تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ طاقت بشری کے مطابق کوشش کر کے اللہ کی زمین کو شاتم رسول سے پاک و صاف کر دے کیونکہ یہ اظہار دین خداوندی کی تکمیل اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہے، جب تک زمین سے شاتم رسول کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک مکمل دین اللہ کے لیے نہیں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

"وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ"

(الانفال: ۳۹)

''اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے، اور دین اللہ تعالیٰ کا ہو جائے''۔

سلمان تاثیر جیسے شخص کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا۔ قتل کے بعد اظہار یکجہتی کرنے والے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس شخص نے بار ہا کتاب و سنت کے فیصلوں کا مذاق اڑایا تھا، اس کا بیٹا اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ میرا ابا سور کا گوشت حلال سمجھ کر کھاتا ہے، اس کی بیٹی کہتی ہے کہ میرا ابا پ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے خلاف ہے۔ جو شخص مسلمان کا نکاح مشرکہ عورت سے جائز سمجھتا ہو بلکہ اس پر عمل بھی کرتا ہو، شرعی قوانین کو کالا قرار دیتا ہو، اس کی حمایت چہ معنی! سورۃ لہب کا درس یہی ہے کہ تعلّق اور حمایت ایمان کی بنیاد پر ہے۔ ورنہ کسی رشتے کی کوئی اہمیّت نہیں ہے مردان خدا ہمیشہ منحرف، جبار اور سرکش لوگوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے ہیں۔ کفر، گستاخی اور بدی دریا کی جھاگ کی طرح ابھرتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے۔ سورۃ لہب

ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ گستاخانِ رسول کے ساتھ مداہنت برتنے کی تمام رسیاں کاٹ دی گئی ہیں۔

سرکار کی عظمت ہے ہمیں سب سے مقدم پیغام یہ کفار کو سب مل کے سنائیں
جو کوئی بھی مجرم ہے توہین رسالت کا عبرت کی اسے تصویر بنائیں

فدائیانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ رکا نہیں تھا نہیں

ہر دور میں اللہ نے اپنے منتخب کردہ بندوں سے شاتم رسول اور ایسے بدبختوں کی حمایت کرنے والوں کو جہنّم واصل کرنے کا کام لیا ہے۔ اسی لیے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں زبان درازی کرتا تھا اس کو قتل کر دیا جاتا تھا جیسا کہ کعب بن اشرف، یہودیہ عورت اور قبیلہ خطمہ کی عورت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدزبانی کرنے کی وجہ سے اور اسلام کی مخالفت میں سرگرم عمل رہنے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا۔

تاریخ برصغیر کو دیکھیں تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے سات شاتمین رسول کو سات عظیم شہدا (غازی علم دین شہید، غازی عبدالقیوم شہید، غازی محمد صدیق شہید، غازی عبداللہ شاہ شہید، غازی عبدالرشید شہید، غازی میاں محمد شہید، غازی مرید حسین شہید) نے محبت رسول سے سرشار ہو کر جہنّم واصل کیا۔ شہدائے ناموس رسالت میں غازی علم الدین شہید کا تذکرہ زبان زد عام ہے۔ جو صرف اکیس سال کی عمر میں ایک گستاخ رسول کو قتل کر کے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے فخر کا نشان بن گئے۔ فدائیانِ ناموس رسالت کا ایک گلشن ہے جس کا ہر پھول رنگ وخوشبو میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ رتبہ بلند جس کو ملا! سو یہ قافلہ اپنے جانثاروں میں اضافہ کرتا ہی چلا آیا ہے کبھی اس کا راہی غازی علم دین، کبھی عامر چیمہ اور کبھی ممتاز قادری ہوتا ہے۔ یہ وہ سعادت ہے جو کسی کسی کے نصیب کی بات ہے۔

یہ عبرت کی جاء ہے تماشہ نہیں:

سلمان تاثیر کے قتل پر افسوس کرنے والوں میں صلیبی امریکہ کی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن سے لے کر دنیا بھر کے عیسائی بھی شامل تھے۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ تمام گرجا گھروں میں سلمان تاثیر کے لیے دعائیہ تقریبات کا انعقاد کیا گیا، نصرانی اُسے ''شہید حق'' قرار دیتے رہے، جبکہ نماز جنازہ کے لیے کسی محلے کی مسجد کے امام کا حصول بھی ممکن نہیں رہا۔ اخبارات کی خبر کا یہ حصّہ بھی عبرت بنا رہا کہ پہلی مرتبہ پاکستان کے تمام علما نے متفقہ طور پر نماز جنازہ پڑھانے سے لاتعلقی کا اعلان کیا یہ عمل قابل تحسین ہے۔ بادشاہی مسجد، سید علی ہجویری مسجد کے خطیب، جامع حنفیہ کے خطیب، حتیٰ کہ گورنر ہاؤس کی مسجد کے خطیب تک نے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ دین سے علی الااعلان اظہار بیزاری کرنے والے کو مرنے کے بعد عجلت میں دفنا دیا گیا یعنی موت کے بعد بھی کوئی کام طریق مسلمانی کے مطابق نہ ہو سکا۔ کسی غیر معروف افضل چشتی نے ۴۰ سیکنڈ کے قلیل وقت میں نمازِ جنازہ کی تکبیریں نمٹا دیں۔ اخبارات کے مطابق تمام تکبیروں کے درمیان وقفہ اتنا مختصر تھا کہ اس میں عام آدمی کے لیے دورد، ثناء اور کوئی سورت پڑھنا بھی ممکن نہ تھا۔ یہ عبرت کی جاء ہے! نصاریٰ کی تنظیمیں واویلا کر رہی ہیں کہ ''تاثیر نے مسیحیوں کے لیے جان دی''۔ عیسائیوں کا اظہار یکجہتی اور عامتہ المسلمین کا اعلان برات! اللہ ہم سب کو اس عبرت ناک انجام سے محفوظ و مامون رکھے آمین۔ سورۃ اخلاص اور بسم اللہ بھی صحیح تلفظ سے ادا نہ کرنے والے ''اکابرین'' کے لیے یہ صورت حال شاید اتنی اہم نہیں لیکن امت مسلمہ کے لیے یہ ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب سیکولر اور لادین مادہ پرست اپنی زبانوں کو لگام دینا ہوگی اور شرعی معاملات میں دخل اندازی کرتے وقت 'جان کی امان' سے ہاتھ دھونے کا فیصلہ کرنا ہوگا۔

فوج و پولیس کے لیے راہ نجات

پولیس جیسے بدنام اور جذبات سے عاری محکمہ کا ایک فرد اتنا بڑا کام کر جائے یہ روشن خیالوں کے لیے تو انتہائی اچھنبے کی بات ہے لیکن صاحب ایمان کے لیے نہیں۔ یہ وہ روشن مثال ہے جو ان اداروں سے وابستہ افراد کے لیے راہ نجات کا پتہ دیتی ہے۔ فوج اور پولیس میں موجود افراد کے لیے اگر اب اللہ کے دربار میں نجات کی کوئی امید ہے تو انہیں اسی راستے کا راہی بننا ہوگا، قوم پرستی کے بتوں کو ڈھا کر کلمہ لا الہ الا اللہ بلند کرنا ہوگا۔ ممتاز غازی کا عمل ہر فوجی اور پولیس اہلکار کے لیے لائحہ عمل ہے کہ وہ اپنے 'افسروں' جو اللہ کے باغی اور کفار کے ایجنٹ ہیں کو چُن چُن کر ڈھیر کر دے۔ ورنہ سرکاری سرپرستی میں جس طرح عامتہ المسلمین کا قتل ان لوگوں کے ذریعے کروایا جا رہا ہے وہ دونوں جہانوں کی ذلت وخواری کا سودا ہے۔ لبیک کہنے والے نے رب کی صدا پر لبیک کہہ کر نشان راہ دکھا دیا ہے۔ یہ مثال علامت ہے، استعارہ ہے جرات کا، ہمت کا، حریت کا، غیرت کا، صداقت اور شجاعت کا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن پر آزمائشوں کی ایسی جان لیوا گھڑیاں آتی ہیں اور وہ ان گھڑیوں میں سے کامیاب وکامران گزر کر ضمیرِ کائنات کو زندہ کر جاتے ہیں۔ فیصلہ ترا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم! تاہم حکومت کی بوکھلاہٹ دیکھ کر ہم تو یہ مشورہ دے سکتے ہیں کہ سیکورٹی میں بھرتی ہونے والوں کے دل ودماغ کی سکیننگ کے لیے مشینیں درآمد کی جائیں تاکہ آئندہ مذہبی حمیت اور وفاداری سے عاری افراد کو جانچ کر علیحدہ کیا جا سکے اور اللہ کے باغی ''فول پروف سیکورٹی'' کے حصار میں رہیں لیکن یاد رکھیں کہ جب اللہ کی پکڑ آ جاتی ہے تو ''فول پروف سیکورٹی'' کی دیواریں ڈھے جاتی ہیں، اُسی سیکورٹی کی چھت سر پر آ پڑتی ہے اور اللہ کے دشمنوں کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

دجالی میڈیا کی پیروی میں مصروف پاکستانی میڈیا

مغربی میڈیا نے اپنے تبصروں میں کہا ہے کہ سلمان تاثیر کی موت پاکستان میں روشن خیالی کے لیے شدید ترین دھچکا ہے۔ برطانوی اخبار گارجین لکھتا ہے کہ ''سلمان تاثیر کی قبر میں روشن خیالی کا خواب بھی دفن ہو گیا۔ پاکستان کے لبرل عناصر کی آواز کمزور تر ہوتی جا رہی ہے''۔ بی بی سی کے مطابق ''یہ قتل روشن خیالوں کے لیے شدت پسندوں کی جانب سے شٹ اپ کال ہے''۔ امریکی اور بھارتی میڈیا نے سلمان تاثیر کو ہیرو قرار دیا ہے۔

پاکستانی میڈیا کا ردعمل تذبذب اور ناپختگی کی طرف مائل تھا۔ میڈیا ایک واضح طرز فکر سامنے لانے سے گریزاں ہے۔ میڈیا نے علمائے کرام کے جنازہ نہ پڑھانے اور اس میں شرکت سے گریز کو کیوں ہائی لائٹ نہیں کیا۔ آزادی اظہار کا دم بھرنے والے تمام ذرائع ابلاغ نے متفقہ طور پر ہر ہر فرد سے اس قتل کی مذمت کا اقرار کروانے کی بھرپور کوشش کی ہے جبکہ عامتہ المسلمین اس قتل پر خوش تھے۔ اس خوشی وحمایت کو میڈیا میں مکمل طور پر بلیک آوٹ کر دیا گیا، لوگوں کی رائے اور ان کے

جذبات کی عکاسی نہ کر کے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کی کوشش میں تمام اینکر پرسن ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی سرتوڑ کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ دینی مفلسی کا شکار یہ بے چارے اپنی نوکریوں کو پکا کرنے اور اپنی تنخواہوں میں اضافے میں مشغول ہیں، انجام سے بے خبر ہیں کہ قتل ہونے والا جس کردار کا مالک ہے اس کی حمایت میں کیا کما رہے ہیں۔ آزادی اظہار کا ڈھول پیٹنے والے عامتہ المسلمین کی رائے برداشت کرنے کا حوصلہ بھی نہیں رکھتے!

عامتہ المسلمین کے ایمانی جذبات!

حکومتیں کتنی بھی سرتوڑ کوششیں کریں جذبہ ایمانی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹا نہیں سکتی۔ سلمان تاثیر کے قتل پر جس طرح عامتہ المسلمین نے اپنے جذبہ ایمانی کا اظہار کیا ہے وہ امت مسلمہ کی زندگی کی رمق کی نشانی ہے۔ یہ جذبہ قابل تحسین ہے، لیکن صرف یہی کافی نہیں! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے تو ہر محاذ میں صلیبیوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف تلوار اٹھانی ہوگی۔ اس جہاد میں مصروف مجاہدین اسلام کی نصرت وحمایت کے لیے اپنا حصّہ ڈالنا ضروری ہے۔ دامے درمے قدمے سخنے اس جنگ میں مجاہدین کا ساتھ ہی راہ نجات ہے اور صلیبیوں کی ذلت ورسوائی کا سبب ہے۔ یہی جد وجہد ہے جو اسلام کی سربلندی کے لیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ووقار کے تحفظ کے لیے ہے۔

اے میرے الہ!

تو نے جیسے ابولہب کو گستاخیوں کی وجہ سے بھڑکتی آگ میں جھونکا
آج بھی ہر رشدی ملعون کے لیے آگ کے شعلے بھڑکا
وہ قوم جو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر تیری قدرت کا مذاق اڑائے
اس پر آگ برسا
شعلے بپا کر
انہیں دوزخ کا ایندھن بنا۔۔۔۔۔۔۔۔!
یا عشاق کے بازوؤں میں توانائی پیدا کر
کہ
وہ گندی قوم کا احتساب خود کر سکیں

ہمارے رب!

تو نے ام جمیل کی گندی گردن میں رسے ڈالے
تیرے جلال کا تجھے واسطہ
ہر تسلیمہ نسرین کی گردن میں بٹے ہوئے رسے ڈال
مسلمانوں کو شعور عطا فرما
کہ
وہ سمجھیں۔۔۔۔
وہ جانیں۔۔۔۔
ان کا عقیدہ ہو۔۔۔
محکم ایمان
مضبوط نظریہ
ناقابل شکست تصدیق
آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

☆☆☆☆☆

بقیہ: بتاؤ کس کا ساتھ دوگے

لہٰذا دنیا انہی کے بے نور آنکھوں سے امارت اسلامیہ افغانستان کو پرکھتی رہی یا مغربی میڈیا کے ویڈیو سوات، نوعیت کے جھوٹ کے پلندوں سے زہر اگلتی رہی۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ملا عمر کی حکومت دنیا بھر کے سیاستدانوں حکمرانوں کے لیے ایک بھیانک خواب اور عوام الناس کے لیے ایک بشارت لیے ہوتی تھی۔ ۹۰ ممالک (کے حکمرانوں) کی یکجائی دنیا کے امن، سلامتی، عزت کی روٹی، حیا اور پاکیزہ زندگی کو ترسے ہوئے عوام کو اپنے اقتدار کے شکنجوں میں جکڑے رکھنے کی خاطر ہے۔

ملا عمر کے طرز حکمرانی کی سچّائی، سادگی پابندیٔ شریعت میں شرق وغرب کے جمہوری، شاہی، ہمہ نوع آمروں کے لیے موت کا پیغام مضمر تھا۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ نہ صرف عالم اسلام کے خلاف جنگ ہے بلکہ دنیا بھر کے مظلوم عوام کے خلاف جنگ ہے۔ جس کے ایک سرے پر تمام حکمران (موجودہ اور آئندہ) اتحادی ہیں۔

تیونس کے عوام نے ایک راستہ دکھایا ہے جس سے عالم اسلام کے حکمران لرزاں ہیں۔ کفر کے دوش بدوش عوام کی گردنوں پر مسلط نہایت مہنگے حکمران ہوش کے ناخن لیں ورنہ شہنشاہ تیونس (انہیں صدر کیا کہنا!) کی طرح ان کے گورے آقا بھی پہچاننے سے انکاری ہو جائینگے۔ فرانس نے ان حضرت کو ٹھینگا دکھا دیا۔ سعودی عرب کتنوں کو پناہ دے گا؟ مال و دولت سوئس امریکی بنکوں میں، سارے ملکوں کے شاہان سعودی عرب میں اور ہمارے ممالک آزاد عوام کے اختیار میں! انقلاب تو آنا ہے اور آئے گا مگر بھتے اور ٹارگٹ کلنگ والوں کا نہیں۔

سارے پیمانے لبالب بھر چکے ہیں۔ ہر جگہ محکوم ومغلوب انسانوں کے ریوڑ ہانکے جانے کا دور اب لد چکا۔ کوئی ایک قطرہ پیمانہ چھلکا دینے کو کافی ہوسکتا ہے۔

ڈرون حملوں میں تو جہاں عوام لقمہ بنتے ہیں پھر زخمیوں کی مدد کو آنے والوں پر اور ایمبولینس پر میزائل برستے ہیں۔ یہاں ''انسان'' نہیں ہوتا؟ ملکی، بین الاقوامی قوانین پر بھی آنچ نہیں آتی! اس جنگ کی اصطلاحات کا ترجمہ ہنوز باقی ہے۔ ''انسان'' صرف بے دین، بے نمازی، سیکولر ہوتا ہے۔ حقوق، شہریت آسیہ کے تو ہیں، عافیہ کے نہیں۔

آپ لاکھ انکار کریں مگر دنیا تقسیم ہو کر رہے گی نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ''ایمان کا خیمہ جس میں اسلام وایمان کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ کفر کا خیمہ جس میں کفر ونفاق کے سوا کچھ نہ ہوگا! اپنا مقام متعین کیجیے... ادھر قبیلہ ابوجہل کا، ادھر محمد ﷺ کا قافلہ ہے

بتاؤ تم کس کا ساتھ دوگے!

[یہ تحریر ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکی ہے]

☆☆☆☆☆

وہ گیارہ قیدی (۲)

مصعب ابراہیم

اڈیالہ جیل سے لاپتہ ہونے والے گیارہ قیدیوں کا معاملہ بہت سے اندرونی حقائق کو واشگاف انداز میں سامنے لانے کا سبب بنا ہے۔ مارچ ۲۰۰۹ء کے بعد پاکستان میں یہ عمومی خیال پروان چڑھا کہ عدلیہ آزاد ہو چکی ہے، عدلیہ ہی بالا دست ہے، عدلیہ کے فیصلوں کے سامنے ہر کسی کو سر جھکانا پڑے گا اور عدلیہ کے آگے ہر ادارہ جوابدہ ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ سب باطل نظام کے کار پردازان کی گھڑی ہوئی کہانی تھی تا کہ عدلیہ کی 'مضبوطی' کا تاثر عام کر کے یہ پیغام دیا جا سکے کہ 'عدل و انصاف' کا دور دورہ ہونے کو ہے اور اس جبر کے نظام کے خلاف بولنے والوں کی زبان بندی کی جا سکے۔ لیکن دو سال سے بھی کم عرصہ میں 'آزاد عدلیہ' کا پول کھلتا چلا جا رہا ہے۔ اگرچہ سول اداروں کی حد تک عدلیہ اپنا رعب و دبدبہ بٹھانے میں کامیاب ہوئی لیکن جہاں بات ہو فوج اور اس کے خفیہ اداروں کی تو وہاں عدلیہ بھی 'جی حضوری' کرتی ہے' اصل مقتدر قوتوں کے سامنے پانی بھرتی اور ناک رگڑتی نظر آتی ہے۔ جامعہ حفصہ کی تعمیرِ نو کا معاملہ ہو، لال مسجد آپریشن کا قضیہ ہو یا لاپتہ افراد کی بازیابی کا مسئلہ...... جس مقدمہ کا تعلق کسی بھی طرح فوج اور خفیہ اداروں سے جڑتا ہے اُس مقدمہ کی ساری کارروائی سے صاف دکھائی دیتا ہے کہ یہ عدلیہ غلامِ محض ہے۔

افتخار چوہدری المشہور 'مسٹر سوموٹو' تمام معاملات پر ''گہری نظر'' رکھتے ہوئے دھڑا دھڑ سوموٹو ایکشن لیتا ہے لیکن جیسے ہی خاکی وردی والوں کا کوئی معاملہ سامنے آتا ہے تو یہی افتخار چوہدری اور اُس کی پوری عدلیہ پر کٹے پرندے کی مانند بے بس دکھائی دیتی ہے۔

اڈیالہ جیل سے لاپتہ ہونے والے ۱۱ قیدیوں کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ پہلے پہل تو عدالت نے اس معاملے پر ایسا 'سخت رویہ' اپنایا کہ سادہ لوح افراد کو یقین ہو چلا تھا کہ عدلیہ کے دل میں 'بلند پروازی' کا جذبہ انگڑائی لے رہا ہے۔ عدلیہ نے اپنے اسی 'خوشنما چہرے' کو مزید رعنائی بخشنے کے لیے اڈیالہ جیل کے سپرینٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ کو نہ صرف معطل کیا بلکہ اُنہیں گرفتار کروا کے جیل کی ہوا بھی کھلائی۔ یہ دونوں چونکہ سول انتظامیہ سے تعلق رکھتے تھے اس لیے اُنہیں 'آسان ہدف' گردانتے ہوئے بآسانی نشانہ بنایا گیا۔ لیکن یہ ساری کارروائی محض ''فیس سیونگ'' کارروائی تھی وگرنہ جب معاملہ چلتے چلتے فوج اور آئی ایس آئی تک آیا تو غیض و غضب کا شاہکار نظر آنے والی عدلیہ موم کی پتلی بن گئی اور فوراً کہہ دیا ''ہم فوج کی عزت کرتے ہیں یہ ہمارے بچے اور بھائی ہیں جو کہ ہمارا دفاع کرتے ہیں''۔

مجاہدین کا تو اول روز سے یہی موقف ہے کہ پاکستان میں فوج اور بالخصوص اس کی خفیہ ایجنسیاں ایم آئی اور آئی ایس آئی کو لگام دینے والا کوئی ادارہ موجود نہیں۔ یہ خفیہ ایجنسیاں اور فوج شترِ بے مہار ہیں۔ ان کے مظالم پر ہر جانب سے ''چُپ کی نوید'' سننے کو ملتی ہے۔ ان کے جور و ستم کو جانتے بوجھتے اور کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اپنی جان بخشی کی غرض سے آنکھیں موند لی جاتی ہیں۔ کوئی قانون، کوئی ضابطہ اور کوئی قاعدہ کلیہ اِن سفاک قاتلوں پر نافذ نہیں ہوتا۔ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو اِن وحشیوں کے آگے بند باندھ سکے۔ 'ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں' کے مصداق اس فوج کی ہاں میں ہاں ملانے، اس کی تقدیس اور احترام کے علَم لہرانے اور اس کے آگے کورنش بجا لانے ہی کو ''ملکی مفاد'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے اختیارات کے آگے سب دست بدستہ کھڑے نظر آتے ہیں۔

ان گیارہ قیدیوں کے معاملے میں عدلیہ کی بے بسی اُسی وقت ظاہر ہو گئی جب ۵ جنوری کو عدالت نے حکم دیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ ان کے اہل خانہ کی ملاقات کروائی جائے لیکن پوری ڈھٹائی سے اس 'حکم' کو جوتے کی نوک پر رکھا گیا۔ پھر بالآخر عدالت نے ۶ جنوری کو یہ کہتے ہوئے اس مقدمے کو نمٹا دیا کہ ''فوج، اس کے ادارے اور آئی ایس آئی آئین کے تحت کام کرتے ہیں، اب وہ تمام قیدی منظر عام پر آ چکے ہیں اور وہ لاپتہ نہیں ہیں، وہ تمام قیدی غیر قانونی حراست میں نہیں ہیں، ایجنسیوں کی تحویل میں افراد اب لاپتہ نہیں ہیں''۔ رمدے نے اس موقع پر کہا کہ ''ہماری کوشش لاپتہ افراد کے کیس میں صرف اس حد تک ہوتی ہے کہ بندہ کہاں ہے اور وہ زندہ ہے''۔

سپریم کورٹ کی اس رولنگ کے بعد اب آئی ایس آئی اور دیگر خفیہ اداروں کو باقاعدہ ''آئینی پرمٹ'' مل گیا ہے کہ وہ جب چاہیں، جسے چاہیں' اٹھائیں، اپنی تحویل میں بے پناہ تشدد کریں اور سالوں تک اُنہیں اذیت خانوں میں قید رکھیں...... ان پر کوئی قدغن لگانے والا نہیں۔ کیونکہ بہر حال یہ ٹھہرے ''آئین کے تحت کام کرنے والے ادارے''!!!

ان گیارہ قیدیوں کو جس بے رحمی سے خفیہ اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ شنید ہے کہ ان میں سے ۲ افراد کو خفیہ ایجنسیاں شہید کر چکی ہیں۔ پھر جس انداز میں ان قیدیوں کے معاملے کو پیش کیا گیا اور ان کے آئی ایس آئی کے تحویل میں ہونے کی جو کہانی بیان کی گئی (اس تفصیل کے لیے نوائے افغان جہاد، جنوری ۲۰۱۱ کا مطالعہ ضروری ہے) اُس کو سن کر معمولی عقل کا حامل فرد بھی جھوٹ اور مکر سمجھے اور کہے بغیر نہیں رہ سکتا مگر آفرین ہے ''آزاد عدلیہ'' پر کہ نہ صرف ایسی لغو، بے سر و پا، واہیات اور بھونڈی کہانی پر اعتماد کر بیٹھی بلکہ اس کہانی کے گھڑنے والوں کی داد و تحسین بھی کرتی رہی۔

اللہ سے بغاوت پر مبنی قانون کے مطابق فیصلے کرنے والوں میں بھلا یہ جرأت و بہادری کیونکر پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ پاکستانی فوج اور اس کے ماتحت ظالم خفیہ اداروں کی ہلکی سی سرزنش بھی کر سکے۔ اللہ سے بے خوف 'نظام عدل' کیونکر امت کے قاتلوں کو کٹہرے میں لا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے بھی اپنے اُنہی بندوں کو منتخب کیا ہے جو ہر طاغوت کا انکار کر کے وحدانیتِ رب کا اعلان کر رہے ہیں، یہی درویش صفت اور فاقہ مست گروہ ظلم و ستم کی دلدادہ پاکستانی فوج، آئی ایس آئی، ایم آئی سمیت تمام مترفین کو نکیل ڈالے گا۔

اس فیصلے سے یہ بات مزید واضح ہو گئی ہے کہ پاکستان کی عدلیہ ہو، انتظامیہ ہو، مقننہ ہو یا فوج اور خفیہ ادارے...... یہ تمام کے تمام بلا شک و شبہ اس صلیبی جنگ میں اہلِ کفر کے 'فرنٹ لائن اتحادی' ہیں۔ ان میں سے کسی سے خیر کی توقع رکھنا عبث ہے۔

قندھار، مقدیشو کی ساعتیں اور شہدا کی یادیں

شیخ ازمرئے شہیدؒ

فہد محمد الکینی (شیخ ازمرئے) شہید رحمۃ اللہ علیہ خطۂ خراسان میں مجاہدین کے ذمہ دار تھے اور انصار میں ہر دلعزیز رہنما تھے۔ افغانی، وزیر اور محسودؔ سبھی انہیں اپنا سمجھتے تھے اور وہ سب کو اپنا خیال کرتے تھے۔ ۱۴۲۹ھ کو عید الاضحیٰ کے دن انہوں نے یادوں کے جھروکوں کو وا کیا۔ آیئے ہم بھی ان خوش گوار اور معطر یادوں سے اپنے دامن بھر لیں۔

الحمد لله رب الغلمين و الصلوٰة و السلام علی رسول الله۔

قندھار میں گزرے ہوئے زمانے میں بہت سی کرامات وقوع پذیر ہوئیں۔ مگر میں ان شاء اللہ صرف ان کو بیان کروں گا جو میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں۔

امریکی حملہ اور قندھار میں بیتے واقعات:

پہلا واقعہ شیخ ابوحفص المصری کے بارے میں ہے۔ وہ ۱۶ مجاہدین کے ساتھ ایک مرکز میں تھے جب ان پر بمباری ہوئی۔ وہ سارے کے سارے ملبے تلے دبے ہوئے تھے، بھائی ان کو نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ شیخ ابوحفص کے جسدِ خاکی کو بڑی آسانی سے باہر نکال لیا گیا۔ ان کے جسم پر کوئی خراش تک نہ تھی۔ اس طرح معلوم ہو رہا تھا گویا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں جبکہ دوسرے بھائیوں کے جسم بری طرح زخمی ہو چکے تھے۔ ایک یمنی بھائی، جن کا نام ابوزبیر تھا، ان کو دو دن بعد نکالا گیا۔ جب ان کو نکالا گیا تو وہ سجدے کی حالت میں تھے۔ ان کی اہلیہ (ان کا تعلّق بھی یمن سے تھا) اور دیگر لوگ ہمارے ساتھ ایک گھر میں قیام پذیر تھے۔ ان کی شہادت کے ایک ہفتے بعد ہم ان کی اہلیہ کے لیے یمن واپسی کا انتظام کر رہے تھے، ہر چیز تیار تھی۔ ان کے بچے نہیں تھے کیونکہ ان کی شادی حال ہی میں ہوئی تھی۔ ان دنوں ہر روز بمباری ہو رہی تھی اور روز شہادتیں ہو رہی تھیں۔ اس لیے ہر ایک اپنے خاندان کو افغانستان سے واپس بھیج رہا تھا تا کہ وہ بے فکر ہو کر لڑ سکے۔ تقریباً سو خاندان قندھار سے دور ایک گاؤں میں آباد تھے۔ مگر میرا خاندان اور ہمارے ساتھ پانچ دیگر خاندان قندھار میں تھے۔

یہ ۱۳ یا ۱۴ رمضان کی بات ہے کہ ایک مغربی بھائی (جو کہ سعودیہ میں ابوہاجر کے ساتھ تھے، مجھے ان کا نام یاد نہیں) کے ۷ سالہ بیٹے نے خواب میں ابوزبیر الیمنی کو دیکھا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ میری اہلیہ سے کہو کہ وہ سفر نہ کرے، وہ منگل والے دن میرے پاس آ جائے گی۔ اس ۶، ۷ سالہ بچے نے اپنی والدہ کو اس خواب کے بارے میں بتایا کہ ابوزبیر نے مجھے کہا ہے کہ میری اہلیہ کو واپس سفر نہیں کرنا چاہیے، اس کو منگل والے دن میرے پاس آنا ہے۔ ہمیں اس پر حیرت ہوئی۔ سبحان اللہ، ان کی اہلیہ کو منگل کی صبح کوئٹہ اور پھر وہاں سے واپس یمن جانا تھا۔ اس لیے پیر اور منگل کی درمیانی رات ہم نے قندھار میں بسر کی۔ سب بھائی شہر سے بہت دور تھے۔ مگر ہم ان کی روانگی کی وجہ سے وہاں پر رکے ہوئے تھے، صبح ہمیں ان کو ایک کار میں سوار کر کے بھجوانا تھا۔

ہمارے قریب ہی ایک مرکز تھا، تقریباً رات کے دو بجے وہاں پر بمباری شروع ہو گئی۔ وہ مرکز ہماری رہائش سے بہت ہی قریب تھا۔ جب پہلا حملہ ہوا تو ہمارے گھر کی ساری کھڑکیاں ٹوٹ گئیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ہم پر حملہ ہو گیا ہے۔ میں چھت پر گیا تا کہ دیکھ سکوں کہ کہاں پر حملہ ہوا ہے۔ اسی دوران دوسرا میزائل حملہ ہوا، یہ میزائل میرے سر کے اوپر سے گزرا اور مجھے یوں محسوس ہوا گویا ہم پر حملہ ہوا ہے۔ تقریباً سو (۱۰۰) میٹر دور ایک مرکز تھا جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ تھا۔ میں نے ایک بھائی کو اپنے ساتھ موجود خاندانوں کو ۱۵ منٹ کی مسافت پر واقع ایک اور گھر میں لے جانے کو کہا اور خود بم باری والی جگہ کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے چل پڑا۔ وہ پانچوں خاندان یمن سے تعلّق رکھتے تھے۔ وہ گاڑی میں سوار ہو کر چلے گئے۔ جب میں اُس مرکز پہنچا تو وہاں پر صرف ایک بھائی شہید ہوا تھا۔ پھر میں ان خاندانوں کی تلاش میں گیا۔ اسی دوران میں نے ایک اور میزائل کی آواز سنی جو اسی سمت سے آ رہی تھی جس طرف وہ لوگ گئے تھے۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ گھر میزائل سے تباہ ہو گیا تھا اور وہ پانچوں خاندان وہاں سے جا چکے تھے۔ وہاں پر ایک یمنی بھائی شہید ہوا۔

مجھے پتہ نہ چل سکا کہ وہ خاندان کہاں گئے۔ دراصل وہ سب ایک بھائی کے ساتھ دوسرے گاؤں چلے گئے تھے، تا کہ وہاں دیگر افراد سے مل سکیں۔ یہ تقریباً رات تین بجے کا وقت تھا۔ میں قندھار ہسپتال گیا جہاں پر ایک زخمی بھائی موجود تھا۔ میں نے اس کا احوال پوچھا۔ زخموں کی شدت کی وجہ سے وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ شہید ہو جائے گا مگر وہ پرسکون انداز میں گفتگو کر رہا تھا۔ میں نے اُس سے اُن خاندانوں کے بارے میں استفسار کیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ ابوعلی کے ساتھ گاؤں چلے گئے تھے۔ اسی دوران ہمیں دو اور دھماکوں کی آواز آئی۔ اور اس کی سمت وہی تھی جس طرف وہ افراد گئے تھے۔ میں اپنی گاڑی میں اس طرف گیا تو راستے ہی میں مَیں نے ان سب کو دیکھا کہ وہ سب کے سب شہید ہو چکے تھے اور ان کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ ہوا یوں کہ پہلے دشمن نے گاڑی پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ جب وہ لوگ گاڑی سے نکلے اور انہوں نے پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کی تو شاید وہ کسی بارودی سرنگ کی زد میں آ گئے جس کے نتیجے میں سب کے سب بشمول بچوں اور وہ بھائی جو گاڑی چلا رہا تھا' شہید ہو گئے، اسی واقعے میں ایک مزید خاندان اور دو بھائی جو گاؤں سے شہر کی طرف آ رہے تھے وہ بھی شہید ہو گئے۔

اس واقعے کی کرامت یہ تھی کہ یہ وہی دن تھا جس کے بارے میں ابوزبیر نے خواب میں ذکر کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہاں پر بہت زیادہ مسک کی خوشبو آ رہی تھی اور تقریباً دو ماہ

تک وہاں سے یہ خوشبو آتی رہی اور ہر کسی نے اسے محسوس کیا۔ چونکہ ان سب لوگوں کے ٹکڑے ہو چکے تھے اس لیے یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے۔ میری اہلیہ بھی ان میں شامل تھیں، ایک ماہ بعد قندھار میں تنظیم القاعدہ کے ایک شرعی مسئوول، شیخ ابوحفص موریطانی نے مجھے ان افراد میں سے کسی کے پاسپورٹ کا چھوٹا سا ٹکڑا لا کر دیا۔ ایک ماہ بعد تک بھی اس میں سے مسک کی خوشبو آ رہی تھی۔

صومالیہ کی سرزمین سے:

ابوعبدالرحمٰن جو صومالیہ میں مجاہدین کے مسئوول عسکری تھے، وہ میرے بہترین دوست ہیں۔ وہ یہاں ہمارے ساتھ افغانستان میں ہوا کرتے تھے، پھر ۹/۱۱ سے پہلے شیخ اسامہ نے انہیں کام کے لیے کینیا بھیجا۔ کینیا میں پیراڈائز ہوٹل پر استشہادی حملے اور اسرائیلی جہاز پر میزائل حملے کی منصوبہ بندی انہوں نے کی تھی۔ پھر وہ صومالیہ چلے گئے اور وہاں مجاہدین کے عسکری مسئوول بن گئے کچھ عرصہ قبل یہ بھائی گرفتار ہو گئے۔ ۹۶،۱۹۹۵ء میں وہ کینیا گئے، کینیا کے جنوبی علاقے میں تقریباً ۷۰ کلومیٹر کے علاقے میں مجاہدین کی حکومت تھی، جس میں شریعت نافذ تھی اور عرب بھائی بھی اس حکومت میں مسئوول تھے۔

مقدیشو کا سفر:

ابوعبدالرحمٰن اس علاقے سے مقدیشو کا سفر کر رہے تھے، چونکہ وہ مقامی تھے لہٰذا ان کے لیے سفر میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ کینیا سے مقدیشو کا فاصلہ تقریباً ایک ہزار یا پندرہ سو کلومیٹر تک ہے، اور آپ کو گھنے جنگل میں سفر کرنا پڑتا ہے، درخت اتنے لمبے اور گھنے ہیں کہ سورج کی روشنی بھی ان میں سے نہیں گزر سکتی۔ یہ بہت لمبا اور خطرناک جنگل ہے، شیر، سانپ اور ہر طرح کے خطرناک جنگلی جانور اس میں پائے جاتے ہیں۔ وہ پک اپ میں سفر کر رہے تھے۔ صومالی سنگل کیبن پک اپ پسند کرتے ہیں، اس کے پچھلے حصے میں بینچ رکھ لیتے ہیں اور آمنے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ صومالی بھی پختونوں کی طرح ہیں، جو مرضی کریں لیکن کسی حال میں بھی نماز نہیں چھوڑتے۔ جب انہوں نے سفر شروع کیا تو ہر نماز کے وقت پر ڈرائیور گاڑی روکتا اور سب لوگ نماز ادا کرتے لیکن ایک شخص ایک طرف ہو کر پر بیٹھا رہتا۔ دوسرے دن وہ آدمی میرے دوست ابوعبدالرحمٰن کے ساتھ بیٹھا تھا کہ انہوں نے اُس سے بات شروع کی ''بھائی تم نماز کیوں نہیں پڑھتے، تم مسلمان ہو، باقی سب لوگ نماز پڑھ رہے ہیں تمہیں شرمندگی محسوس نہیں ہوتی؟ دیکھو نماز چھوڑنے والے کی قبر میں بہت بڑے سانپ ہوں گے''۔ اس نے جواب دیا، ''بھائی مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش مت کرو، میں سانپوں، بچھوؤں سے نہیں ڈرتا، اپنے کام سے کام رکھو اور مجھے اکیلا چھوڑ دو۔'' انہوں نے کہا ٹھیک ہے جزاک اللہ خیر...... تیسرے روز فجر کے وقت لوگوں نے نماز پڑھی اور سفر دوبارہ شروع کیا۔ تقریباً صبح دس بجے کے قریب، ابوعبدالرحمٰن اوپر دیکھ رہے تھے کہ اچانک اُن کی نظر پڑی درخت سے نیچے اترتے ہوئے ایک بہت بڑے سانپ پر پڑی۔ سانپ سیدھا اس بے نمازی کے اوپر جا گرا۔ صومالیہ کے لوگ، بنگالیوں کی طرح لنگی پہنتے ہیں۔ سانپ اس آدمی کی لنگی میں گھس گیا۔ سب لوگ حیرانی اور پریشانی کے عالم میں یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ڈرائیور نے شور سن کر گاڑی روکی۔ گاڑی رُکتے ہی وہ شخص گاڑی سے باہر کود گیا اور خوف سے چلّانا شروع کر دیا۔ سانپ اُس کے گرد لپٹ تو رہا تھا لیکن اس کو کاٹ نہیں رہا تھا۔ خوف کے عالم میں اس نے اپنے کپڑے اتار کر پھینک دیے۔ سب لوگ حیران کھڑے تھے انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں۔ پانچ منٹ تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور پھر سانپ اچانک جنگل میں غائب ہو گیا۔ لوگوں نے اس آدمی کو کپڑے پکڑائے اور وہ پہن کر گاڑی میں سوار ہو گیا لیکن اُس کے اوسان بحال نہیں ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جب سفر دوبارہ شروع ہوا تو ابوعبدالرحمٰن نے اس سے کہا، بھائی یہ قبر کا سانپ نہیں تھا بلکہ دنیا کا سانپ تھا اور تم خوف سے مر رہے تھے، جب میں نے تمہیں نماز کا کہا تو تم نے جواب دیا کہ میں سانپوں، بچھوؤں سے نہیں ڈرتا، اسے بہت شرمندگی ہوئی۔ بہر حال وہ مقدیشو پہنچ گئے۔ ابوعبدالرحمٰن اپنے کام سے چلا گئے اور وہ شخص اپنی منزل کی طرف۔ دو تین ماہ بعد ایک روز ابوعبدالرحمٰن اپنے کسی کام سے جا رہے تھے کہ کسی نے انہیں دور سے آواز دی، جب وہ قریب آیا تو اس نے ابوعبدالرحمٰن سے پوچھا ''بھائی آپ نے مجھے پہچانا؟'' انہوں نے کہا آپ کو پہلے دیکھا تو ہے لیکن ابھی مجھے یاد نہیں۔ اس نے کہا کہ میں وہی ہوں جس کے ساتھ سانپ والا حادثہ پیش آیا تھا لیکن اب میں نے توبہ کر لی ہے اور باقاعدگی سے نماز پڑھتا ہوں۔

ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ:

ابومصعب الزرقاویؒ، میں ان کو افغانستان کے زمانے سے جانتا ہوں ہماری کئی مرتبہ ملاقات ہوئی لیکن بہت مختصر، بس سلام دعا کی حد تک۔ اُس وقت وہ اتنے معروف نہیں تھے ان کا ہرات میں ایک چھوٹا سا مرکز تھا۔ میں اکثر جہادی کاموں کے سلسلے میں ہرات جایا کرتا تھا اور ہمیشہ ان کے مرکز کے قریب ٹھہرتا تھا۔ سقوط کے وقت جب ہم قندھار سے نکلے تو میں اور زرقاوی شہیدؒ اکٹھے تھے، ہم قندھار سے کوئٹہ گئے اور پھر وہاں سے ایران۔ ایران سے وہ عراق چلے گئے اور ہم واپس کراچی آ گئے۔ اس وقت ابھی عراق میں صدام کا دور تھا، یعنی وہ امریکہ کے حملے سے پہلے عراق چلے گئے، لیکن افغانستان میں مَیں ان کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا تھا۔ بلکہ کل مجھے ایک پرانا ساتھی ملا ہم دوستوں کو یاد کر رہے تھے اس نے مجھے کہا، ازمرئے! آپ کو یاد ہے جب ہم ہرات جایا کرتے تھے، تو وہاں اکثر ہوٹل میں ہماری شیخ زرقاوی سے ملاقات ہوا کرتی تھی۔ وہ کتنے خاموش اور سادہ آدمی تھے، کوئی اُنہیں نہیں جانتا تھا۔ پھر اللہ نے اُنہیں کیسی سربلندی عطا کی۔

اسی طرح ابوحمزہ مہاجرؒ جو ابومصعب شہیدؒ کے بعد مسئوول تھے، وہ بھی افغانستان میں غیر معروف تھے۔ ہم ایران میں بہت عرصہ اکٹھے رہے اور ہم کہا کرتے تھے آپ عراق جائیں اور ہم فلاں جگہ جائیں گے۔ پھر وہ بھی عراق چلے گئے اور جب ہم نے سنا کہ وہ شیخ زرقاوی کے نائب بن گئے ہیں تو ہمیں حیرت ہوئی کیونکہ وہ ایک داعی و مبلّغ تھے عسکری مزاج نہیں رکھتے تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے بلندی عطا کرتا ہے۔

ابوھاجر عبدالعزیز المقرن شہیدؒ:

ان کا بھی عجیب قصہ ہے۔ کمیونسٹ دور کے آخری ایام میں افغانستان میں کمیونسٹوں کے خلاف جہاد ختم ہوا تو وہ تاجکستان چلے گئے۔ وہاں سے وہ سعودیہ واپس گئے۔

جب ریاض میں دھماکے ہوئے تو وہ گرفتار کر لیے گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ رہا ہوئے۔ پھر جب بوسنیا کا جہاد شروع ہوا تو وہ وہاں چلے گئے۔ بوسنیا کے بعد صومالیہ کے جہاد میں شرکت کے لیے صومالیہ پہنچ گئے۔ اس وقت وہاں اوگادین (ایتھوپیا) میں لڑائی ہو رہی تھی۔ وہاں مجاہدین کو دشمن تک پہنچنے کے لیے تقریباً ایک ہزار کلومیٹر چلنا تھا اور راستے میں پانی یا کھانے کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ یہ بہت تھکا دینے والا سفر تھا، چلتے چلتے وہ ایتھوپین فوج کی کمین کی زد میں آ کر ساتھیوں سے جدا ہو گئے۔ وہ اکیلے چلتے رہے، سخت پیاس کے عالم میں جب انہوں نے ایک کنوئیں پر پہنچ کر پیاس بجھانی شروع کی تو انہیں نہیں پتہ تھا کہ یہ تو وہاں پہلے سے گھات لگائے ایتھوپین فوجیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔

ان کی گرفتاری کے بعد ایتھوپین حکومت نے انہیں ٹی وی پر ثبوت کے لیے دکھایا کہ عرب ''دہشت گرد'' بھی ایتھوپیا میں لڑنے کے لیے آتے ہیں۔ ایک سال تک وہ ایتھوپیا میں قید رہے پھر اُنہیں سعودی حکومت کے حوالے کر دیا گیا جہاں وہ ڈیڑھ سال تک قید رہے۔ رہا ہونے کے بعد ۹۹۔۲۰۰۰ء میں وہ دوبارہ افغانستان آ گئے۔ سقوط کے بعد وہ دوبارہ سعودیہ چلے گئے اور وہاں انہوں نے بہت سے اچھے کام کیے۔

خواب اور اُن کی تعبیریں:

مجھے خواب بہت کم آتے ہیں، لیکن پچھلے دنوں میں مَیں نے کچھ اچھے خواب دیکھے ہیں، میں نے اپنے دوست عبدالقادر سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ذوالحجہ کے ان دس دنوں میں مَیں روزے رکھ رہا تھا، میرا خیال تھا کہ کسی دن افطار پر جامِ شہادت نوش کروں گا۔ میں نے اپنے دوست ابو ہمام کو خواب میں دیکھا جو تقریباً چھ ماہ قبل شہید ہو گئے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے گھر دوپہر کے کھانے پر بلایا لیکن میں سمجھا کہ انہوں نے رات کو بلایا ہے۔ غلط فہمی کی وجہ سے میں نہ گیا۔ وہ شام کو آئے اور ناراض ہونے لگے کہ آپ میری دعوت پر کھانا کھانے کیوں نہیں آئے۔ میں نے انہیں بتایا کہ واللہ میں سمجھا آپ نے شام کو بلایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے اب افطار کا وقت ہونے والا ہے، چلو میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ جب دروازے پر پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ گاڑی چلایئے میں دروازہ کھولتا ہوں۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور میں گاڑی چلا کر اندر چلا گیا۔ جب ہم اندر پہنچے تو وہاں ایک کمرہ تھا۔ ایک اور بھائی بھی ابو ہمام کے ساتھ وہاں رہ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ازمرئے! ہم نے آپ کو دوپہر کو کھانے پر بلایا تھا آپ کیوں نہیں آئے۔ میں نے بتایا کہ مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔ لیکن میں شام کے کھانے کے لیے آ گیا ہوں۔ اسی لمحے میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس خواب کے بعد بہت خوش ہوں کیوں کہ میں نے بہت سے بھائی دیکھے ہیں جنہوں نے شہادت سے پہلے اسی طرح کے خواب دیکھے تھے۔ آپ کسی شہید کو خواب میں دیکھیں اور وہ آپ کو اپنے پاس بلا رہا ہو یا کھانے کی دعوت دے رہا ہو تو اس کی تعبیر ان شاء اللہ شہادت ہی ہوتی ہے، واللہ اعلم۔

ابو علی تیونسی، جب وہ شہید ہوئے تو اس سے ایک ہفتہ قبل میں ان سے ملا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے نے خواب میں شیخ ابراہیم کو دیکھا ہے۔ وہ میرے پاس آئے اور مجھے ایک سفید گھوڑا دیا۔ ابو علی نے مجھے بتایا کہ میرا خیال ہے کہ شاید شہادت کا وقت آ گیا ہے۔ میں نے اُن سے مذاق میں کہا کہ اس خواب سے کچھ نہیں ہوتا آپ اتنے عرصے سے ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن سبحان اللہ اس خواب کے صرف چار دن بعد وہ شہید ہو گئے۔

اسی طرح حاجی صابر کا قصہ ہے۔ شیخ یعقوب نے خواب میں دیکھا کہ حاجی صابر کو لایا گیا ہے اور وہ اس طرح ہیں جیسے سو رہے ہوں، لوگ کہہ رہے ہیں حاجی صابر شہید ہو گئے ہیں۔ شیخ یعقوب نے یہ خواب حاجی صابر کو ان کی شہادت سے صرف ایک گھنٹہ قبل سنایا۔ اُن کے جانے سے پہلے اُنہوں نے حاجی صابر بتایا کہ میں نے آپ کو یوں شہید دیکھا ہے۔ حاجی صابر بہت خوش ہوئے، اور اُن سے کہا جزاک اللہ خیر، آپ نے مجھے بہت اچھی خوش خبری سُنائی ہے۔ اور اس کے ایک گھنٹے بعد وہ شہید ہو گئے۔ یہ شہادت کی منزل عظیم منزل ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر کسی کو یہ منزل عطا نہیں کرتا۔ یہ صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے دل بہت صاف ہوتے ہیں۔ ہم نے بہت سے شہدا کو دیکھا ہے جو بہت زیادہ عبادت کرنے والے نہیں تھے مگر ساتھیوں کی بہت زیادہ خدمت کرنے والے اور انتہائی اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ بے شک عبادت اس راستے کی ایک اہم منزل ہے لیکن اصل اہمیّت معاملات کی ہے، اگر آپ کے اخلاق اچھے نہیں ہیں تو عبادت کا چنداں فائدہ نہیں۔ کیوں کہ عبادت تو انسان کے صرف ذاتی فائدے کے لیے ہے۔ لیکن اخلاق اور معاملات امت کے لیے اور دوسرے بھائیوں کے نفع کے لیے ہوتے ہیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

یہ راستہ انتہائی مشکلات کا راستہ ہے، قدم قدم پر لاشیں، قید و بند کی صعوبتیں، تعذیب و تحقیر کی گھاٹیاں، پیاروں کا بچھڑنا، عزیز ترین ساتھیوں کا جدا ہوا اس راہ کے معمولات ہیں۔ ہر طرف سے دشمن کا گھیراؤ، ہر وقت بمباری کا خوف اور میزائلوں کا نشانہ بننے والے کٹے پھٹے اعضاء اس راہ کی منزلیں ہیں۔ بیگانوں سے تو شکوہ ہی نہیں یہاں تو اپنوں کی زبانوں سے نکلنے والے زہریلے نشتر ہماری روحوں تک کو گھائل کر دیتے ہیں۔ جاہل واجڈ، شدت پسند و بنیاد پرست، را اور امریکہ کے ایجنٹ اور نہ جانے کیا کیا!!! اسی لیے مجاہدین کے حوالے سے خصوصاً ''ولا یخافون لامۃ لائم'' کی صفت کا تذکرہ ہوا ہے۔

ان تمام باتوں کے مقابلے میں مجاہدین کا ہتھیار صبر و استقامت ہے کیونکہ صبر ہی نصرت کا ذریعہ ہے اور پھر یہ اللہ کی طرف سے عاید کردہ فریضہ ہے جسے ہم عبادت سمجھ کر بجا لاتے ہیں اور اس پر لامحدود اجر کی امید رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ

''بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر کسی شمار کے بغیر ہی دیا جائے گا''۔ (الزمر: ۱۰)

(شیخ مصطفیٰ ابو یزید شہیدؒ)

افغانستان میں فیصلہ کن صلیبی شکست کا منظر نامہ

کاشف الخیری

اہل خبر ونظر تو بخوبی آگاہ ہیں کہ افغانستان میں امریکی سرپرستی میں صلیبی اتحاد کے لیے ۲۰۱۰ء بدترین سال رہا۔مجاہدین کے ذرائع سے جاری ہونے والی خبروں اور کارروائیوں کی تفصیلات کو درخورِاعتنا نہ جاننے والوں کے لیے اقوام متحدہ کی طرف سے تیار کردہ دو خفیہ نقشوں کا احوال ہی کافی ہونا چاہیے۔ان دونوں نقشوں میں سے ایک مارچ ۲۰۱۰ءکو تیار کیا گیا جبکہ دوسرا ۱۱ اکتوبر ۲۰۱۰ء کے حالات کی نشاندہی کر رہا ہے۔

کفار کی زبوں حالی:

۲۷ دسمبر ۲۰۱۰ بروز سوموار امریکی اخبار' وال اسٹریٹ جرنل' نے ایک رپورٹ شائع کی۔جس کے مطابق ان خفیہ نقشوں کی مدد سے بتایا گیا ہے کہ'' صرف دو اضلاع میں سلامتی کی صورت حال قدرے بہتر ہے جن میں سے ایک شمالی صوبہ قندوز اور دوسرا مغربی صوبہ ہرات میں ہے۔ملک کے جنوبی حصوں میں، جو اس وقت اتحادی افواج اور طالبان جنگجوؤں کے درمیان میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں،صورت حال میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی ہے اور وہاں زبردست خطرات بدستور موجود ہیں۔ماضی میں نسبتاً محفوظ سمجھے جانے والے ۱۶ شمالی اور مشرقی افغان اضلاع میں سلامتی کی صورت حال ابتر دکھائی گئی ہے۔یہ اضلاع بلخ،سمنگان،سرے پُل، پروان،بغلان،فریاب،لغمان،ننگہار اور بادغیس صوبوں میں واقع ہیں''۔اخبار کے مطابق'' امن و امان کے حوالے سے افغان اضلاع کو ۴ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے،جس میں انتہائی خطرناک،زیادہ خطرناک، بہت خطرناک اور کم خطرناک شامل ہیں۔نقشوں کے مطابق مارچ میں کم خطرناک سمجھے جانے والے ۱۶ اضلاع کو ۱۱ اکتوبر میں جاری نقشے میں انتہائی خطرناک دکھایا گیا ہے''۔

افغانستان کی دلدل اور صلیبیوں کا فرار:

یہ اُن کارروائیوں کے نتائج کی ایک جھلک ہے جن کے ذریعے مجاہدین افغانستان بھر میں یہود و نصاریٰ کا ناطقہ بند کیے ہوئے ہیں۔جبکہ دوسری جانب حالت یہ ہے کہ صلیبی اتحادی افغانستان سے جلد از جلد بھاگ نکلنے کے لیے پرتول رہے ہیں۔۲ جنوری ۲۰۱۱ءکو ڈنمارک کے وزیراعظم لارک لوس نے اعلان کیا کہ ڈینش فوجی ۲۰۱۴ء تک افغانستان سے نکال لیے جائیں گے۔۹ جنوری کو جرمن وزیرخارجہ ویسٹر ویل اچانک افغانستان پہنچا اور کرزئی سے ملاقات کے بعد ۲۰۱۱ء میں جرمن فوج کے افغانستان سے انخلا کے فیصلے کا اعلان کیا۔صلیبی لشکروں کے لیے افغانستان میں پیش آمدہ خطرناک حالات اور شرمناک ہزیمت وبالِ جان بن گئی ہے۔افغانستان' کفار کی فوجوں کی گردن میں ڈالی گئی اُس زبردست رسی کے مصداق بن چکا ہے کہ جس نے صلیبی گردن کو بُری طرح بھینچ رکھا ہے۔اگر رسی کو گردن سے الگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو گردن بھی ساتھ ہی ٹوٹے گی اور صورتحال کو جوں کا توں رہنے دیا جائے تو دَم گھٹنے سے موت واقع ہو جائے گی۔

افغان امن کونسل کی دوڑ دھوپ:

ان حالات میں جب امریکہ اور نیٹو اتحاد افغانستان سے بوریا بستر گول کرنے کو ہیں اور اُن کے بعد حامد کرزئی کی ناؤ بھی منجدھار کی نذر ہونے کا شدید خطرہ ہے۔اسی خطرے کو بھانپتے ہوئے ستمبر ۲۰۱۰ء میں 'اعلیٰ امن کونسل' کے نام سے کرزئی نے ایک ادارہ قائم کیا، اس کا سربراہ برہان الدین ربانی کو بنایا گیا۔۴ جنوری کو ربانی 'افغان امن کونسل کے ۱۶ رکنی وفد کے ہمراہ پاکستان آیا۔اس وفد کے دورے کا اصل مقصد پاکستان کو کرزئی حکومت کی پشت پناہی پر آمادہ اور قائل کرنا اور طالبان کے خلاف مزید اقدامات پر ابھارنا تھا۔اس وفد سے ملاقات کے دوران گیلانی نے کہا کہ'' ہماری خوشیاں اور غم مشترکہ ہیں، پاکستان اور افغانستان کو مل کر دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنی چاہیے،انتہاپسندی، دہشت گردی اور عسکریت پسندی ناسور ہیں اور ان سے نمٹنے کے لیے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات ناگزیر ہیں''۔وفد میں شامل کئی اراکین نے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہوئے مطالبہ کیا'' جنگ کی آگ افغانستان سے پاکستان پہنچ چکی ہے، پاکستان سرحدی علاقوں میں افغان عسکریت پسندوں کے کیمپوں کو بند کرنے کے لیے کارروائیاں کرے''۔یہ امن کونسل پاکستانی فوج اور حکومت سے امید لگائے بیٹھی ہے کہ وہ افغانستان میں امریکہ کے حواریوں اور غلاموں کو افغانوں پر مسلط کرنے میں پوری جانفشانی سے کام کریں گے اور طالبان مجاہدین کو مذاکرات کی میز پر لانے میں بنیادی کردار ادا کریں گے۔مجاہدین کی بیدار مغز اور جرأت مند قیادت یہود و نصاریٰ کا ساتھ دینے اور امت سے خیانت کرنے والوں کے دامِ فریب میں کبھی نہیں آئے گی۔جن آنکھوں نے نصرتِ الٰہی کا نزول اپنے سامنے دیکھا ہو اور جن نفوس نے اللہ تعالیٰ کی مدد و تائید کو ہمہ وقت اپنے ہمراہ محسوس کیا ہو؛وہ بھلا ان مرتدین اور صلیبی چاکروں کے فریب اور دھوکے میں کیونکر آئیں گے!!!

کرزئی کا دورۂ روس:

ادھر کرزئی اپنی کرسی بچانے کے لیے بھاگا پھر رہا ہے۔اُسے صاف نظر آ رہا ہے کہ مستقبل قریب میں امریکہ اور اُس کے اتحادی افغانستان سے نکل جائیں گے۔اس صورت میں وہ خود بھی اور صلیبیوں کی فراہم کردہ بیساکھیوں پر کھڑی اُس کی حکومت بھی مکمل طور پر طالبان مجاہدین کے رحم و کرم پر ہوگی۔اپنے مستقبل کو'' محفوظ'' بنانے کے لیے ایک طرف اُس نے اپنے ہرکارے پاکستان کی جانب دوڑائے جبکہ خود روس کے چرنوں میں بیٹھ کر مدد و تعاون کی درخواستیں کرنے لگا۔

یاد رہے کہ یہ ۱۹۸۹ء میں سویت یونین کا افغانستان پر قبضہ ختم ہونے کے بعد کسی

بھی افغان صدر کا روس کا پہلا سرکاری دورہ ہے۔کرزئی روس کو اپنا سہارا بنانا چاہتا ہے جبکہ کفر کی تمام قوتیں افغانستان میں اسلام کے خلاف یک جان ہیں۔اسی سلسلے میں ۲۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو نیٹو کے سیکرٹری جنرل فوگ راسموسین نے کہا" تاریخ میں پہلی بار افغانستان میں نیٹو اور روس مل جل کر کام کریں گے،روس نیٹو کے زیادہ ساز وسامان کو روسی علاقے سے گزر کر افغانستان میں ہمارے مشن کی مدد کے لیے آنے کی اجازت دے گا،اب ہم مشینیں اور آلات بھی لا سکیں گے"۔

افغان فوجی......بھگوڑے ہورہے ہیں:

کرزئی کی تگ ودو اور صلیبیوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت 'مجاہدین کو آنے والے دنوں میں حاصل ہونے والی فتوحات کا پتہ دے رہی ہیں۔افغانستان سے اتحادی افواج کے انخلا کی ڈیڈ لائن قریب آنے پر افغان فوج میں بھگوڑوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔سنڈے ہیرالڈ میگزین نے لکھا ہے کہ"اتحادیوں کا انخلا نزدیک آنے پر افغان فوجیوں میں خوف و ہراس بڑھ رہا ہے،انہیں خدشہ ہے کہ اتحادیوں کے جانے کے بعد طالبان انہیں نشانہ بنائیں گے۔امریکی حکام عندیہ دے چکے ہیں کہ انخلا کے لیے طالبان کے خلاف مکمل فتح کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔افغان فوجیوں کو یقین ہے کہ امریکہ اور یورپ کے فوجیوں کے انخلا کے بعد ملک کے بیشتر حصوں پر طالبان کا کنٹرول ہوگا اور وہ اتحادیوں کی حمایت اور مدد کرنے والوں سے انتقام لیں گے۔افغان فوج کو نظم وضبط اور تربیت کی شدید کمی کا سامنا ہے"۔

بائیڈن کا دورہ افغانستان اور پاکستان:

اپنی ان رسوائیوں کا بنظرِ خود مشاہدہ کرنے امریکی نائب صدر افغانستان اور پاکستان کے دورہ پر آیا۔اُس کا پاکستان کا دورہ ۸ گھنٹوں پر مشتمل تھا۔اس مختصر وقت میں وہ کیانی،زرداری اور گیلانی سے ملاقات کر کے،اُنہیں سال رواں کے اواخر میں اوباما کے دورۂ پاکستان کی" نوید" سنا کر اور شمالی وزیرستان میں حتمی آپریشن کا حکم دے کر گیا۔

بائیڈن نے سلمان تاثیر کے قتل پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہ کہ" اس بہادر آدمی کے قتل پر پوری دنیا کو دکھ اور افسوس ہے،طالبان ہی اس قسم کے کام کرتے ہیں"۔اُس نے ممتاز قادری کے حق میں ریلیاں نکالنے والوں پر سخت تنقید کی۔اُس نے مزید کہا کہ" ہم نہیں بلکہ شدت پسند پاکستان کے دشمن ہیں،اسلام قابل احترام مذہب ہے، امریکہ میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے اور اسلام کو جتنی آزادی امریکہ میں ہے اور کہیں نہیں ہے"۔

اپنے پاکستان میں دورے کے دوران بائیڈن نے اعتراف کیا کہ افغانستان کا کوئی فوجی حل نہیں ہے۔بائیڈن دراصل امریکہ کی سیاسی قیادت کی نمائندگی کر رہا ہے۔جبکہ پیٹریاس امریکہ کی فوجی قیادت کی نمائندگی کرتا ہے اور ان دونوں کے بیانات اور حکمت عملی بھی علیحدہ علیحدہ ہی نظر آتی ہے۔سیاسی قیادت کو یقین ہے کہ افغانستان کا کوئی فوجی حل نہیں اور "ہمیں افغان عوام کے دل بھی جیتنا ہوں گے اور افغانستان سے انخلا کرنا ہوگا"۔اسی وجہ سے امریکہ نے افغانستان میں مستقل فوجی اڈے قائم کرنے کے منصوبے سے دستبرداری کا اعلان کیا ہے۔پاکستان اور افغانستان کے لیے امریکہ کے عبوری خصوصی ایلچی فرینک روگیرو نے ۱۱ جنوری کو کابل میں کرزئی سے ملاقات کے بعد اعلان کیا کہ امریکہ افغانستان میں مستقل فوجی اڈے نہیں بنائے گا۔دوسری طرف امریکہ کی فوجی قیادت کا کہنا ہے کہ" ہمیں طالبان کو پسپا کر کے اس حد تک لانا ہوگا کہ جہاں وہ ہماری شرائط پر ہم سے مذاکرات کریں"۔اسی پالیسی کی عکاس نیویارک ٹائمز کی وہ خبر ہے جس کے مطابق"پینٹاگون حکام نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۴۰۰ تازہ دم فوجیوں کو افغانستان بھیجا جارہا ہے تاکہ وہ افغانستان میں موجود امریکی فوجیوں کے مورال کو بلند رکھیں اور گزشتہ سال ہونے والے نقصانات کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کو رفع کر سکیں"۔(امارت اسلامیہ افغانستان نے اس خبر پر مختصر سے تبصرے میں کہا "۱۴۰۰ فوجی ایک لاکھ بیس ہزار فوجیوں کے مورال کو کس طرح بلند کریں گے؟")

امریکہ کی سیاسی اور فوجی قیادت کے مابین جاری اس سرپھٹول کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے'یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن افغانستان میں امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے کربناک حالات واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ کفر کی افواج کے لیے افغانستان پر لمبے عرصے تک قابض رہنا اُن کے لیے واقعتاً موت،ہلاکت اور تباہی کا باعث ہی ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: صلیبی جنگ کا فکری سپہ سالار! پوپ بنی ڈکٹ

اگر ایسے حماقت زدہ بیانات خود پوپ پڑھ لے تو اپنے دستِ ناپاک سے ان لوگوں کو تمغہ حماقت دے کہ جس شخص کا تقاضائے منصبی ہی صلیب کا غلبہ اور اسلام کی شکست ہو ایسے کے بارے میں یہ گو دن کس قدر مغالطے کا شکار ہیں۔یہ لوگ ابھی تک اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ پوپ کے اس قسم کے بیانات سے'تہذیبی تصادم'یا'صلیبی جنگ' شروع ہوسکتی ہے حالانکہ صلیبی تو اپنی دانست میں بھی صلیبی جنگ کے اختتام کے قریب ہیں جس میں ہر آنے والا دن انہیں یقینی شکست سے قریب کررہا ہے۔

اوراب امریکی پادری ٹیری جونز نامی بدزبان شخص'جس نے گزشتہ سال ۱۱/۹ کی برسی پر(معاذ اللہ)قرآن مجید کو نذرِ آتش کرنے کا اعلان کیا تھا' نے اب اعلان کیا ہے کہ" وہ ۲۰ مارچ ۲۰۱۱ء کو شام چھ بجے اپنے چرچ میں قرآن پاک پر مقدمہ چلائے گا(نعوذ باللہ من ذالک)اگر دنیا بھر کے علما میں ہمت ہے تو آکر اس کی صفائی پیش کریں"۔ایسے ہی افرا کے بارے میں قرآن مجید خود کہتا ہے موتوا بغیظکم" اپنے غصّے میں جل مرو"۔

اللہ کے شیر اسامہ بن لادن نصرہ اللہ تعالیٰ نے صلیبیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے" تم نے یہ گستاخانہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصّہ ہیں اور ویٹی کن میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے،یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ مسلمانوں کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان و مال سے زیادہ عزیز ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب تم ہمارا جواب سنو گے نہیں دیکھو گے اور برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں۔

☆☆☆☆

عمران نذیر شہیدؒ

عبدالماجد رحیمی

وہ مسکراتی حسین آنکھیں، وہ نوری کرنوں میں لپٹا چہرہ
وفا و شرم و حیا کا پیکر ،خلوص و صدق و صفا کا پیکر
ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، لہو میں بھیگا گلاب چہرہ

درمیانے قد، لمبی داڑھی، سیاہ چمکتی آنکھوں، سانولی رنگت، کشادہ سینے، دھیمے اور نرم لہجے کے حامل سعد بھائی (عمران نذیر شہیدؒ) سے میری پہلی ملاقات نومبر ۲۰۰۲ء کو ایک خصوصی تقریب میں ہوئی تھی، پھر اس کے بعد وقتاً فوقتاً ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ میں نے انہیں سنجیدہ، باوقار، اور بامقصد شخصیت کا حامل پایا۔ دین کی محبت ان میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حق گوئی اور بے باکی میں وہ اقبالؒ کے اس شعر کا مصداق تھے۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ کو حصولِ علم سے خصوصی شغف تھا، ہر وقت کچھ نہ کچھ دین کا علم حاصل کرنے میں لگے رہتے اور جو علم حاصل کرتے اس پر فوری عمل کی کوشش کرتے۔ اسی جذبے کے تحت آپ نے چھوٹی عمر میں ہی بچوں میں امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ کالج کے دور میں بھی آپ کی پتلون ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین اخلاق سے نوازا تھا۔ ہر ساتھی سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ انتہائی ہنس مکھ اور ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔

یوں تو اللہ پاک نے آپ کو کئی خوبیوں سے نوازا تھا لیکن ایک اعلیٰ خوبی یہ تھی کہ آپ جس چیز کو حق جان لیتے ،اس کی خاطر جان، مال، وقت، صلاحتیں سب کھپا دیتے۔

کاروانِ زندگی یوں ہی رواں دواں تھا کہ ۲۰۰۷ء میں قتال (کاشف) شہیدؒ نے آپ کے سامنے ہجرت و جہاد کی دعوت رکھی اور آپ کی توجہ ایمان کے بعد اس اہم ترین فرضِ عین کی طرف دلائی اور اس کے بارے میں پھیلائے گئے شبہات دور کیے۔ آپ کی پاکیزہ فطرت اور قلبِ سلیم نے اس دعوت پر لبیک کہتے ہوئے سب کاموں کو چھوڑا اور جہاد فی سبیل اللہ کے دعوتی کاموں میں مصروف ہو گئے۔

آپ کو ہر وقت جہنّم کا خوف دامن گیر رہتا اور اس سے بچنے اور جنت میں داخل کیے جانے کے بارے میں متفکر رہتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (ال عمران: ۱۸۵)

’’ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو جو شخص آتش جہنّم سے دُور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے‘‘۔

جب کبھی آپ کو تذکیر کا موقع ملتا آپ اس آیت کو اپنا موضوع بناتے یا پھر جہاد کی آیات منتخب کرتے۔

یکم جنوری ۲۰۰۸ء کو مجھے فون کر کے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس دن کسی مصروفیت کی وجہ سے نہ آ سکے۔ دو دن بعد دوبارہ رابطہ کر کے معذرت کی اور رات گیارہ بجے ایک دوسرے بھائی کے ہمراہ میرے پاس آئے۔ دورانِ ملاقات انہوں نے جہادِ کشمیر کے بارے میں میرا موقف جاننا چاہا۔ میرا موقف جاننے کے بعد انہوں نے جہادِ کشمیر میں آئی ایس آئی کے کردار کے بارے میں سوال کیا تو میں نے انہیں جواب دیا کہ اس کے تعاون کے بغیر تو وہاں جہاد کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی دوران انہوں نے مجھے سرزمینِ خراسان میں جہاد کی دعوت دی اور بتایا کہ وہاں کسی طاغوتی ایجنسی کی کوئی مداخلت نہیں ہے اور خالص شرعی بنیادوں پر جہاد ہو رہا ہے۔ انہوں نے مجھے وہاں کے حالات بتائے اور عبداللہ عزام شہیدؒ کی ایک کتاب دی جو میں پہلے ہی پڑھ چکا تھا۔ پھر یوں ہی کچھ دن گزرے، میں نے استخارہ کیا اور راہِ جہاد میں نکلنے کا فیصلہ کر لیا اور سعد بھائی کو آگاہ کیا۔ وہ میرے جذبات دیکھنے کے لیے کچھ عرصہ ٹالتے رہے۔ بالآخر اپریل ۲۰۰۸ء کو سعد بھائی اور میں ارضِ جہاد کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

تربیت کے فوراً بعد انہوں نے اپنا نام شہیدی حملے کے لیے لکھوا دیا تھا اور وہ اس کے لیے امیر صاحب سے اصرار بھی کرتے رہے لیکن امیر صاحب نے انہیں اجازت نہیں دی۔ آپ کی زبان پر ہر وقت جنت، شہادت اور جہاد کے تذکرے رہتے تھے۔ ہر کسی سے شہادت کی دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔

میدانِ جہاد میں:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ: ۱۱۱)

’’اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال خرید لیے ہیں (اور اس کے) عوض میں اُن کے لیے بہشت (تیار کی) ہے، یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں، یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچّا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے، تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے‘‘۔

ارضِ جہاد میں آنے کے بعد سعد بھائی اپنی سابقہ زندگی پر بہت افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ اتنا عرصہ ان میدانوں سے دور کیوں رہے۔ وہ پہلے ہی سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت کے طلب گار تھے لیکن میدانِ جہاد میں آکر یہ طلب دوچند ہوگئی۔ راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوکر شہادت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھتے اور لایعنی باتوں سے دور رہتے۔

دورانِ تدریب ہم خطِ اول پر تھے اور وہاں سے مجاہدین صلیبی اتحادی افواج اور ان کے مرتد معاونین کے خلاف کارروائیاں کرتے تھے، جن کا جواب دشمن جیٹ طیاروں، ہیلی کاپٹرز اور توپ خانے کی بم باری سے دیتا تھا۔ جب کبھی ان کی جانب سے داغے گئے گولے قرب وجوار میں گرتے تو سعد بھائی مجھ سے کہتے ’’اللہ کرے آج کوئی گولہ آئے اور سیدھا میرے سینے پر لگے اور میں رب کی جنتوں کی سیر کو نکل جاؤں‘‘۔

ایک مرتبہ کچھ ساتھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ہم نے فلاں فلاں کام کرنا ہے۔ سعد بھائی کافی دیر تک خاموش رہے پھر کہنے لگے تم لوگ یہ سب کر لینا مجھے تو بس شہادت چاہیے، اللہ تعالیٰ مجھے جلد سے جلد قبول کرے کیونکہ مجھے آزمائش کا شوق نہیں۔

دورانِ جہاد بالخصوص تدریب کے دنوں میں آنے والی تمام تکالیف اور پریشانیوں پر صبر کا دامن تھامے رکھا۔ آپ کو سانس کی تکلیف تھی، سانس بہت جلدی پھول جاتا تھا لیکن اس کے باوجود تدریب کی تمام مراحل میں انتہائی لگن اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ مدرّب کی ہدایات پر انتہائی دیانتداری سے عمل پیرا ہوتے۔

امیر صاحب نے دورانِ تدریب ایک مرتبہ سب ساتھیوں کو پانی میں کودنے کا کہا پھر بغیر ناشتے کے تین گھنٹے کے سفر کا حکم دیا۔ اکثر ساتھی چپکے سے مطبخ کی طرف گئے اور جو کچھ کھانے کو ملا اٹھا لیا۔ میں نے بھی گزشتہ رات کی آدھی یا پوری روٹی اٹھالی۔ راستے میں مہاجر ساتھیوں کا مرکز تھا، انہوں نے ناشتے کی دعوت دی۔ میں تو فوراً تیار ہوگیا لیکن سعد بھائی نے کہا کہ امیر صاحب نے منع کیا ہے، اس لیے ہم ناشتہ نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے ساتھی نے مشورہ دیا کہ کوئی کھانے کی چیز ساتھ لے لیں تو میں نے ان سے کھجوریں لانے کو کہا اور وہ کھجوریں لے آئے۔ سعد بھائی نے اس پر بھی ہمیں روکا کہ بھائی یہ تو امیر صاحب کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن میرے سمیت کچھ ساتھیوں نے کہا کہ امیر صاحب نے تو کہیں بیٹھنے سے منع کیا تھا اور ہم بیٹھ تو نہیں رہے کھجوریں ساتھ لے کے جا رہے ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد رک کے تو سب ساتھیوں نے وہ چیزیں نکالیں جو انہوں نے مطبخ سے اٹھائی تھیں لیکن سعد بھائی کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، اور وہ یہ دیکھ کر ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں نے یہ کیسی حرکت کی ہے۔ خیر واپسی پہ ہم نے امیر صاحب کو سب کچھ بتا دیا۔

آپ ’’اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ‘‘ کا پیکر تھے۔ تمام ساتھیوں سے بہت محبت سے پیش آتے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بھائی نے گھر جانا تھا، سعد بھائی کو معلوم ہوا تو انہوں نے دو ہزار روپے بھجوائے اور کہا کہ راستے میں ضرورت پڑ سکتی ہے۔ خدمت کے معاملے میں اکثر دوسرے بھائیوں پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔

تدریب کے اختتام پر سب ساتھیوں کی مختلف جگہوں پہ تشکیل کر دی گئی، مجھے خط پر ہی رکھا گیا۔ کچھ دنوں بعد میں نے سعد بھائی کو خط لکھا اور ان سے شکوہ کیا کہ آپ تو بھول ہی گئے ہیں، انہوں نے جلد ہی جوابی خط بھیج دیا اور لکھا کہ یہ دنیا تو فانی ہے، اصل یاد رکھنے کی جگہ تو آخرت ہے اور وہاں یاد رکھنا ہی اصل یاد رکھنا ہے۔

تدریب کے فوراً بعد انہوں نے اپنا نام شہیدی حملے کے لیے لکھوا دیا تھا اور وہ اس کے لیے امیر صاحب سے اصرار بھی کرتے رہے لیکن امیر صاحب نے انہیں اجازت نہیں دی۔ آپ کی زبان پر ہر وقت جنت، شہادت اور جہاد کے تذکرے رہتے تھے۔ ہر کسی سے شہادت کی دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تڑپ کو شرفِ قبولیت بخشا۔ ۱۱ دسمبر ۲۰۰۸ء کو آپ دیگر چھ ساتھیوں سمیت ایک مرکز میں پہنچے۔ رات کو اس مرکز پر بم باری ہوئی اور گلستان شہدا میں سات پھولوں کا اضافہ ہوگیا۔ **نحسبهم كذلك والله حسيبهم۔**

آخر میں سعد شہیدؒ سے ایک درخواست ہے کہ:

باریابی جو ہو تمہاری حضور مالک
کہنا ساتھی میرے کچھ سوختہ جاں اور بھی ہیں
اپنے رستے ہوئے زخموں کو دکھا کر کہنا
ایسے تمغوں کے طلب گار وہاں اور بھی ہیں
اور اپنا کیا ہوا وعدہ بھول نہ جانا......!!!!

☆☆☆☆☆

صلیبی کفار کا یہ تصور بھی غلط ہے کہ قومی لشکر کے نام سے افغانوں کو اپنی ذاتی مفادات کی غرض سے مجاہدین کے ساتھ دست وگریباں کر دیں، کیونکہ کوئی حقیقی مسلمان اتنا ناسمجھ نہیں ہے کہ غیر ملکی حملہ آوروں کے مفادات کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے لڑ کر اپنی جان اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ افغان قوم ہمیشہ عقیدے کے لیے قربانی دیتی ہے اور اسی عقیدے کی بنیاد پر لڑ رہے ہیں۔ عقیدے کی لڑائی صرف اسلام کے دشمنوں کے ساتھ ہی لڑی جا سکتی ہے۔

(امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ)

خوش نصیب ہم سفر

ابو ہمام

''سب طلبا و طالبات اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش بتائیں جس کو حاصل کرنے کے لیے آپ تڑپتے ہوں۔'' انگلش کی ٹیچر نے ٹھیٹھ انگریزی لہجے میں پوچھا۔ ان کا لیکچر ختم ہو چکا تھا لیکن کلاس کا وقت ختم ہونے میں کچھ دیر باقی تھی، اس لیے وقت گزاری کے لیے وہی گھسا پٹا سوال پوچھا جو اس وقت پوچھا جاتا ہے جب کام کی سب باتیں ختم ہو چکی ہوں۔

''میم! میں یہاں او لیولز اور اے لیولز کے بعد M.I.T سے انجینئرنگ کرنا چاہتی ہوں۔'' ایک فیشن زدہ طالبہ بولی۔

''میڈم میں اپنے ڈیڈی کی طرح بہت بڑا بزنس مین بننا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ بل گیٹس کی طرح دولت مند بنوں۔'' طارق اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ لہراتے ہوئے بولا۔

میڈم راحت ہر ایک کی بات سن کر بس ہوں ہاں اور very nice کہتی جا رہی تھیں کیونکہ ویسے بھی یہ سوال تو انہوں نے محض وقت گزاری کے لیے پوچھا تھا۔ ''ارسلان آپ رہ گئے، آپ نے اپنی خواہش ہم سے شیئر نہیں کی؟'' میڈم نے ارسلان پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''میم! میری یہ خواہش ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں اور زندگی ایسی گزاروں کہ کل کو جنت میں مجھے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ مل جائے......'' ارسلان ذرا توقف کے بعد بولا۔ اس کی بات سن کر جیسے پوری کلاس سکتے میں آ گئی، کچھ نے تو غیر مانوس جملہ سن کر منہ سا بنالیا اور کچھ آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگے۔ اس کی بات کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ میڈم نے احتراماً دوپٹہ سر پر اوڑھ لیا۔ اتنے میں بیل بج گئی اور کلاس ختم ہو گئی۔

ارسلان کی آنکھ ایک مذہبی گھرانے میں کھلی تھی جو دین و دنیا کو ایک ساتھ چلانے کے اپنے ہی کسی فارمولے پر گامزن تھے۔ اس کے والدین کا نظریہ یہ تھا کہ مغربی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ مناصب پر فائز ہونا چاہیے۔ جب ہمارے لوگ اعلیٰ مناصب سنبھالیں گے تو خود بخود خلافت کا نظام آ جائے گا۔ دینی تربیت کے پیش نظر اس کے والدین نے اس کو بھی اپنی تنظیم میں شامل کروا دیا اور وہ پروگرامات میں باقاعدگی سے شرکت کرتا تھا۔ شہر کے ایک مشہور اور اعلیٰ تعلیمی ادارے میں صبح و شام دنیا کے ترانے سننے کے باوجود اس کا دل آخرت کے بہترین انجام حاصل کرنے سے پہلے کی کسی منزل یا مسافر خانے میں ٹھہرتا ہی نہ تھا۔ نماز کی باقاعدگی، تلاوتِ قرآن اور تفسیر اور احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرنا اس کا معمول تھا۔

....

''ارسلان! کدھر ہو بھائی؟ تم نے بریکنگ نیوز نہیں دیکھی؟ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا ہے۔ صدر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اپنے حلقے کے تمام ساتھیوں کو لے کر فوراً شہر کے وسطی چوک پر پہنچیں۔ روڈ بلاک کرنا ہے اور مظاہرہ کرنا ہے۔

''جی بھائی پہنچتا ہوں۔'' ارسلان نے آہستگی سے کہا اور فون بند کر دیا۔

وین میں بیٹھے ہوئے وہ کسی گہری سوچ میں مگن تھا۔ اس کے ساتھی آپس میں خوش گپیاں لگا رہے تھے اور مشورہ کر رہے تھے کہ اگر پولیس سے ٹاکرا ہو گیا تو کیا کرنا ہے۔ آج ارسلان خلافِ معمول سارے راستے خاموش رہا اور سر جھکائے آہستہ آہستہ ذکر میں مشغول رہا۔

''میرے بھائیو اور دوستو! ہم امریکی حملے کے رد میں جہاد کا اعلان کرتے ہیں، سب لوگ نکل آئیں، سروں پر کفن باندھ لیں۔ ہماری مائیں، ہماری بہنیں...... ہمارے افغانی مسلمان بھائی ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ ہم سب کو چاہیے کہ اپنے گھر چھوڑیں اور اپنے قائدین کی کال پر اپنے دین کے لیے تن، من، دھن قربان کرنے کا عہد کریں۔ کل قیامت کے دن جب ہمارا رب ہم سے سوال کرے گا کہ تم نے مظلوم بھائیوں کی مدد کے لیے کیا کیا تو ہم کیا جواب دیں گے؟'' ایک صاحب دھواں دھار تقریر کر رہے تھے۔ ''کیا آپ لوگ جانیں دیں گے؟ جیلوں میں جائیں گے؟'' سامنے پر جوش مظاہرین کے جذبات دیدنی تھے۔ فضا لبیک اللھم لبیک کے نعروں سے گونج اٹھی۔ کچھ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بھی رواں تھے۔ ''میرے بھائیو! ہم نے ملک بھر میں احتجاج کی کال دی ہے۔ کفر کو ہم اپنی اسٹریٹ پاور دکھا کر یہ ثابت کر دیں گے کہ یہ امت ابھی سوئی نہیں ہے۔'' پھر انہوں نے غزوہ بدر، احد اور خندق کا ذکر کیا۔

واپسی پر سب شرکا جلوس کی کامیابی اور افراد کی تعداد پر تبصرہ کر رہے تھے لیکن آج ارسلان پر عجیب سکوت طاری تھا۔ کہ جیسے وہ تخیلات کے صحرا میں بھٹکتے ہوئے کسی سرسبز نخلستان کی تلاش میں ہے۔ وہ مطمئن نہیں تھا۔ بس بے چینی میں کچھ ورد کیے جا رہا تھا، اس کے ذہن میں گویا الجھنوں کا طوفان تھا۔ سارے راستے وہ یوں ہی گم سم رہا۔ اب وین اس کے گھر کے سامنے رکی اور وہ ساتھیوں کو سلام کر کے اتر گیا۔

....

یا اللہ! مجھے حق کو حق دکھا اور اس کی اتباع کی توفیق دے اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے اجتناب کی توفیق دے۔'' یہ دعا اب ارسلان کی حرزِ جاں بن چکی تھی۔ وہ سوچتا تھا کہ اگر میں اپنے مظلوم بھائیوں کی جگہ ہوتا، میرے والدین اور بہن بھائی میرے سامنے شہید کیے جاتے اور مجھے پتہ چلتا کہ قریب کسی ملک میں شہر اماں کے لوگ میرے درد کی دوا کی بجائے جلوسوں میں لگے ہوئے ہیں تو مجھے ان کی بے وفائی کا کتنا زیادہ احساس ہوتا۔ کل کو جب امریکی عقوبت خانوں میں قید ظلم و زیادتی کی شکار میری بہنیں جب مجھ سے پوچھیں گی کہ ''تم ہماری مدد کو کیوں نہیں آئے؟'' تو میرا یہ جواب کیا کام دے گا کہ میں اپنی مصروف روٹین میں سے وقت نکال کر تمہارے لیے احتجاجی جلوس نکالتا رہا۔ لامحالہ وہ کہیں گی کہ کیا یہی راستہ ہماری نصرت کو جاتا تھا؟

....

''ارسلان صاحب بہت اچھی کتاب ملی ہے مجھے، یہ لیں آپ بھی پڑھ لیں، پھر واپس لائبریری میں ضرور رکھ دیجے گا۔'' عامر صاحب نے ایک چھوٹی سی کتاب اس کے حوالے کی۔ عامر صاحب ارسلان کے پرانے دوست تھے۔ ارسلان عامر سے بے حد محبت کرتا تھا اور

تمام دینی امور میں ان کے مشوروں اور نصیحتوں پر توجہ سے عمل کرتا تھا۔ آج ان کے گھر بیان تھا جس کے بعد انہوں نے ارسلان کو یہ کتاب دی۔

ارسلان گھر واپس لوٹا، وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھی، پھر دوزانوں بیٹھ کر اپنے رب سے ناز و نیاز میں مشغول ہوگیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ اکیلے اپنے کمرے میں مصلے پر نوافل کے بعد بیٹھ کر کافی دیر تک دعائیں مانگتا رہتا۔ اپنے لیے راستہ مانگتا۔ وہ راستہ جو اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس جا کر ختم ہوتا ہو۔ کیونکہ اس سے کم پر اس کا دل راضی نہ ہوتا تھا۔ ڈھیر ساری دعائیں کرنے کے بعد اس نے آنسو پونچھے اور عامر صاحب کی دی ہوئی کتاب پڑھنے لگا۔ کتاب کا نام تھا 'دیکھنا قافلہ چھوٹ نہ جائے'۔ اس نے ایک نشست میں ہی پوری کتاب پڑھ ڈالی۔ جیسے جیسے وہ کتاب کے صفحات پلٹتا اس کے ذہن کی گتھیاں سلجھنے لگیں، الجھنیں دور ہوتی گئیں اپنے راستے کے نشانات ملتے گئے۔ اس کا ضمیر جس بات کی دعوت اسے دیتا تھا اس بات کی تصدیق اور اس کے سچے ہونے کی واضح دلیل اسے مل چکی تھی۔ اس کے چہرے پر ابتسام اسے حق راستہ ملنے کی خوشی کا مظہر تھا اور اس کے آنکھوں کی چمک اس کے پختہ عزم کی عکاس تھی۔

''عامر صاحب میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ کے لیے۔ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے اور یہ اس وقت تک فرض عین رہے گا جب تک ہم اپنے تمام مقبوضہ علاقے کفار کے قبضے سے چھڑا کر وہاں اسلام نافذ نہ کر دیں'' اگلے ہی دن ارسلان عامر صاحب کے سامنے کھڑا ان کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر رہا تھا۔ ''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مجھے نشانِ منزل دکھا دیے ہیں۔''

''ارسلان! میں خود یہ کتاب پڑھ کر شرحِ صدر حاصل کر چکا ہوں۔''

''تو پھر ہم افغانستان کیسے جائیں؟ یہاں تو امریکہ کے حواری پاکستانی فوج اور ایجنسیاں ہر اس بندے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں جو افغانستان جا کر جہاد کرنا چاہتا ہے......'' ارسلان نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''میرے کچھ ساتھیوں سے روابط ہیں جو پہلے سے جہاد سے منسلک ہیں، ان سے مل کر کچھ ترتیب بنانے کی کوشش کرتا ہوں، تب تک تم اپنے گھر والوں کا ذہن تیار کرو۔'' عامر صاحب نے سوچ کر جواب دیا۔

....

''بابا جان! میں مزید پڑھنا نہیں چاہتا......'' ارسلان نے نہایت ادب اور خوف کے عالم میں اپنے والد سے بات کا آغاز کیا۔

''کیوں بیٹا؟ یہ ایک دم سے کیا ہوگیا آپ کو؟'' والد نے قدرے ناگواری سے کہا۔

''بابا دراصل میں وہ...... جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں۔'' ارسلان نے پرعزم لہجے میں کہا۔

''آپ کا دماغ چل گیا ہے شاید۔ یہ جو آپ پڑھ رہے ہیں یہ بھی تو جہاد ہے۔ اور جب آپ کی پڑھائی ختم ہونے میں ایک سال باقی ہے تو یکدم کیا خیال آ گیا؟ کچھ پڑھ لکھ کر جب آپ مسلمانوں کی ترقی کے لیے کام کریں گے وہ ہی اصل جہاد ہوگا۔ جہاد صرف مارنے مرنے کا تو نام نہیں ہے۔''

''بابا! جہاد تو قتال فی سبیل اللہ ہی ہے۔ اور یہ اب فرضِ عین ہو چکا ہے، بلکہ جب سے ہمارا ہسپانیہ ہم سے چھوٹا تب سے فرض عین ہے اور پیارے بابا جان! جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچے میں جب ''حی علی الجہاد'' کی صدا لگتی تھی تو صحابہ کرام تو سوائے تلواروں، نیزوں اور سدھائے ہوئے گھوڑوں کے اور کچھ بھی نہ لاتے تھے۔ نہ وہ قلم لے کر آتے تھے کہ شاید قلمی جہاد کی بات ہو رہی ہے اور نہ ہی ادویات کہ شاید مدینہ میں حفظانِ صحت کے حوالے سے نئی مہم درپیش ہے۔'' ارسلان نہایت دھیمے انداز میں بولا۔

''لیکن بیٹا! ایک سال ہی تو رہ گیا ہے۔ یہ تو پورا کر لو۔ پھر چلے جانا، ورنہ ڈگری نہ ملی تو ساری زندگی آگے خراب ہو جائے گی۔''

''بابا جان! ذرا سوچیں! اگر اس وقت میری بہن قید میں ہوتی اور دشمن اس کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کرتے تو کیا مجھ سے پڑھائی ہو پاتی؟ کیا میں چین سے بیٹھ پاتا؟ اس وقت میری ایک نہیں ہزاروں بہنیں کفار کی قید میں ہیں تو آخر میں کیسے آرام کی نیند سوؤں جبکہ زنجیروں میں جکڑی میری بہنیں نہ جانے کیسے رات گزارتی ہوں گی۔ میری مسجدِ اقصیٰ قید ہے، جزیرۃ العرب جہاں کی مٹی کی خوشبو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نشان کا پتہ دیتی ہے، اس پر کفار مزے سے دندناتے پھر رہے ہیں اور وہاں اپنے فوجی اڈے بنا لیے ہیں۔ بابا جان! مجھ سے نہیں رہا جاتا۔ میں نے لازماً جہاد کے لیے نکلنا ہے۔'' ارسلان نے جذباتی انداز میں اپنے دل کے زخم اپنے والد کے سامنے بیان کر دیے۔

....

''ارسلان! کل شام کو روانگی ہے بیگ تیار کر لینا'' عامر نے ارسلان سے خفیہ ملاقات میں اس کو پرنور راہوں میں بلاوے کی خوشخبری سناتے ہوتے کہا۔ ''اللہ اکبر!'' وہ سجدے میں گر پڑا اور زار و قطار رونے لگا۔ اسے اس دن کا شدت سے انتظار تھا۔

اگلی شام وہ خفیہ طریقے سے گھر سے نکل پڑا اور گھر میں خط لکھ کر اپنے بستر پر رکھ دیا۔ خط کے آخر میں یہ اشعار تھے۔

الٰہی تیری دعوت پر تیرے دیوانے آئے ہیں
تیری رحمت سے الجھی گتھیاں سلجھانے آئے ہیں
متاعِ زندگانی کی ہوس میں زنگ آلودہ
فسردہ جذبہ ایمان کو گرمانے آئے ہیں

ایمان و عمل کی پرنور راہوں پر اس کا سفر شروع ہو چکا تھا۔ ان راہوں پر جہاں قلب و نظر کی دنیا میں نور کی برسات ہوتی ہے۔ جہاں سچ اور جھوٹ، حق اور باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے۔ ارسلان بے حد خوش تھا۔ وہ جنہیں دنیا دہشت گرد کہتی ہے، وہ ان کا ہم رکاب تھا، ان کا ساتھی تھا۔ ان دہشت گردوں کو اس نے الگ ہی رنگ میں رنگا پایا تھا، وہ کسی اور ہی دنیا کے لوگ تھے۔ ہر کوئی اپنے رب کو منانے اور جنت میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی حاصل کرنے کی دوڑ میں لگا ہوا تھا۔ ہر ایک کی دوڑ کہ کس کے پاس دنیا کا مال و متاع سب سے کم ہے۔ دنیا سے، اس کی آلائشوں سے عجیب نفرت...... پھر وہاں جا کر اسے جو سکون ملا وہ اس نے کالجوں، یونیورسٹیوں، گاڑیوں اور عمارتوں کی دنیا میں نہ پایا تھا۔ ذکر اور تلاوت وہاں بھی کرتا تھا،

لیکن ان پرنور جہادی راہوں میں تو جیسے ہر تسبیح ، ہر تکبیر، ہر تہلیل اس کے دل کو نورانی کیے جاتی۔اسے حیاتِ طیبہ کی لذت چکھاتی۔ایک عرش والے کے علاوہ کسی کا خوف اب اس کے دل میں نہ رہا تھا۔دجال کے لشکریوں کی کثرتِ عدد و سامانِ حرب اس کی نظر میں مکڑی کے جالے سے کمزور تھی۔وہ اکثر اپنے ساتھیوں کی خدمت کرتے ہوئے یہ اشعار گنگناتا رہتا۔

تیری راہِ محبت میں جب بھی کبھی ہم سرِ شام محفل پکارے گئے
شام جب تک رہی ہم بھی جلتے رہے، جب تلک نہ پلٹ کر ستارے گئے
ہم جو پرنور راہوں میں مارے گئے، ہم جو پرنور راہوں میں مارے گئے

....

ارسلان کافی عرصے بعد گھر والوں سے ملنے آیا۔خطوط تو وہ کافی بھیجتا رہتا تھا، لیکن کالے چہروں والوں کی طرف سے راستوں میں چیکنگ کا سلسلہ تھوڑا نرم پڑا تو امیر صاحب نے اس کو والدین اور گھر والوں سے ملنے بھیجا۔

’’بھائی آ گئے! بھائی آ گئے!‘‘ ارسلان کے سب سے چھوٹے بھائی نے آسمان سر پر اٹھا لیا، والدین اسے دیکھ کر عجیب سکتے میں آ گئے۔پھر جب انہیں یقین آ گیا کہ ان کے سامنے واقعی ان کا بیٹا کھڑا ہے تو اپنے لختِ جگر کو گلے لگا لیا اور دیر تک پیار کرتے رہے۔

وہ کافی تبدیل ہو چکا تھا۔کندھوں تک لمبی لمبی زلفیں، لمبی داڑھی، شلوار نصف پنڈلیوں تک......اس کا یہ حلیہ دیکھ کر اس کے والد نے کہا:’’بیٹا! یہاں یہ حلیہ تبدیل کر لو، آج کل ایجنسیوں والے بڑے الرٹ ہوتے ہیں۔‘‘

’’بابا جان! یہ اللہ کے اذن کے بغیر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔آپ فکر نہ کریں، اللہ حفاظت کرے گا۔‘‘ ارسلان نے پیار بھرے انداز میں اپنے والد سے کہا۔

’’میں تو اپنے بیٹے کی شادی کروں گی، پھر میرا بیٹا میرے ساتھ رہے گا۔‘‘ والدہ نے بے قراری کے عالم میں یوں کہا کہ جیسے ان کا بیٹا پھر کہیں ان سے دور نہ چلا جائے۔

’’ہی ہی! کیوں نہیں جی......شادی کے لیے تو آیا ہوں اصل میں......نہیں، اصل میں تو آپ سے ملنے آیا ہوں اور شادی تو دوسری ترجیح کا کام ہے۔‘‘ ارسلان نے شرارتی لہجے میں کہا۔سب گھر والے اس کے اخلاق میں، حلم اور عاجزی میں بے پناہ اضافے کو محسوس کر رہے تھے۔

’’لیکن بیٹا! پھر کہیں شادی کے بعد دوبارہ تو کہیں غائب نہیں ہو جاؤ گے ناں؟‘‘ اب کی بار اس کی والدہ نے سنجیدگی کے ساتھ اپنے اندیشے کا اظہار کیا۔

ارسلان اپنی والدہ کے قریب آیا اور پیار سے ماتھے پر بوسہ دے کر بولا’’میرے لیے تو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حنظلہ رضی اللہ عنہ مشعلِ راہ ہیں۔‘‘ پھر عجیب شوق میں یہ شعر پڑھا جس کی گرمائش سب گھر والوں نے محسوس کی۔

ہزاروں شادیاں قربان اس کی ایک شادی پر
کیا قربان جس نے اپنا سب کچھ اپنے ہادی ﷺ پر

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

نیٹو کنٹینرز کی تباہی

۲۵ دسمبر ۲۰۱۰ء: مستونگ کے علاقے کھڈ کوچہ میں نیٹو فورسز کے لیے سامانِ رسد لے جانے والے کنٹینر پر فائرنگ کر دی گئی، ڈرائیور محمد اسلم ہلاک، کنٹینر تباہ۔

۲۶ دسمبر: مستونگ کے علاقے چوتو میں نیٹو سپلائی ٹینکر کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔

۲۶ دسمبر: مستونگ میں نیٹو فورسز کو ایندھن فراہم کرنے والے ٹینکر پر فائرنگ سے ٹینکر ڈرائیور ہلاک ہو گیا جبکہ ٹینکر میں آگ بھڑک اٹھی۔

۲۹ دسمبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل لنڈی کوتل میں نیٹو فورسز کے لیے سامانِ رسد لے جانے والے دو کنٹینرز پر فائرنگ کی گئی۔جس سے ایک ڈرائیور ہلاک ہو گیا۔فائرنگ کے بعد ایک کنٹینر ڈرائیور سے بے قابو ہو کر الٹ گیا۔

۳۰ دسمبر: چمن کے قریب نیٹو فورسز کے لیے تیل کے جانے والے آئل ٹینکر میں دھماکہ کے بعد آگ بھڑک اٹھی اور ٹینکر تباہ ہو گیا۔

۳۰ دسمبر: بلوچستان کے ضلع کچھی کے علاقے قلندرانی پل کے مقام پر ۲ نیٹو آئل ٹینکروں پر فائرنگ کی گئی۔ایک ٹینکر کا ڈرائیور عنایت اللہ ہلاک اور اس کا ساتھی سخی خان زخمی ہو گیا۔جبکہ دونوں ٹینکروں میں آگ بھڑک اٹھی۔

۲ جنوری ۲۰۱۱ء: سوراب میں افغانستان سے واپس آنے والے نیٹو ٹینکر کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔

۷ جنوری: نوشہرہ کے علاقے اکوڑہ خٹک میں نیٹو آئل ٹینکر پر فائرنگ، ٹینکر تباہ۔

۹ جنوری: مستونگ میں نیٹو کے آئل ٹینکر کو آگ لگا دی گئی۔

۱۰ جنوری: خضدار کے قریب نیٹو آئل ٹینکر کو آگ لگا دی گئی۔جس سے ٹینکر تباہ ہو گیا۔

۱۵ جنوری: ڈیرہ مراد جمالی کے قریب نیٹو کے ۲۰ آئل ٹینکروں پر فائرنگ کر کے آگ لگا دی گئی۔جس کے نتیجے میں تمام آئل ٹینکرز تباہ ہو گئے۔

۱۶ جنوری: قلات میں نیٹو کے لیے رسد لے جانے والے دو ٹرالروں پر فائرنگ کی گئی، بعد ازاں اُنہیں نذرِ آتش کر دیا گیا۔

۲۱ جنوری: قلات اور مستونگ میں نیٹو رسد پر حملوں میں ۳ آئل ٹینکر تباہ جبکہ ۲ رائیو زخمی ہو گئے۔

۲۲ جنوری: چمن میں نیٹو ٹرالر گہری کھائی میں جا گرا۔

☆☆☆☆☆

یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کسی شخص کے دل میں ایمان باللہ اور شریعت کے دشمنوں کی محبت، مودت اور ولایت کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔چاہے وہ ہمارے باپ اور بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔تو پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اہلِ ایمان کا، زرداری اور اُس کی فوج سے محبت اور دوستی کا تعلق کیونکر استوار ہو سکتا ہے۔

(شیخ اسامہ بن لادن نصرہ اللہ)

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل اور صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ صفحہ ۳۰ پر پیش خدمت ہے، یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جبکہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.shahamat.info/urdu پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

17 دسمبر

☆مجاہدین کی جانب سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق ضلع سنگین میں امریکی فوج کے پیدل گشتی قافلے پر 5 بارودی سرنگ کے دھماکے ہوئے۔جس کے نتیجے میں 10 فوجی مردار ہوئے اور 10 ہی زخمی ہوئے۔

☆ ضلع پل خمری،صوبہ بغلان میں مجاہدین نے دشمن کا ایک بغیر پائلٹ کے جاسوسی طیارہ مار گرایا۔طیارہ علاقے میں مجاہدین کی جاسوسی کر رہا تھا۔اس کے علاوہ مذکورہ علاقے ہی میں صلیبی افواج کا ٹینک سڑک کنارے بم سے ٹکرا گیا۔جس سے 4 فوجی مارے گئے۔

19 دسمبر

☆ مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے بیک وقت وفاقی دارالحکومت کابل شہر اور صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں کٹھ پتلی فوجیوں پر حملے کیے۔دو فدائین (شہید عبداللہ اور شہید حنظلہ تقبلہ اللہ) نے کابل،جلال آباد شاہراہ پر حربی اکیڈمی کے قریب کٹھ پتلی ادارے کے فوجی افسروں پر حملہ کیا کہ جب وہ بسوں میں سوار تھے۔پہلا فدائی مجاہد اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے بس پر چڑھ گیا اور کٹھ پتلیوں کو نشانہ بنایا۔بعد میں دشمن کی جوابی فائرنگ سے جامِ شہادت نوش کر گیا۔دوسرے مجاہد نے چار گھنٹے تک مزاحمت جاری رکھی اور آخر شہادت پا گئے۔اس کاروائی میں 13 فوجی ہلاک اور 8 زخمی ہوئے۔نیز بس جل کر مکمل خاکستر ہوگئی۔

20 دسمبر

☆ گذشتہ روز قندوز میں شروع ہونے والے فدائی مجاہدین کے حملے کے ساتھ ہی کابل شہر میں بھی کٹھ پتلی فوج کے بھرتی مرکز پر بھی حملہ کیا گیا تھا، جو 16 گھنٹے تک جاری رہا۔مجاہدین نے حملے کا آغاز ایک بارودی موٹر سائیکل سے کیا، جسے فوجی مرکز کے قریب کھڑا کیا گیا اور جب فوجی،مرکز سے باہر نکلے تو دھماکہ کر دیا گیا۔اس کے بعد مجاہدین مرکز کے اندر داخل ہوگئے اور دشمن کو تاک تاک کر نشانہ بنایا۔36 کٹھ پتلی مردار اور 16 زخمیوں کے علاوہ 2 نیٹو فوجی بھی مارے گئے۔دونوں فدائی مجاہد 16 گھنٹے تک جرات و جاں فشانی کی تاریخ رقم کرتے ہوئے آخر کار اپنے مقصودِ حقیقی سے جا ملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆صوبہ غزنی،ضلع مقر میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے دشمن کے پیدل دستوں پر اُس وقت حملہ کر دیا کہ جب وہ مجاہدین کے خلاف چار قلعہ کے علاقے میں ایک کارروائی کے لیے آرہے تھے۔جس کے نتیجے میں 15 افغان و نیٹو فوجی ہلاک و زخمی ہوگئے۔

21 دسمبر

☆صوبہ ہلمند،ضلع سنگین سے موصولہ اطلاعات کے مطابق دو مختلف کارروائیوں کے نتیجے میں 16 امریکی فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔پہلا حملہ ضلعی بازار کے قریب گنبد گاؤں میں دھماکوں کی صورت میں کیا گیا کہ جس سے 3 امریکی مردار اور 4 زخمی ہوئے۔دوسری طرف امریکی پیدل دستوں پر کیے جانے دھماکوں سے مزید 5 فوجیوں کے مارے جانے اور 4 کے زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

☆امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ بغلان میں امریکی جاسوسی طیارہ مار گرایا۔یہ طیارہ ضلع پل خمری کے پنڈ غوری نامی مقام پر گشت کر رہا تھا کہ مجاہدین کے حملے کی زد میں آ گیا۔

22 دسمبر

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک کے نہر سراج علاقے یخچال کے مقام پر امریکی فوجیوں کو مجاہدین کے خلاف آپریشن کی غرض سے اُتارا گیا تھا کہ مجاہدین نے ان پر حملہ کر دیا۔کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں 10 امریکی مردار اور زخمی ہوئے۔4 مجاہد بھائی بھی زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کا گورنر اشرف ناصری ضلعی مرکز کی نئی عمارت کی افتتاحی تقریب کے لیے آیا تو مجاہدین نے ضلعی بازار میں پولیس اور نیٹو فوجیوں پر حملہ کر دیا۔جس سے ایک فوجی گاڑی تباہ ہو گئی اور 14 فوجی جہنّم واصل ہوئے۔جن میں 9 پولیس اہلکار اور 5 نیٹو فوجی شامل ہیں۔ساتھ ہی مجاہدین نے مرکز پر میزائیل بھی داغے کہ جس سے دشمن کو نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اور تقریب درہم برہم ہوگئی۔

27 دسمبر

☆قندھار شہر کے وسط شہدا چوک کے قریب کابل بینک کے سامنے ایسے وقت میں کار بم دھماکہ ہوا کہ جب کٹھ پتلی پولیس اہلکار تنخواہیں وصول کرنے کی غرض سے قطار میں کھڑے تھے۔دھماکے سے 18 پولیس اہلکار آفسر سمیت مارے گئے۔ایک امریکی فوجی گاڑی،چار پولیس گاڑیاں جل کر خاکستر ہوگئیں۔

☆مجاہدین نے صوبہ قندھار،ضلع ژڑئی کے حاجی عبداللہ جان قلعہ میں ایک خالی مکان میں بارودی سرنگیں نصب کر رکھی تھیں۔امریکی فوجی سہ پہر کے قریب اس مکان میں داخل ہوئے تو یک دم دھماکوں سے 10 امریکی مارے گئے جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆ صوبہ پکتیکا کے ضلع موزئی کے علاقے میں امریکی کیمپ میں شدید دھماکے ہوئے۔ مجاہدین نے یہ دھماکے گاڑی کے ذریعے کیے پے درپے ہونے والے دھماکوں 30امریکی اور کٹھ پتلی فوجی ہلاک وزخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

28 دسمبر

☆صوبہ کابل،ضلع سروبی کے استحکام پل سے شہید ملا بورجان رحمتہ اللہ کی زیارت تک کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے نیٹو رسد کے قافلوں پر شدید حملے کیے۔مجاہدین نے شاہراہ کو بڑے بڑے پتھر گرا کر بند کیا اور کاروان پر حملے شروع کر دیے۔دشمن کے 2ٹینک،3رینجر گاڑیاں،2 کنٹینرز،1 آئل ٹینکر،2ٹریلر جن پر گاڑیاں لدی تھیں،مکمل طور پر نذرِ آتش ہوگئے۔حملوں میں 18نیٹو وکٹھ پتلی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆ضلع سنگین صوبہ ہلمند سے آمدہ اطلاعات کے مطابق منگل کے روز ہونے والے دو دھماکوں میں مجموعی طور پر 14امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔

29 دسمبر

☆موصولہ اطلاعات کے مطابق صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں امریکی فوجیوں اور مجاہدین کے درمیان 5 گھنٹوں تک جھڑپیں جاری رہیں۔دشمن کی فوج ضلعی مرکز کے قریب مجید چوک کے علاقے میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کے سلسلے میں آرہی تھی۔8بم دھماکوں میں 13امریکی مردار جبکہ 15زخمی ہوئے۔

☆امریکی فوجی صوبہ ہلمند،ضلع خانشین کے بازار میں مجاہدین کی جانب سے نصب کردہ بم کو ناکارہ بنانے کی کوشش میں تھے کہ یکایک بم زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔6امریکی فوجی ہلاک جبکہ 4امریکی زخمی ہوئے۔

30 دسمبر

☆صوبہ قندھار اور صوبہ قندوز میں ہونے والے دو بارودی سرنگوں کے دھماکوں میں 2ٹینک تباہ ہوگئے۔11 صلیبی ہلاک جبکہ 3زخمی ہوئے۔ایک ٹینک صوبہ قندھار،ضلع شاہ ولی کوٹ میں جبکہ دوسرا ٹینک قندوز شہر کے صدر مقام کے قریب باچا قلندر چوکی کے قریب دھماکے سے تباہ ہوا۔

یکم جنوری 2011ء

☆امریکی وکٹھ پتلی فوجوں نے صوبہ قندھار کے صوبائی دارالحکومت کے قریب تیپہ کے مقام پر چھاپہ مارا۔دشمن کی مجاہدین کی جانب سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔شدید جھڑپوں میں 10امریکی وکٹھ پتلی فوجی مردار ہوئے جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ اورزگان میں ایک آپریشن کے دوران امریکی ومرتد فوجوں پر دو شدید دھماکے ہوئے،جس سے 7امریکی اور 8مرتد فوجی ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔

3 جنوری

☆مجاہدین ذرائع کے مطابق امریکی جاسوس طیارہ صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں سیستانی کے علاقے سیفن کے مقام پر نچلی پرواز کررہا تھا کہ مجاہدین نے اسے ہیوی مشین گن کا نشانہ بنا کر مار گرایا گیا۔

☆صوبہ ہلمند،ضلع سنگین میں بم دھماکوں سے 10 صلیبی وافغان فوجی ہلاک وزخمی ہوگئے۔ تفصیلات کے مطابق دوپہر کو ضلعی مرکز کے قریب زعفرانی کے علاقے اور اسی روز مجید چوک کے مقام پر دو دھماکوں میں مجموعی طور پر 10دشمن ہلاک وزخمی ہوئے۔

4 جنوری

☆مجاہدین امارت اسلامیہ نے صوبہ میدان وردک کے ضلع جغتو میں امریکی جاسوسی طیارے کو مار گرایا۔یہ طیارہ ضلعی مرکز کے قریب پرواز کررہا تھا کہ مجاہدین نے ہیوی مشین گن کا نشانہ بنا کر اسے مار گرایا۔

7 جنوری

☆صوبہ قندھار،ضلع بولدک کے سرحدی شہر میں امارتِ اسلامیہ کے جانباز مجاہد نے استشہادی حملہ کرکے پولیس کمانڈر سمیت 18اہلکاروں کو ہلاک کیا۔پیدل حملہ آور شہید محمد خان تقبلہ اللہ نے جمعہ کے روز بولدک شہر میں شائستہ پٹرولیم کے سامنے حاجی نعمت حمام میں سرحدی پولیس کمانڈر رمضان پر شہیدی حملہ کیا۔جس میں کمانڈر سمیت 18 کٹھ پتلی پولیس اہلکاروں کے مارے جانے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

8 جنوری

☆مجاہدین ذرائع کے مطابق صوبہ بادغیس،ضلع غورماچ کے مرکز کے قریب امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے بارودی سرنگیں نصب کررکھی تھیں۔سہ پہر کے وقت امریکی فوجی انھیں ناکارہ بنانے کی کوشش کررہے تھے کہ شدید دھماکہ ہوا۔جس سے 10امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

9 جنوری

☆ہلمند اور بادغیس کے اضلاع سے مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کے حملوں میں 9امریکی فوجی مارے جانے اور 5 کے زخمی ہونے اطلاع ملی۔ہلمند میں امریکی پیدل دستوں پر ہونے والے حملوں میں بارودی سرنگ کے 2دھماکوں میں 4فوجی ہلاک اور 5زخمی ہوئے۔جبکہ دوسری طرف بادغیس میں ایک امریکی ٹینک مجاہدین کے نصب کردہ بم سے ٹکرا کر تباہ ہوا۔اس پر سوار 5امریکی فوجی مارے گئے۔

10 جنوری

☆افغان فوجی صوبہ قندھار کے ضلع بولدک میں اوت پہاڑی کے قریب عطاءاللہ ٹیوب ویل کے مقام پر قندھار،بولدک قومی شاہراہ پر گاڑیوں کی چھان بین کررہے تھے کہ فدائی مجاہد شہید محمد ہاشم تقبلہ اللہ نے بارود بھری کرولا گاڑی کے ذریعے دشمن پر شہیدی حملہ کیا۔جس سے دشمن کی 2رینجر گاڑیاں تباہ اور آس پاس کھڑے 22دشمن ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوئے۔کہا جاتا کہ نام نہاد افغان صدر حامد کرزئی کا بھائی احمد ولی کرزئی بولدک ضلعی مرکز کا دورہ کرنے کے لیے آرہا تھا۔جس کے لیے بھاری نفری تعینات تھی۔جس پر فدائی جانباز نے حملہ کردیا۔

11 جنوری

☆امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے تابڑ توڑ حملوں میں صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں

9امریکی فوجیوں کو ہلاک اور10 کوزخمی کر ڈالا۔رات ایک بجے مرزا آباد کے علاقے میں امریکی پیدل دستوں پر ہونے والے دو دھماکوں میں 3امریکی فوجی ہلاک جبکہ 4زخمی ہوگئے۔ چغالی کے علاقے میں تین گھنٹے تک جاری رہنے والی لڑائی کے نتیجے میں 2امریکی فوجی ہلاک جبکہ 2ہی کے زخمی ہونے کا پتہ چلا۔اسی طرح ایک امریکی ٹینک پر ہونے والے حملہ کیا گیا۔مزید2دھماکے اس وقت کیے گئے کہ جب دشمن نعشیں اور زخمی اُٹھانے مصروف تھا۔بہترین حکمتِ عملی کےتحت کیے گئے ان دھماکوں میں 4امریکی جہنّم واصل ہوئے جبکہ 4زخمی ہوئے۔

12 جنوری

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں بارودی سرنگوں کے مختلف دھماکوں میں 11امریکی فوجی مارے گئے اور11ہی زخمی ہوئے۔تفصیلات کے مطابق ضلعی مرکز کے قریب خاشوگاؤں میں بم دھماکہ ہوا۔جس میں 3 قابض جبکہ 2زخمی ہوگئے۔اسی طرح ساروان قلعہ کے گل آغا پٹرولیم سروس کے قریب 2 پے در پے دھماکوں میں مزید3امریکیوں کے مارے جانے اور 3ہی کے زخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ایک گھنٹے بعد مذکورہ علاقے میں پیدل دستوں پرہونے والے دھماکے میں 1فوجی ہلاک جبکہ2زخمی ہوئے۔ساروان قلعہ کے ملاآدم نیکہ زیارت کےقریب غاصب امریکیوں پرہونے والے ایک اوردھماکے میں2امریکی ہلاک جبکہ2زخمی ہوئے۔

☆وفاقی دارالحکومت کابل شہر کے وسط دارالامان کے علاقے میں امارتِ اسلامیہ کے فدائی مجاہدشہید احمد تقبلہ اللہ نے کٹھ پتلی ادارے کی بس پر استشہادی حملہ کیا۔بس پرتقریباً47انٹیلی جنس افرادسوار تھے،جس پر30 کلوگرام بارودی مواد سے موٹرسائیکل کے ذریعےشہیدی حملہ کیا گیا۔جس میں17اہلکار کے مارے جانے اور14 کےزخمی ہونے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

13 جنوری

☆صوبہ قندھار سے موصولہ اطلاعات کے مطابق ژڑئی اورمیوند کے اضلاع میں12امریکی فوجی ہلاک اورمتعدد زخمی ہوگئے۔ژڑئی کے ضلعی مرکز کے قریب امریکی فوجی پیدل گشت پر تھے کہ مجاہدین کی جانب سے پے در پے دھماکوں کی زد میں آکر 8 صلیبی فوجی ہلاک ہو گئے۔اسی طرح میوند کے ضلع میں امریکی فوجیوں پرہونے والے دھماکے میں مزید4امریکی ہلاک ہوگئے۔

15 جنوری

☆مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہوئے ایک فرانسیسی ڈرون طیارے کوصوبہ کاپیسا میں مار گرایا۔

☆ضلع گریشک میں3روز سے جاری لڑائی میں مجموعی طور پر20امریکی ہلاک وزخمی ہوئے۔جارح افواج تین روزقبل علاقے میں ایک چوکی کی تعمیر کی غرض سے اُتریں تھیں مگرمجاہدین کے تابڑتوڑ حملوں سے اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہیں۔

☆☆☆☆☆

''عزت وجہاد کے رستے پر چلنے والوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایسی کامیابیاں حاصل کی ہیں جن کا تصور بھی اللہ اور یوم آخرت پر یقین نہ رکھنے والے تماش بین نہیں کر سکتے۔ایک طرف سارے صلیبی مغرب کوساتھ لیے امریکہ کی قیادت میں جی ایٹ کہلانے والے وقت کے فراعنہ اوران کےکیل کانٹے سے لیس لشکر اوران کے غلام ہیں...... اور دوسری طرف دنیاوی اسباب اوروسائل سے محروم لیکن ایمان کی دولت سے مالا مال مٹھی بھر مجاہدین۔دنیاوی اور مادی معیارات سے دیکھا جائے تو دونوں لشکروں کے درمیان کوئی موازنہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔

لیکن یہ دنیاوی اور مادیت پرستانہ معیارات ان بنیادی قوانین کونظر انداز کردیتے ہیں جن کے مطابق اس کائنات کا نظام چل رہا ہےاورجن کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَO(البقرۃ:۲۴۹)

''کئی بارچھوٹی سی جماعت اللہ کےحکم سے بڑی جماعت پرغالب آئی ہےاوراللہ صبر کرنے والوں کےساتھ ہے''۔

صرف اللہ تعالیٰ کےسہارے پر جہاد کےراستے سےہی بڑے بڑے مجرموں کا کامیابی سےحساب بے باک کیا گیا ہےاورانہیں ہزیمت سے دوچار کیا گیا ہے۔وہ مسلسل فوجی اوراقتصادی نقصان کا شکار ہیں،یہاں تک کہ انہوں نےعراق اورافغانستان سے انخلا کے اعلانات بھی کردیے ہیں۔مجاہدین'امریکہ اوراس کے اتحادیوں کی صورت میں ان بڑے بڑے مجرموں کے ساتھ مسلسل برسرِ پیکار ہیں جب کہ کمزوری اورناتوانی کی طرف بلانے والے داعیان،فقہائے صلیب،بھکاری علما اورخودکواسلام کی طرف منسوب کرنے والی لادین تحریکوں کے قائدین ان کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہے ہیں''۔

(ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

نوائے افغان جہاد کوانٹرنیٹ پردرج ذیل ویب سائٹس پر ملاحظہ کیجیے۔

www.nawaiafghan.blogspot.com

www.muwahhideen.tk

www.ribatmedia.tk,

www.ansar1.info,

www.malhamah.tk

www.jhuf.net

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن کی تفصیلات بوجوہ ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کرامت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۲۵ دسمبر ۲۰۱۰: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں واقع پڑانک سم چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا۔فوجی ذرائع کے مطابق اس کارروائی میں سیکورٹی فورسز کی ۲ گاڑیاں جلادی گئیں اور مجاہدین نے بھاری مقدار میں اسلحہ غنیمت کیا۔

۲۶ دسمبر: سوات کی تحصیل کالام مٹہ کے علاقے اتروڑ میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر حملہ کردیا۔سیکورٹی ذرائع کے مطابق اس کارروائی کے نتیجے میں ۳ فوجی شدید زخمی ہوگئے۔

۲۶ دسمبر: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے ملک دین محمد میں سیکورٹی فورسز کے قافلے کو ریموٹ کنٹرول بم سے نشانہ بنایا گیا۔سرکاری ذرائع نے ایک فوجی کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی۔

۲۶ دسمبر: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں بارودی سرنگ دھماکے سے ایف سی کا صوبیدار میجر جعفر ہلاک ہوگیا۔جبکہ تحصیل صافی ہی کے علاقے باؤنہ میں ہونے والے دھماکے میں لیفٹیننٹ کرنل سید ضیغم عباس زیدی اور نائیک فرمان شدید زخمی ہوگئے۔

۲۷ دسمبر: جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں سرکاری ذرائع نے ایک سی اہل کار سمیع اللہ کی ہلاک جبکہ متعدد اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۹ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں امریکہ کے لیے جاسوسی کرنے کے جرم میں ۲ افراد کو قتل کردیا گیا۔

۵ جنوری ۲۰۱۱: کرم ایجنسی کے علاقے لوئر کرم میں روافض کو سامانِ رسد پہنچانے والے سیکورٹی فورسز کے قافلے پر حملہ کیا گیا۔سامانِ رسد سے بھرے ۷ ٹریلرز نذرِ آتش کردیے گئے۔

۷ جنوری: مہمند ایجنسی میں بارودی سرنگ دھماکے میں سیکورٹی ذرائع نے ۳ اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی،جبکہ اسی روز تحصیل صافی میں ایف سی کیمپ پر مجاہدین نے راکٹ کے گولے فائر کیے،اس کارروائی میں سرکاری طور پر ۱۱ اہل کار کے زخمی ہونے کی تصدیق کی گئی۔

۱۰ جنوری: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقے کٹکوٹ میں ریموٹ کنٹرول بم پھٹنے سے حکومتی حمایت یافتہ قبائلی مشران عبدالخالق اور جمعہ گل اپنے ۶ ساتھیوں سمیت شدید زخمی ہوگئے۔

۱۲ جنوری: مہمند ایجنسی میں بھیہ ڈاک سیکورٹی کیمپ پر مارٹر گولوں سے حملہ کیا گیا۔سرکاری ذرائع نے ایک سیکورٹی اہل کار کی ہلاکت کی تصدیق کی۔

۱۲ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل غلنئی میں دھماکے سے سیکورٹی ذرائع نے ۲ سیکورٹی اہل کاروں کی ہلاکت اور ۷ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۲ جنوری: پشاور میں ترکزئی امن کمیٹی مہمند ایجنسی کے سربراہ اسلام خان کو اُس کے ساتھی شاہ ولی خان سمیت قتل کردیا گیا۔

۱۳ جنوری: خیبر ایجنسی کے علاقے برقمبر خیل میں خاصہ دار چیک پوسٹ میں بم حملے میں سیکورٹی ذرائع نے ایک خاصہ دار کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۴ جنوری: شمالی وزیرستان میں امریکہ کے لیے جاسوسی کرنے پر ایک شخص کو قتل کردیا گیا۔

۱۵ جنوری: محسود کے علاقے رزمک میں فوجی کانوائے میں شامل گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی۔سرکاری ذرائع نے ۱۲ اہل کاروں کے ہلاک اور ۵ کے زخمی ہونے کی خبر دی۔

۱۸ جنوری: محسود کے علاقے رزمک میں سیکورٹی فورسز کے کیمپ پر مجاہدین کا حملہ،سیکورٹی ذرائع نے تین اہل کاروں حوالدار عظیم،لانس نائیک جمیل اور سپاہی گل محمد کی ہلاکے جبکہ تین دیگر اہلکاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۹ جنوری: خیبر ایجنسی میں نیٹو فورسز کو تیل سپلائی کرنے ولاے ۳ ڈرائیوروں کو قتل کردیا گیا۔

۱۹ جنوری: درہ آدم خیل میں جاسوسی کے جرم میں ۲ افراد کو قتل کردیا گیا۔

۲۱ جنوری: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں بارودی سرنگ پھٹنے سے سرکاری ذرائع کے مطابق ۲ سیکورٹی اہل کار زخمی ہوگئے۔

۲۲ جنوری: اورکزئی ایجنسی میں بم دھماکے کے نتیجے میں سیکورٹی ذرائع کے مطابق ۲ فوجی ہلاک جبکہ ۴ زخمی ہوگئے۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈرون حملے

۲۶ دسمبر ۲۰۱۰: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں امریکی ڈرون طیارے کے حملے میں ۵ افراد شہید اور ۲ زخمی ہوگئے۔

۲۷ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے سیر تلہ میں جاسوس طیاروں سے ایک گاڑی پر ۴ میزائل داغے گئے،جس سے ۱۶ افراد شہید ہوگئے۔چند منٹ بعد اسی علاقے میں جاسوس طیاروں نے ایک اور گاڑی پر ۴ میزائل داغے،جس سے ۶ افراد شہید اور چار زخمی ہوگئے۔

۲۸ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل غلام خان میں جاسوس طیارروں سے دو گھروں پر ۲ میزائل داغے گئے۔حملے میں دونوں گھر مکمل طور پر تباہ اور ۱۵ افراد شہید ہوگئے۔ (بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

افغانیوں کو اقتدار کی منتقلی زمینی حقائق ہی سے مشروط ہے: رابرٹ گیٹس

دسمبر ۲۰۱۰ء میں امریکی وزیر دفاع سے ملاقات کے دوران جب فرانسیسی وزیر دفاع مورن ہرف نے اوباما کے افغانستان سے انخلا کے اعلان پر تشویش ظاہر کی تو امریکی وزیر رابرٹ گیٹس نے اسے تسلی دی کہ افغانستان کو اقتدار کی منتقلی کا عمل مکمل طور پر زمینی حقائق کے ساتھ مشروط ہے اور ۲۰۱۱ء کی تاریخ فوجی انخلا کے عمل کا محض آغاز ہو سکتی ہے اور اس کا مقصد افغانستان کو تنہا چھوڑ نا نہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ دراصل امریکہ میں بحث چھڑ چکی ہے کہ افغان عوام کو جلد اقتدار منتقل کیا جائے اور اس حوالے سے امریکی عوام زیادہ انتظار برداشت نہیں کر سکتے۔

'گنجی نہائے گی کیا اور نچوڑے گی کیا' کے مصداق کوئی امریکیوں سے یہ پوچھے کہ تمہارے پاس افغانستان میں اقتدار ہے ہی کہاں، جو تم افغان عوام یا کسی کو بھی منتقل کرو گے۔ اور رہی بات زمینی حقائق کی تو زمینی حقائق یہ ہیں کہ افغانستان کے طول و عرض میں آج بھی اصل حکومت طالبان کی ہے۔ اور امریکی اور ان کے حواری چاہے لاکھ برس سر پٹخ لیں، نتیجہ ان کی ذلت آمیز پسپائی ہی ہو گا ان شاء اللہ۔

دنیا میں دہشت گردی کا مرکز پاکستان میں موجود دہشت گردوں کے محفوظ ٹھکانے ہیں، افغانستان میں خون خرابہ بڑھے گا: مائیکل مولن

واشنگٹن میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے امریکی فوج کے سربراہ مولن نے کہا کہ ''پاکستان میں موجود دہشت گردوں کے ٹھکانوں کے خاتمے کے لیے امریکہ کی طرح ہر ایک کو توجہ دینا ہو گی۔ ان ٹھکانوں کے خاتمے کے بغیر افغانستان میں کامیابی ممکن نہیں۔ خطے میں دہشت گردوں کے ٹھکانوں کے خاتمے اور دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے اس نے کئی مرتبہ پاکستانی آرمی چیف کیانی سے ملاقاتیں کی ہیں اور وہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کام کر رہا ہے۔ ۲۰۰۱ء میں طالبان کے اقتدار کے خاتمہ کے بعد ۲۰۱۰ء اب تک کا سب سے پرتشدد سال رہا ہے''۔ صحافیوں سے بات کرتے ہوئے مائیک مولن نے کہا کہ ''یہ تسلیم کرنا مشکل ہے لیکن آنے والے مہینوں میں مزید تشدد اور ہلاکتوں کے لیے ہمیں خود کو تیار کر لینا چاہیے۔

خودفریبی کے شکار مولن اور اس جیسے کفر کے سب سرخیل یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محض وزیرستان اور دیگر قبائل کے کوہساروں پر بارود کی بارش کر کے خود کو محفوظ کر لیں گے، لیکن اس خام خیالی میں وہ یہ بھول جاتے ہیں اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے سرفروش ابابیلوں کی طرح چہار جانب سے ان کی طرف بڑھ رہے ہیں، کبھی یمن سے پارسل بموں کی صورت، کبھی ان کی اپنی سرزمین سے ہی میجر حسن نضال، کبھی شہید ابودجانہ اور کہیں فیصل شہزاد و عمر فاروق کی صورت۔۔۔غرض اللہ کے باغیوں کے لیے اب روئے زمین پر کوئی جائے پناہ نہیں ہو گی۔ ان شاء اللہ۔

امریکہ اسلام کا دشمن نہیں اور پاکستان کی سالمیت کی اصل خلاف ورزی امریکہ نہیں بلکہ وہ شدت پسند کرتے ہیں: جوزف بائیڈن

امریکہ کے نائب صدر جوزف بائیڈن نے کہا ہے کہ امریکہ اسلام کا دشمن نہیں اور پاکستان کی سالمیت کی اصل خلاف ورزی امریکہ نہیں بلکہ وہ شدت پسند کرتے ہیں جو ہزاروں عام شہریوں اور سکیورٹی فورسز کے اہلکاروں کو قتل کر چکے ہیں۔ اسلام آباد میں نیوز بریفنگ کے دوران جوزف بائیڈن نے کہا کہ پاکستان کے پرتشدد انتہا پسند نہ صرف امریکہ بلکہ پاکستان اور پوری دنیا کے لیے خطرہ ہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ القاعدہ نے تین ہزار کے قریب امریکی شہری قتل کیے ہیں اور وہ اب بھی حملوں کے منصوبے بناتے ہیں۔

اس نے کہا کہ القاعدہ کے شدت پسند پاکستان کے دور دراز علاقوں میں چھپے ہیں اور مقامی پرتشدد انتہا پسند ان کے اتحادی ہیں، جنہوں نے ہزاروں پاکستانی شہریوں اور سکیورٹی فورسز کے اہلکاروں کو قتل کیا ہے۔

امریکی نائب صدر نے کہا کہ یہ تاثر بھی غلط ہے کہ امریکہ نے القاعدہ کے خلاف اپنی جنگ پاکستان پر مسلط کر دی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ شدت پسندی تو پاکستان کے لیے بھی خطرہ ہے۔ جو بائیڈن نے کہا کہ امریکہ اس مسئلے کا سبب نہیں بلکہ اس کا حل ہے اور ہم پاکستانی فوج کے ساتھ مل کر شدت پسندوں کا پیچھا کرتے ہیں۔ جوزف بائیڈن نے تسلیم کیا کہ اسلام امریکہ میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے، اس نے کہا کہ لاس اینجلس میں دنیا کی ایک بڑی مسجد واقع ہے اور امریکہ اسلام کا احترام کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ دنیا کے کسی ایک ملک کا نام بتا دیں جہاں امریکہ سے زیادہ عبادت کی آزادی حاصل ہے۔

ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولنے کے معاملے میں امریکی یقیناً پاکستانی حکمرانوں کے بھی استاد ہیں۔ امریکہ صرف اس اسلام کا دشمن نہیں جو عصر حاضر کی عیسائیت کی مانند سر منہ لپیٹے فرد کی نجی زندگی کے کسی کونے میں پڑا رہے اور سرمایہ دارانہ نظام کی بے اعتدالیوں اور صلیبی صہیونی فسادیوں کی مسلمانوں اور اسلام کے خلاف یلغار کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرتا رہے۔ (بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

اک نظر ادھر بھی

صبغۃ الحق

پاکستان نے پٹرولیم مصنوعات میں اضافہ واپس لے کر غلطی کی: ہیلری کلنٹن

امریکہ کو پاکستان کے مالی اور گورننس معاملات میں مداخلت کا حق ہے: امریکی سفیر منٹر

پاکستانی وزیراعظم گیلانی کی طرف سے پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ واپس لیے جانے پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ ہیلری نے کہا کہ پاکستان نے یہ فیصلہ کر کے غلطی کی ہے اور پاکستان کو اپنے اقتصادی قوانین اور قواعد وضوابط میں اصلاحات کرنی ہوں گی جس میں پٹرول کی قیمتیں اور اخراجات بھی شامل ہیں۔جبکہ اسلام آباد میں امریکی سفیر کیمرون منٹر نے بھی ہیلری کے بیان کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ چونکہ پاکستان کو سب سے زیادہ امداد دیتا ہے اس لیے اس کو پاکستان کے مالیاتی اور گورننس کے معاملات میں مداخلت کا حق حاصل ہے۔

تاریخ عالم نے آج تک جتنے بھی سامراج دیکھے ہیں ، ان میں شاید ہی کوئی امریکہ جیسا مفلس ہو گا جس کے پاس نہ تو اپنی جھوٹی چوہدراہٹ کا بھرم رکھنے کا مال اسباب ہے اور نہ ہی اپنے (بلا واسطہ اور بالواسطہ) مقبوضات کو سنبھالنے کے لیے کوئی ڈھنگ کا آدمی۔ امریکہاپنی لولی لنگڑی معیشت کے باوجود صلیبی جنگ میں شرکت کے عوضانے کے طور پر پاکستان کو چند ڈالر دیتا بھی ہے تو اسے یہ فکر بے چین کئے رکھتی ہے کہ کہیں خائن پاکستانی حکمران اس کا پیسا بھی ہڑپ نہ کر جائیں اسی لیے وہ چاہتا ہے کہ پاکستانی حکمران اپنے پیٹ کا جہنم پاکستانی عوام کے خون پسینے سے ہی بھریں لیکن امریکہ سے لی گئی ایک ایک پائی کا حق ادا کریں اور حساب بھی دیں۔

فوج کب تک قبائیلیوں کے قتل عام کا تماشا دیکھتی رہے گی: سید منور حسن

امیر جماعت اسلامی پاکستان سید منور حسن نے کہا ہے کہ ڈرون حملوں میں جاں بحق ہونے والے ہزاروں قبائیلیوں کا خون حکمرانوں کے سر ہے جنہوں نے ان حملوں کو روکنے کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔فوج کب تک امریکہ کے ہاتھوں معصوم شہریوں کے قتل عام کا تماشا دیکھتی رہے گی۔

میر بھی کیا سادہ ہیں کے مصداق سید صاحب اسی فوج سے قبائلی مسلمانوں کے قتل کا تماشا دیکھنے کا شکوہ کر رہے ہیں جو خود اس قتل عام میں برابر کی مجرم ہے۔ یہ حقیقت تو اب روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ڈرون حملے نہ صرف پاکستانی حکومت اور فوج کی خواہش پر بلکہ ان کی معاونت سے ہو رہے ہیں۔ اور ڈرون حملوں پر ہی کیا موقوف ، قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن میں آپریشنز کے دوران پاکستانی فوج نے خود جتنے مسلمانوں کو شہید کیا ہے ان کی تعداد تو ڈرون حملوں کے شہدا سے کئی گنا زیادہ ہے۔ان معصوم شہدا میں سید صاحب کی جماعت ہی کے ایک صوبائی عہدے دار کی والدہ اور بھتیجی بھی شامل ہیں۔ اس لیے اب وقت ہے کہ پاکستان کے تمام اصحاب فہم و دانش پاکستانی فوج اور حکومت سے کسی خیر کی توقع رکھنا چھوڑ دیں اور جان لیں کہ یہ لاتوں کے بھوت ہیں ، باتوں سے کبھی نہیں مانیں گے۔

باجوڑ میں طالبان کے خلاف آپریشن کا اہم کردار قادر خان کراچی میں قتل

اخباری اطلاعات کے مطابق باجوڑ میں طالبان کے خلاف آرمی کے آپریشن کے اہم کردار قادر خان کو کراچی میں فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ پولیس کے مطابق مقتول باجوڑ سے تعلّق رکھتا تھا اور اس نے طالبان کے خلاف آرمی آپریشن میں غیر معمولی مدد کی تھی اور درجنوں افراد کو گرفتار کروایا تھا۔اور اس کے قریبی عزیز کے مطابق وہ طالبان کے ڈر سے کراچی منتقل ہو گیا تھا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ مقتول علاقے میں منشات فروشی کے حوالے سے بدنام تھا۔

اس خبر سے جہاں یہ واضح ہے کہ الحمدللہ طالبان ، صلیبی جنگ میں حق کے خلاف کھڑے ہونے والے ضمیر فروشوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں، چاہے وہ جہاں مرضی چھپے ہوں۔وہیں یہ پہلو بھی قابل غور ہے صلیبیوں کی غلام پاکستانی فوج ہو یا افغان ملی اردو ،شریعت کے تمام دشمن سب جرائم پیشہ افراد کے گروہ اور منشیات فروشوں کے سرپرست ہیں۔

نئے سال کا جشن مناتے عیسائیوں پر بم حملے، مصر اور نائیجیریا میں ۵۶ عیسائی ہلاک:

مصر کے شہر اسکندریہ اور نائیجیریا کے دارالحکومت ابوجا میں چرچ اور شراب خانے کے باہر ہوئے بم دھماکوں میں مجموعی طور پر ۵۶ عیسائی ہلاک ہو گئے۔اسکندریہ میں ہونے والا دھماکے میں قبطی عیسائیوں کو نشانہ بنایا گیا جو سالِ نو کی تقریبات کے بعد چرچ سے باہر آ رہے تھے۔واضح رہے کہ دولت اسلامیہ عراق کی جانب سے قبطی عسائیوں کو مسلم خواتین کے اغوا اور دیگر اشتعال انگیزیوں پر انتباہ کیا گیا تھا لیکن نہ تو عیسائیوں اور نہ ہی مصری حکومت

نے اس انتباہ کو سنجیدگی سے لیا جس کا ردعمل پہلے بغداد اور اب اسکندریہ میں ہونے والے حملوں کی صورت عیسائیوں کو بھگتنا پڑا۔

امریکی بمباری کے باعث فلوجہ میں معذور بچوں کی پیدائش

عراقی شہر فلوجہ میں ۶ سال قبل امریکی فوج کی جانب سے استعمال کیے جانے والے ہتھیاروں کے باعث معذور بچوں کی پیدائش اور لوگوں میں کینسر کی بیماری خطرناک حد تک بڑھ رہی ہے۔ برطانوی اخبار گارجین کے مطابق علاقے کے لوگوں میں کینسر کے مرض کی بلند شرح، نوزائیدہ بچوں میں اعصابی نالیوں، دل کے امراض اور جسمانی نقائص کی زیادہ تعداد سامنے آنے پر شائع کی والی رپورٹوں میں بتا گیا تھا کہ نوزائیدہ بچوں کے اجسام میں نائٹس کی شرح عام پیدائش سے ۱۱ گنا زیادہ ہے، یہ شرح ۶ سال قبل فلوجہ پر حملوں کے بعد پہلے نصف سال کے دوران زیادہ تھی۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے یہ واضح ہے کہ انسان کو جو بھی تکلیف آتی ہے وہ اللہ ہی طرف سے ہے، چاہے ظاہری طور پر اس کے اسباب جو بھی ہوں اور دنیاوی تکالیف و مصائب بالخصوص کفار کے ہاتھوں پہنچنے والی اذیتوں پر صبر و استقامت اہل ایمان کے ایمان کی مضبوطی اور اللہ کے ہاں ان کے درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔

البتہ اس خبر میں ان لوگوں کے لیے سبق ہے ، جو محارب صلیبی اقوام پر عام تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں اور ذرائع کے استعمال کے خلاف دلیلیں تراشتے ہیں ، اور ان کے فوجیوں کے علاوہ ایسی اقوام کے تمام دیگر افراد کو معصوم و بے گناہ سمجھتے اور کہتے ہیں، حالانکہ ان اقوام کا ہر فرد مسلمانوں کے بچوں کے قتل میں برابر کا مجرم ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

۲۸ دسمبر: شمالی وزیرستان کی تحصیل غلام خان کے علاقے شیر خیل میں امریکی جاسوس طیاروں کے حملے میں ۱۹ افراد شہید جبکہ ۷ زخمی ہوگئے۔

۲۸ دسمبر: شمالی وزیرستان میں میران شاہ غلام خان روڈ پر تپئی کے علاقے میں امریکی ڈرون نے ایک گاڑی پر ۲ میزائل داغے۔ گاڑی میں سوار ۳ افراد شہید ہوگئے۔

۳۰ دسمبر: شمالی وزیرستان میں ۴ امریکی ڈرون میزائل حملوں میں ۲۱ افراد شہید اور متعدد زخمی ہوگئے ۔ یہ امریکی میزائل حملے حسن خیل، غوڑیشکئی اور دتہ خیل روڈ پر مختلف گاڑیوں اور مکانات پر کیے گئے۔

۷ جنوری ۲۰۱۱ء: شمالی وزیرستان میں میران شاہ دتہ خیل روڈ پر ایک گاڑی پر امریکی جاسوس طیارے سے دو میزائل داغے گئے، جس سے ۲ افراد شہید ہوگئے۔ جبکہ مقامی افراد امدادی کارروائی میں مصروف تھے کہ ڈرون طیارے نے مزید ۴ میزائل ان پر داغے، جس سے ۶ افراد شہید ہوگئے۔

۱۲ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں ایک گاڑی پر امریکی جاسوسی طیارے سے ۲ میزائل داغے گئے، ۶ افراد شہید اور ۴ زخمی ہوگئے۔

۱۸ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں ایک گھر پر امریکی جاسوس طیاروں سے ۲ میزائل داغے گئے۔ ۷ افراد شہید، ۳ زخمی ہوگئے۔

۲۳ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے مداخیل میں امریکی ڈرون نے ایک گاڑی پر ۲ میزائل داغے۔ ۴ افراد شہید۔

۲۳ جنوری: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے اسماعیل خیل میں ایک موٹر سائیکل پر امریکی جاسوس طیاروں سے ۲ میزائل داغے گئے۔ ۳ افراد شہید ہوگئے۔

۲۳ جنوری: شمالی وزیرستان کے علاقے مندو خیل میں ایک گھر پر ۲ میزائل داغے گئے، ۶ افراد شہید اور ۳ زخمی ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

لیکن اگر کسی مسلمان کے دل میں ایمان کی ذرا سی رمق بھی باقی ہے تو پھر امریکہ اس کا اور اسکے اسلام دونوں کا بدترین دشمن ہے۔ فلسطین ، عراق افغانستان وغیرہ میں لاکھوں مسلمانوں کا خون بہانے والے امریکہ امریکہ کو اپنے صرف تین ہزار شہریوں کی موت کا غم کھائے جارہا ہے۔اور غم کیوں نہ ہو کہ مسلمان کے لیے تو شہادت کے بعد ابدی انعامات کا وعدہ ہے لیکن کافر کی دنیا تو موت کی آغوش میں جاتے ہی اندھیر ہو جاتی ہے۔

بائیڈن نے امریکہ کی نام نہاد مذہبی آزادی کا حوالہ دے کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی و گرنہ کون نہیں جانتا کہ امریکہ کو تو یہ بھی گوارا نہیں کہ مسلمان اپنے اپنے ملکوں میں اپنے دین کے مطابق زندگی بسر کر لیں اور یہی وہ بنیادی تکلیف تھی جس کی وجہ سے اس نے افغانستان پر حملہ کیا۔

رہی بات پاکستان کی سالمیت کی خلاف ورزی کی تو، غیر اللہ کی حاکمیت، اسلام اور اہل ایمان سے غداری اور کفار کا حلیف بن کر ریاست پاکستان اپنے وجود کا جواز تو ویسے بھی کھو چکی ہے، تو سالمیت کا رونا ہی بے معنی ہے، جبکہ مجاہدین تو امت مسلمہ کا حصہ ہونے کے ناطے اس سرزمین اصل کے وارث ہیں۔

☆☆☆☆☆

تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
شہریارنبوت پہ لاکھوں سلام
سید الاولیں، سید الآخریں
نامدار نبوت پہ لاکھوں سلام
فخرِآدم پہ اربوں درود
افتخارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
وہ براہیمی و ہاشمی خوش نسب
شاہوار نبوت پہ لاکھوں سلام
وہ جب آئے جہاں میں بہار آگئی
نوبہار نبوت پہ لاکھوں سلام
جلوہ گاہِ محمدؐ، وہ غارِ حرا
جلوہ زار نبوت پہ لاکھوں سلام
جبرئیل امیں، مرحبا مرحبا
رازدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
نور پاش رسالت پہ دائم درود
نوربار نبوت پہ لاکھوں سلام
کعبۃ اللہ حصن حصین یتیم
سایہ دارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
وہ جو فاران کی چوٹیوں سے اٹھا
شہ سوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر نبیؑ کی رسالت ہوئی معتبر
اعتبارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جس پہ ختم نبوت کا دارومدار
اُس مدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
روشِ حسن یوسفؑ ہے جس کا جمال
اُس نگاہِ نبوت پہ لاکھوں سلام

سدرۃُ المنتہٰی جس کی گردِ سفر
راہوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
بدر میں تو نزولِ ملائک ہوا
کارزارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
کیا کہوں جو اُحد سے محبت رہی
کوہسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
وہ جو پائے مبارک کی زینت رہا
اُس غبارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
کوئی دیکھے رفاقت ابوبکرؓ کی
یارِ غارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ! فاروق کا دبدبہ
ذی وقارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
بہرعثمان رضواں کی بیعت ہوئی
جاں نثارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰ بابِ شہرِعلوم نبیؐ
شاہکارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جس کے دو پھول پیارے حسنؓ اور حسینؓ
شاخسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ہر صحابیؓ نبی پر تصدق رہا
جاں سپارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
ساری امت پہ ہوں ان گنت رحمتیں
پاسدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام
جس کو ترسا کیے چشم ودل اے نفیسؔ
اُس دیارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

(حضرت نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ)

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

سنور جائے گا ہر جذبہ، چمک اٹھے گا ہر منظر
مئے حبِّ نبی کا جب کرو گے نوشِ جاں ساغر

درود ان پر، پڑھو گے تو ملے گی خلد کی لذت
انہی کے نام سے تسکین پائے گا دلِ مضطر

وہ ہیں محبوب رب، مطلوب و مقصودِ دو عالم ہیں
عقیدت اور محبت ان سے ہے ایمان کا جوہر

ملا یہ منفرد منصب انہیں درگاہِ مولا سے
وہ دنیا میں ہیں رحمت، آخرت میں ساقیٔ کوثر

اگرچہ داغ دھبے چاند سورج پر، بھی پیدا ہیں
یہ سیرت میرے آقا کی مصفّا نور کا پیکر

ازل سے تا ابد، ساری کی ساری نوعِ انساں میں
قسم اللہ کی مجھ کو، نہیں ان کا کوئی ہمسر

کوئی اعمال نامہ اُن کی طاعت سے ہے گر خالی
وہ ہے اک دفترِ بے معنی، نزدِ خالقِ اکبر

وہ اک خونریز فتنہ ہے،جو اس بے مثل ہستی پر
کرے بے ہودگی کا وار، شیطانوں کی شہ پاکر

مسلماں ہی رہا وہ کب، وہ ہے اک لاشۂ بے جاں
تڑپ اٹھے نہ غیرت سے اگر اس تازیانے پر

نبیؐ جس کا بدگوئی کا نشانہ ہو اور وہ چپ ہو
رہے گی زندہ وہ امت، زمیں کی سطح پر کیونکر

گوارا کرلیا ہم نے اگر توہینِ آقا کو
خدا کا پھر غضب ٹوٹے گا بن کر صورتِ محشر

محبت اپنے پیاروں سے اگرچہ جان ہے میری
عزیزازجان ہے ،لیکن مجھے ناموس پیغمبر ﷺ

شہیدانِ رسالت کی گواہی دے کے کہتا ہوں
''نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہونہیں سکتا''

(لالہ صحرائی)

حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کٹ مرو

فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر قریش کے لیے عفوِ عام کا اعلان کیا تو ساتھ ہی چند مجرمین خاص کے قتل کا حکم ہوا۔ ان میں عبدالعزیٰ بن خطل، اس کی ایک لونڈی، حویرث بن نقید اور حارث بن طلاطل بھی تھے جنہیں قتل کیا گیا۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتے تھے اور گستاخی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم نازل فرمایا:

"یہ ملعون ہیں جہاں کہیں پائے جائیں، پکڑے جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے کردیے جائیں جیسا کہ مفسدین کے بارے میں اللہ کی سنت ہے۔ اور تم اللہ کی سنت میں کوئی تغیر و تبدل نہ پائو گے"۔

(الأحزاب: ٦١، ٦٢)

ابن خطل اپنے قتل کا اعلان سنتے ہی بیت اللہ کے پردوں سے لپٹ گیا۔ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل کر ڈالو (چاہے کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہو!) چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ اور سعدؓ بن حریث نے حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہی اسے قتل کر ڈالا۔

پس اس مقام پر یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اللہ رب العالمین جسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں کہ مومنین کی آوازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہوں اور اس پر اتنی سخت تنبیہ فرمائی کہ "ورنہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں" (سورۃ الحجرات)...... کیا وہ ان چوپایہ نما انسانوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی پر مسلمانوں کی یہ خاموشی قبول فرمالیں گے؟ کیا فقط جلوس نکالنا، ٹائر اور پتلے جلانا، مغربی ممالک کے جھنڈوں کو پاؤں تلے روندنا' اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لیے کافی ہوگا؟ روزِ حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤ گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوئی اور ہم انہی بے فائدہ تماشوں میں لگے رہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا عمل کچھ اور تھا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد اسی طرح ہوتی ہے؟ کیا من لی بھذا الخبیث کی نبویؐ پکار کا جواب یونہی دیا جاتا ہے؟ اگر حضرت عمیرؓ نابینا ہونے کے باوجود یہود یہ گستاخ رسول تک جا پہنچتے ہیں تو کیا ایک ارب سے زائد تعداد میں دنیا کے شرق و غرب میں بکھری امت، مٹھی بھی گستاخوں کی گردنوں تک نہیں پہنچ سکتی؟ کیا اس امت میں کوئی نہیں جو گستاخِ رسول کا سر کاٹ کر بارگاہِ نبویؐ سے افلحت الوجوہ (یہ چہرے کامیاب رہیں) کی دعا کا مستحق بنے؟

ہم برباد ہوں اگر ہم اب بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں'۔

(شیخ ابو عبداللہ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ)